

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ

حسینؑ صحیفۂ کاملہ

(امام حسین علیہ السلام کی دعاؤں اور بددعاؤں پر مشتمل ایک نایاب ذخیرہ)

اقتباس از:

الصحیفۃ الحسینیۃ الکاملہ، مولفہ آیت اللہ محمد صادق الکرباسی

تلخیص و ترجمہ

حجت الاسلام والمسلمین مولانا میرزا محمد جواد شبیر

Contribution

This book is published with the contribution of:

Imam Ali A.S foundation, Mr syed Aziz Akhter, Mr Mirza Reza Ahmed, Mr Kumail Mirza, Mr Syed Imran Akhter
Mr Zafar Hasan, Mr Syed Shamer Hussain.
&
Mrs Nikhat Fatima, Mrs Yawer Akther.

Please recite Suratul Fateha For:

Aal-e-Mirza Waaselan Baig Khan & Aal-e-Ashhar
Mirza Mohammad Reza, Mirza Qamar Reza, Mirza Mujtaba Husain (My Teacher), Mir Turab Ali Khan Rezavi, Mirza Umrao Bahadur, Syed Akhtar Ahmed, Mohammed Abdullah Hasan
Dr. Hemayath Husain Mohsini, Nawab Mir Babar Ali Khan Rezavi, Mirza Riasat Ali Baig, Mirza Hadi Ali Baig
Mirza Mehdi Ali Baig, Mirza Asghar Ali Baig, Mira Askar Ali Baig, Agha Mirza Abul Amir, Mir Muzaffar Ali
Mirza Khuda Quli Baig Aijaz, Mirza Ibrahim Ali Baig
Syed Wazir Husain Shah, Syed Welayat Ali Shah
&
Amatuz Zehra Begum, Zehra Begum, Amatul Mohammadi Begum,Amatuz Zehra Begum (Mother Inlow Of Mrs Nkhat Fatima), Shamin Fatimah, Meher Jahan Begum, Sarwat Jahan Begum, Akhtar Begum, Noor Banu Mohsini, Kaniz Fatimah & his Husband Pasha Bhai, Badrun Nesa Begum
Noor Fatemah, Naziran Bibi.

May Allah bless Author, contributors, Printer and Momenin

تعارف کتاب

نام کتاب: حسینیؑ صحیفۂ کاملہ

اقتباس از: الصحیفۃ الحسینیۃ الکاملۃ، مؤلفۂ آیت اللہ محمد صادق کرباسی

تلخیص وترجمہ: حجت الاسلام والمسلمین مولانا میرزا محمد جواد شبیر

پیشکش: حسینیؑ رسرچ سنٹر لندن، برطانیہ

طبع: دوم

تاریخ اشاعت: ۲۰۱۳ء

طباعت: سلمان بک سنٹر، عبادت خانہ حسینی، دار الشفاء، حیدرآباد، ہندوستان

فون: ۰۹۳۴۸۴۹۶۸۹۸

ہدیہ: ۵۰۰ ہندوستانی روپیہ، برطانیہ ۱۴ پاونڈ، امریکہ ۲۵ ڈالر

ناشر: الجواد ٹرسٹ لندن، برطانیہ

فون:	0044 786 229 6910
ایمیل:	shaikh.jawad.inc@gmail.com
سایٹ:	www.al-jawad.org

15 Shelley Court, Wembley, London, UK, HA0 3BA

Contact person in Hyderabad, India:

Mr Mirza Mujtaba Ahmed & Mr Mirza Murtuza Ali:

0091- 9885451556 & 0091- 8978678261

ملنے کا پتہ

Mirza Murtuza Ali & Mirza Zaki Hasan
22-1-100/101, Flat NO 301, 3rd floor, Ornate Homes
Noor Khan Bazar, Hyder: 500024, AP, India

SALMAAN BOOK CENTRE
Opp Ibadath Khana Husaini
Darulshifa, Hyderabad 500024, AP, India

Our Contact & Bank Details

Name of Author	Mirza Mohammed Jawad
Email:	mmjawad2000000@yahoo.com
Web:	www.al-jawad.org
Phone:	0044 786 229 6910
Facebook	http://www.facebook.com/mjawadshabbir

HSBC	
Account Name:	Al-jawad
Sort Code:	40-07-27
Account No:	61614347
IBAN:	GB88MIDL40072761614347
BIC:	MIDLGB22
Bank Address:	91 High Road, NW10 2TA, London, UK

حسینؑ چراغ ہدایت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ الْحُسَیْنَ

مِصْبَاحُ هُدًی

وَ سَفِیْنَةُ نجَاةٍ

وَ اِمَامُ خَیْرٍ وَ یُمْنٍ وَ عِزٍّ وَ فَخْرٍ

وَ بَحْرُ عِلْمٍ وَ ذُخْرٍ

بیشک حسینؑ ہدایت کا چراغ، نجات کی کشتی اور وہ امام ہیں کہ جو صاحب خیر و برکت، صاحب عزت و فخر اور دریائے علم و سرمایہ ہیں۔

(عیون اخبار الرضاؑ جلد ا ص ٦٢)

صلب حسینؑ سے بارہ امامؑ

سنہ ۷ ھ میں ابوہریرہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آیۂ **وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ** (زخرف ۲۸) کے بارے میں سوال کیا تو آنحضرتؐ نے فرمایا:

جَعَلَ الاِمَامَةَ فِيْ عَقِبِ الْحُسَيْنِ

يَخْرُجُ مِنْ صُلْبِهِ تِسْعَةٌ مِنَ الْاَئِمَّةِ

مِنْهُمْ مَهْدِيُّ هٰذِهِ الْاُمَّةِ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے امامت کو صلب امام حسین علیہ السلام میں قرار دیا ہے، نسل حسینؑ سے ۹ ائمہ متولد ہونگے، اور انہیں ائمہ سے امام مہدیؑ بھی متولد ہونگے۔

(بحار الانوار جلد ۲۵ ص ۲۵۳)

حسینؑ غدیر خم میں

سنہ ۱۰ ہجری میں رسولؐ اسلام نے آخری حج کی تیاری کی جس میں آنحضرتؐ کی تمام ازواج، امام علیؑ، حضرت زہراؑ، امام حسنؑ اور امام حسینؑ علیہم السلام بھی موجود تھے، حج کے بعد غدیر خم کے میدان میں ولایت علیؑ ابن ابی طالبؑ کے اعلان کے ساتھ ساتھ رسولؐ اسلام نے ولایت ائمہ کا بھی تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

يَا مَعَاشِرَ النَّاسِ فَاتَّقُوا اللهَ وَ بَايَعُوْا عَلِيًّا اَمِيْرَ الْمُومِنِيْنَ، وَ الْحَسَنَ وَ الْحُسَيْنَ وَ الائِمَّةَ كَلِمَةً طَيِّبَةً بَاقِيَةً، يُهْلِكُ اللّٰهُ مَنْ غَدَرَ وَ يَرْحَمُ مَنْ وَفٰى

اے لوگو تقوائے الٰہی اختیار کرو اور علیؑ کی بیعت کرو کہ وہ امیر المومنینؑ ہے، اور حسنؑ و حسینؑ اور ائمہؑ کی بیعت کرو جو ایک ایسا پاک سلسلہ ہے جو باقی رہنے والا ہے، جو ان سے غداری کرے اللہ اسے تباہ کرے گا اور جو ان سے وفا کرے اللہ ان پر احسان کرے گا (خطبۃ الغدیر: ۹)، اس روز رسولؐ اسلام نے تمام اصحاب سے ان الفاظ میں اقرار لیا:

اَطَعْنَا اللهَ بِذٰلِكَ وَ اِيَّاكَ وَ عَلِيًّا وَ الْحَسَنَ وَ الْحُسَيْنَ وَ الْاِئِمَّةَ الَّذِيْنَ ذَكَرْتَ عَهْدًا وَ مِيْثَاقًا مَاخُوْذًا لِاَمِيْرِ الْمُومِنِيْنَ مِنْ قُلُوْبِنَا وَ اَنْفُسِنَا وَ اَلْسِنَتِنَا وَ مُصَافَقَةِ اَيْدِيْنَا

ہم اِس پر اللہ کی اور آپ کی اطاعت کرتے ہیں اور علیؑ و حسنؑ و حسینؑ اور جن ائمہؑ کا آپ نے تذکرہ فرمایا ہے کی ولایت کا دم بھرتے ہیں، یہ ہمارا پختہ عہد وپیمان ہے جو امیر المومنینؑ کے لئے لیا گیا ہے، ہمارا یہ عہد ہمارے دلوں، جانوں اور زبانوں سے ہے اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کے بیعت کرکے ہے۔

(السیرۃ الحسینیہ جلد دوم ص ۲۱۹)۔

حسینؑ دین کی بقاء

رسول اکرم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کے جب چالیس سال مکمل ہوئے تو غار حرا میں جبرئیل امین ۲۷ رجب المرجب مطابق ۳ جولائی سنہ ۶۰۱ عیسوی کو رسولؐ اسلام پر وحی الٰہی لے کر نازل ہوئے اور فرمایا:

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ (علق آیہ ۱)۔

رسولؐ اسلام نے تلاوت کی جس کے بعد جبرئیل امین نے بہت سارے واقعات کے تذکرہ کے بعد فرمایا:

وَ سَوْفَ يَقِرُّ عَيْنُكَ بِبِنْتِكَ فَاطِمَةَ، وَ سَوْفَ يَخْرُجُ مِنْهَا وَ مِنْ عَلِيٍّ اَلْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَ سَوْفَ يَنْشُرُ فِي الْبِلَادِ دِيْنُكَ

عنقریب آپ کی بیٹی فاطمہؑ کی ولادت سے آپ کی آنکھیں روشن ہونگی، اور فاطمہؑ و علیؑ سے اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو حسنؑ و حسینؑ جیسے فرزند عطا فرمائے گا، جس کے بعد آپ کا دین دنیا بھر میں پھیل جائے گا۔

(بحار الانوار جلد ۱۷ ص ۳۱۰)۔

دعاء قرآن مجید کی روشنی میں

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ

اور تمہارے پروردگار کا ارشاد ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا اور یقینا جو لوگ میری عبادت سے اکڑتے ہیں وہ عنقریب ذلت کے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے

(غافر، آیت ۶۰)۔

وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا

اللہ کے لئے اسماء حسنیٰ ہیں لہذا تم انہیں کے ذریعہ اللہ سے دعا مانگو

(اعراف، آیت ۱۸۰)۔

وَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ

اور اس کو پکارو دین کو اسی کے لئے خالص کرکے

(اعراف، آیت ۲۹)۔

وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ

اور اس تک پہنچنے کا وسیلہ تلاش کرو

(مائدہ، آیت ۳۵)

حسینؑ دعاء کا بہترین وسیلہ

امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالىٰ عَوَّضَ الْحُسَيْنَ مِنْ قَتْلِهِ اَنْ جَعَلَ الْاِمَامَةَ فِيْ ذُرِّيَّتِهِ، وَ الشِّفَاءَ فِيْ تُرْبَتِهِ، وَ اِجَابَةَ الدُّعَاءِ عِنْدَ قَبْرِهِ

بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نے امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے عوض آپؑ کی نسل میں امامت، آپؑ کی تربت میں شفاء، اورآپؑ کی قبر کے قریب کی جانے والی دعاء میں قبولیت رکھی ہے۔

(امالی طوسی، ص ۳۲۴)۔

آئینۂ کتاب



حسینیؑ دائرۃ المعارف کے مؤلف آیت اللہ محمد صادق الکرباسی

اسم:

آیت اللہ شیخ محمد صادق محمد الکرباسی

نسب:

آپ کا نسب مالک بن حارث اشتر نخعی پر منتہی ہوتا ہے کہ جن کی پاک نسل سے بے شمار فقہاء و علماء وجود میں آئے۔

تاریخ و مقام ولادت:

۵ ذی الحجہ سنہ ۱۳۶٦ھ بمطابق ۲۰-۱۰-۱۹۴۷م، کربلاء معلی۔

تعلیم و تحصیلات:

آیت اللہ محمد صادق الکرباسی نے حوزۂ علمیہ کربلا معلی، نجف اشرف، طہران، قم المقدسہ میں مراجع عظام سے کسب فیض فرمایا یہاں تک کے مختلف مراجع کرام نے آپ کو اجازۂ اجتہاد سے نوازا، آپ کے اساتذہ

کے اسماء گرامی یہ ہیں:

شیخ محمد کرباسی (شیخ کرباسی کے والد محترم)، شیخ محمد شاہرودی، شیخ یوسف بیارجمندی، سید محمد شیرازی، سید ابو القاسم الخوئی، سید روح اللہ خمینی، سید احمد خوانساری، سید ابو الحسن رفیعی، شیخ محمد باقر آشتیانی، سید محمد رضا گلپائگانی، محمد کاظم شریعتمداری، شیخ مرتضی الحائری، شیخ ہاشم آملی، شیخ محمد حسین الکرباسی۔

تاسیسات:

آیت اللہ کرباسی نے تدریس و تالیف و تحقیق کے ساتھ ساتھ مختلف ممالک میں تقریبا ۴۰ ادارے قائم کئے، جن میں عراق، ایران، لبنان، شام، اور انگلستان شامل ہیں، آپ نے سنہ ۱۹۷۵ء میں شہر دمشق میں حوزۂ علمیۂ زینبیہؑ کی تاسیس میں بنیادی کردار ادا کیااور اس عظیم علمی مرکز کی ترقی میں بلند پایہ اقدامات انجام دیئے۔

تالیفات:

حسینیؑ دائرۃ المعارف کے مولف نے مختلف عنوانات و مضامین پر کتابیں تالیف کیں، جن میں مندرجہ ذیل کتابیں قابل ذکر ہیں:

۱۔ حسینیؑ دائرۃ المعارف ۵۰۰ جلدیں۔

۲۔ شرایع (احکام شریعت) ۱۰۰۰ جلدیں۔

۳۔ مختلف ممالک میں اسلام کی پیشرفت، ۷ جلدیں۔

۴۔ تفسیر قرآن مجید، ۳۰ جلدیں۔

۵۔ علم عروض (جس میں ۲۱۰ بحروں پر گفتگو کی گئی ہے)۔

۶۔ دیوان شعر (جس میں مولف کے اشعار جمع ہیں)، ۱۴جلدیں۔

۷۔ مختلف مقالات و مجلات اور مباحث کہ جو انٹرنیٹ پر موجود ہیں۔

آپ کی ان خدمات کے پیش نظر اردن سے تالیف شدہ **معجم الادباء الاسلامیین المعاصرین** اور **الموسوعۃ الکبری للشعراء العرب** میں آپ کی قدردانی کی گئی، اور شام، لبنان، فرانس اور امریکہ جیسے ممالک کی یونیورسیٹیز نے آپ کو چار ڈاکٹریٹ سرٹیفیکیٹ سے نوازا ہے۔



حجت الاسلام والمسلمین مولانا میرزا محمد جواد

اسم:

میرزا محمد جواد (شبیر) بن مرزا مجتبی احمد بن مرزا محمد رضا بن مرزا علی جواد بن مرزا غلام سجاد اشہر بن مرزا حسین علی خان ظفر بن مرزا نجم الدین علی خان بہادر بن مرزا ابوتراب عین الملک بن مرزا علی بیگ علی نواز خان بن مرزا واصلان بیگ خان۔۔۔ ابن مالک اشتر نخعی۔

تاریخ و مقام ولادت:

۱۶ محرم الحرام سنہ ۱۴۰۱ھ، بمطابق ۲۵۔۱۱۔۱۹۸۰ عیسوی، حیدرآباد دکن، ہندوستان۔

تحصیلات:

مولانا میرزا محمد جواد سنہ ۱۹۹۳ءکو (۱۲ سال کی عمر میں) علوم دینیہ کے حصول کے لئے حیدرآباد سے گلبرکہ کرناٹکہ تشریف لے گئے، جہاں آپ نے سنہ ۱۹۹۳ءسے سنہ ۱۹۹۹ء تک مدرسۃ الصادقینؑ (قاف مفتوح) میں مقدماتی علوم حاصل کئے، جس کے بعد سطوح اعلی کی تعلیم کے لئے سنہ ۱۹۹۹ء کے اواخر میں حوزۂ علمیہ قم المقدسہ مسافرت کی۔

سنہ ۲۰۰۷ء میں تحصیلات سے فراغت کے بعد آپ لندن برطانیہ مستقل طور پر تشریف لائے کہ جہاں آپ نے دینی مراکز میں تبلیغی خدمات انجام دیں، اور اسی مقصد کے پیش نظر کویت، امریکہ، جرمنی کے مختلف شہروں میں علوم آل محمدؑ کی نشر و ترویج کا فریضہ ادا کیا۔

تالیفات وتراجم:

مولانا نے تبلیغ دین کے ساتھ ساتھ تالیف وتراجم میں بھی اپنی خدمات پیش کیں، آپ کے مطبوعہ تراجم میں کتاب "**گفتگو کا سلیقہ**"، "**اجمالی تعارف حسینیؑ دائرۃ المعارف**" اور تحریر کردہ کتب میں کتاب ہذا (**حسینیؑ صحیفۂ کاملہ**)، "**تجلیات حسینؑ**" "**انقلابِ حسینیؑ کے سیاسی عوامل**" اور "**اردو ادب پر نقوش کربلاء**" شامل ہیں، رسالۂ حقوق، امر بالمعروف و نہی عن المنکر، اور محبت علیؑ کردار و آخرت کی ضامن آپ کی وہ کتب ہیں کہ جو انشاء اللہ عنقریب زیور طبع سے آراستہ ہوکر منظر عام پر آئیں گی۔

موصوف نے اس کے علاوہ حسینیؑ دائرۃ المعارف کے شعبہ اردو کے لئے قرن ۱۰ ہجری سے قرن ۱۳ ہجری تک ۶ جلدوں پر مشتمل اردو شعرائے کرام کے نایاب کلام کی جمع آوری اور ان پر تحقیقی عمل انجام دیا ہے کہ جو اپنی نوعیت میں ایک بے نظیر خدمت ہے، ہم دعاگو ہیں کہ اللہ تعالی مولانا کی توفیقات میں اضافہ فرمائے (الٰہی آمین)۔

مرکز حسینیؑ لندن

عرض ناشر

چودہ سوسال سے حضرت امام حسین علیہ السلام کی شخصیت و شہادت کا اثر تاریخ اسلام پر ایسے چھایا ہے کہ جہاں جہاں اسلام کا بول بالا ہے وہاں وہاں مسلمانوں کی زبانوں پر ذکر حسینؑ ابن علیؑ اور آپؑ کی یاد تر و تازہ ہے۔

یہ وہ حسین علیہ السلام ہیں کہ جنہوں نے اسلام کی بقاء کے لئے ایک ہی دن میں فجر سے عصر تک اپنے سارے کنبے کو قربان کیا، یہ کہتے ہوئے کہ اگر میری شہادت سے اسلام باقی رہتا ہے تو مجھے میرے اکبر و اصغر، عون و محمد، قاسم و عباس اور تمام بنی ہاشم و اصحاب کی شہادت گوارا ہے۔

حضرت ابو عبد اللہ الحسینؑ کی شہادت میں وہ اثر ہے کہ جس کے ذریعہ قیامت تک آنے والے مومنین کے دل رنجیدہ اور ان کی آنکھیں اشکبار ہیں، یہ وہ حسینؑ ہیں کہ جن کے صدقے میں ہر دور کا حق و باطل پہچانا جاتا ہے۔

عظمت حسینؑ کے پیش نظر تمام ادوار میں مولفین و موزخین، علماء و خطباء، اور تمام دنیا کے دانشوروں نے آپؑ کی شخصیت پر مختلف زاویوں سے تحقیقی کام انجام دیئے ہیں، آپ کی عظمت کو صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ غیر مسلم دانشور بھی سراہتے ہیں۔

اگرچہ تاریخ اسلام میں ہر شخص نے اپنی علمی بضاعت کے اعتبار سے آپ کی حیات طیبہ پر روشنی ڈالی ہے لیکن جو تحقیقی سلسلہ آیت اللہ محمد صادق الکرباسی نے بیسوی صدی میں شروع کیا ہے اس کی مثال پوری تاریخ اسلام میں نہیں ملتی، چونکہ محقق کرباسی نے شخصیت امام حسین علیہ السلام پر ہر زاویہ

سے روشنی ڈالی ہے، جس کے نتیجہ میں ۵۰، سے زیادہ جلدیں وجود میں آئیں کہ جنہیں حسینیٔ دائرۃ المعارف کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

کتاب ہذا (**حسینی صحیفۂ کاملہ**) میں حجت الاسلام والمسلمین مولانا میرزا محمد جواد شبیر نے بڑی ہی خوبصورتی کے ساتھ حسینیٔ دائرۃ المعارف کی کتاب الصحیفۃ الحسینیۃ الکاملہ کی دو جلدوں کا خلاصہ و ترجمہ کیا ہے جس میں امام حسین علیہ السلام سے مربوط تمام دعاؤں کو جمع کیا گیا ہے کہ جن میں امامؑ کی دعائیں اور بد دعائیں دونوں شامل ہیں۔

یہ کتاب اپنی نوعیت میں ایک منفرد تحقیق ہے جو آج سے پہلے اردو زبان میں اس شکل و صوت میں پیش نہیں کی گئی، ہمیں پورا یقین ہے مومنین اس کتاب میں موجود دعاؤں اور ان کے معانی سے بھرپور استفادہ فرئیں گے۔

آخر میں ہم اللہ تعالیٰ کے حضور ادائے شکر کرتے ہیں کہ اس علمی کاوش کو طبع دوم کی حیثیت سے عوام وخواص کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت الجواد ٹرسٹ کو حاصل ہوئی، جبکہ اس کی پہلی اشاعت و طباعت کا عمل ادارہ منہاج الحسین لاہور پاکستان کے توسط سے انجام پایا ہے ، ہم اس کتاب کی نشر و اشاعت کے لئے مخیر مومنین سے ہر قسم کے تعاون کے امید وار ہیں۔

شعبہ نشر واشاعت

الجواد ٹرسٹ لندن برطانیہ

ابتداء کلام

ساری تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں کہ جو عالمین کا رب ، رحمان و رحیم اور مالک روزِ جزا ہے، اور درود و سلام ہو محمدؐ اور ان کی آلؑ پر جو عالمین کے برگزیدہ ہیں ۔

اما بعد

دعاء خالق و مخلوق کے درمیان راز و نیاز کا عبادتی ذریعہ ہے، اگرچہ اس کے بارے میں قرآن مجید کی مقدس آیات میں ترغیب بھی دلائی گئی ہے اور حکم بھی دیا گیا ہے اور دونوں صورتوں میں اسے **"عبادت"** قرار دیا گیا ہے کیونکہ اگر اسے ترغیبی حوالے سے دیکھیں تو اس کا نتیجہ اللہ تعالیٰ سے قرب کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے جو کہ ہر عبادت کی اصل بنیاد بھی ہے اور غرض و غایت بھی ہے اسی لئے عبادتی اعمال میں **"قربۃ الی اللہ"** کہا جاتا ہے، اور اگر اسے حکم کے حوالے سے دیکھیں تو اس پر عمل کرنا اطاعت الٰہی کے زمرے میں آتا ہے جو کہ عین عبادت ہے،اس میں کوئی شک نہیں کہ دعاء انسان کو اللہ سے قریب تر کر دیتی ہے اور عبد و معبود کے درمیان حائل حجابوں کو دور کر دیتی ہے چاہے وہ حجابات مادی ہوں یا معنوی، ظاہری ہوں یا باطنی، انفرادی ہوں یا اجتماعی، دعاء ہر حجاب کو دور کر دیتی ہے، اور پھر بندہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں اپنے دل کی ہر بات کہنے اور جو بات کسی کے سامنے نہیں کر سکتا یا کسی سے نہیں کر سکتا وہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرتے ہوئے سکون و اطمینان محسوس کرتا ہے، اسے تسلی بلکہ یقین حاصل ہونے لگتا ہے کہ اس کا مطلوب اسے مل جائے گا اور کوئی طاقت اس کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتی، گویا دعاء انسان کی تقویتِ

قلبی کو یقینی بناتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی عظیم عنایات میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے جہاں اپنے مقدس کلام کے ذریعے ہمیں دعاؤں کے طریقے و انداز بلکہ الفاظ و عبارات کی تعلیم دی وہاں اپنے اولیاء، انبیاء و مرسلین اور ائمہ معصومین علیہم السلام کے ذریعے بھی راز و نیاز کے اس عبادتی عمل سے ہمیں آگاہ فرمایا تاکہ ہم ان کی مقدس زبانوں سے نکلے ہوئے الفاظ کو اپنی زبانوں پر لاکر اپنے عظیم خالق کے حضور اپنے دل کی بات اور اپنی ہر حاجت پیش کر سکیں، انبیاء و مرسلین کی جو دعائیں قرآنی آیات کی صورت میں موجود ہیں ان میں معانی و مفاہیم اور حقائق کی وسیع کائنات سمٹی ہوئی ہے، ہر دعاء میں راز و نیاز کا مخصوص انداز اس کی روحانی افادیت سے آگاہی دلاتا ہے، اسی طرح حضرات محمد و آل محمد علیہم السلام کی مقدس و معصوم زبانوں سے نکلے ہوئے دعائیہ الفاظ و کلمات میں بھی علوم و معارف کے لعل و جواہر پوشیدہ ہیں، حقیقت یہ ہے کہ جس طرح ان ہستیوں کی ذوات مقدسہ کا قیاس کسی سے نہیں ہو سکتا (لا یقاس بنا احد) اسی طرح ان کی دعاؤں کی مثال بھی کسی کے کلام و بیان میں نہیں ملتی، اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی مخلوق میں بے مثال قرار دیا ہے، ان کی ذوات، صفات، افعال، جلوت و خلوت، عبادت و ریاضت اور دعائیں اپنی مخصوص کیفیات کے ساتھ بے نظیر ہیں۔

یوں تو ہر معصوم کی دعائیں ہم تک پہنچی ہیں کہ جن میں صحیفۂ کاملہ یعنی امام زین العابدین کی دعاؤں کا مجموعہ ایک منفرد مقام رکھتا ہے، لیکن حضرت امام حسین علیہ السلام کی دعاؤں کے مجموعہ کی انفرادیت دیگر حوالوں سے ثابت و واضح ہے۔

دعاؤں کے حوالہ سے یہ اہم نکتہ قابل توجہ و لائق بیان ہے کہ امامؑ نے اپنی دعاؤں میں بارگاہ احدیت میں جس عاجزی و انکساری کا اظہار کیا ہے یا اپنی طرف گناہ و معصیت کی نسبت سے بات کی ہے تو پہلی صورت واضح ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور اظہار عجز کمال بندگی کا نام ہے لہذا اسے نقص قرار

نہیں دیا جا سکتا، وہ ذات کامل، اکمل بلکہ اصل کمال و عین کمال ہے، اس کے ما سوا سبھی اس کے محتاج ہیں وجود میں، کمال میں، بقاء میں اور ہر اس شئے میں جو ممکن الوجود کی موجودیت سے مربوط ہے، امام حسین علیہ السلام اپنے مقام و منصب اور حسب و نسب، سیرت و کردار اور عظمت کے لحاظ سے جس بلند مرتبہ پر فائز ہیں اس سے انکار ممکن نہیں لیکن اس سب کچھ کے باوجود ان کی اصل پہچان ان کا کمال بندگی ہے، لہذا جب وہ اپنے معبود کے حضور راز و نیاز کرتے ہیں تو اپنی عبدیت کی عظمتوں کے ساتھ کرتے ہیں اس کے علاوہ ان ہستیوں کی دعاؤں میں مخلوق کی ہدایت و تعلیم کے منصب کا حوالہ بھی دیا جاتا ہے تو جس طرح اللہ تعالٰی نے اپنے کلام میں کئی مقامات پر بندوں کی طرف سے الفاظ استعمال کئے ہیں جبکہ اس میں بندوں کو تعلیم دینا مقصود و مد نظر ہے جیسا کہ **بسم "اللہ الرحمان الرحیم"** اور سورہ فاتحہ میں **"ایاک نعبد و ایاک نستعین"** تا آخر، اور دیگر سورتوں میں دعاؤں کے الفاظ، تو ان سے اصل مقصود تعلیم و ہدایت ہے، اسی طرح ائمہ معصومین کی دعاؤں میں تعلیمی حوالہ ملحوظ ہے، چنانچہ دعائے کمیل سمیت متعدد دعاؤں میں اس طرح کے حوالے عام پائے جاتے ہیں، ائمہ اطہار کا بارگاہ احدیت میں اظہار عجز کرنا جہاں ان کی عبدیت کے کمال کی دلیل ہے وہاں اپنی منصبی ذمہ داری ادا کرتے ہوئے مخلوق کی تعلیم و ہدایت بھی ملحوظ ہے، ورنہ اہل بیتؑ کی عصمت کے حوالہ سے ان کی طرف کسی بھی گناہ کے ارتکاب کا تصور بھی نہیں ہو سکتا، اللہ نے انہیں معصوم قرار دیا ہے جس کا ثبوت آیہ تطہیر میں موجود ہے: إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا (احزاب، آیت ۳۳)۔

حسینیؑ صحیفہ کاملہ کی جامعیت کے حوالہ سے یہ مطلب بھی لازم الذکر ہے کہ ان دعاؤں کے علاوہ بھی کچھ دعائیں دیگر کتب میں مذکورہ ہیں لیکن ان کے سلسلہ سند یا متن وغیرہ کے حوالہ سے کمزوری کی بناء پر انہیں شامل نہیں کیا گیا، اور جو دعائیں شامل کی گئی ہیں ان میں مربوطہ حوالوں سے بھرپور تحقیق کا کام ممکن حد تک انجام دیا گیا ہے۔

مجھے اس بات پر فخر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس بندۂ حقیر کو یہ سعادت نصیب کی کہ میں اپنے معزز قارئین کی خدمت میں کتاب "**حسینیؑ صحیفۂ کاملہ**" کو پیش کر سکوں جو کہ در حقیقت کتاب الصحیفۃ الحسینیۃ الکاملہ (تالیف: آیت اللہ محمد صادق الکرباسی) کی تلخیص و ترجمہ ہے۔

اگرچہ مومنین صحیفۂ کاملہ (جسے صحیفۂ سجادیہ، زبور آل محمدؐ بھی کہتے ہیں) سے مانوس و آشنا ہیں، لیکن امام سجاد علیہ السلام کے پدر بزگوار امام حسین علیہ السلام کی دعاوؤں پر اردو زبان میں بہت کم توجہ کی گئی ہے، جبکہ ائمہ علیہم السلام میں سے ہر امامؑ کی دعاؤں کا مجموعہ چودہ صحیفوں کی شکل میں مہیا کیا جا سکتا ہے۔

اسی اہمیت کے پیش نظر صحیفہ کاملہ کے بعد اس حقیر نے حسینیؑ صحیفۂ کاملہ کو مرتب کیا ہے تاکہ آنے والے طلاب و علماء اعلام اس سے بہتر نہج پر دیگر ائمہ علیہم السلام کی دعاؤں پر توجہ فرما سکیں۔

اس کتاب میں امام حسین علیہ السلام کی دعاؤں سے پہلے ہم نے پوری کوشش کی ہے کہ ابتداءً ان تمام مطالب کو قلم بند کیا جائے جو عنوانِ دعاء سے مربوط ہیں جن میں آداب دعاء، شرائط دعاء، دعاء قبول نہ ہونے کے عوامل، دعاء مانگنے کا طریقہ، قرآنی دعائیں، اقسام دعاء، اور دعاؤں کے فوائد جیسے عنوانات شامل ہیں تاکہ امام حسین علیہ السلام کی ماثورہ دعاؤں کی تلاوت کے ساتھ کم و بیش ہم مذکورہ تمام مطالب سے بھی آگاہ ہوں۔

ان مقدماتی مطالب کے بعد حسینی صحیفۂ کاملہ میں ہم نے امام حسین علیہ السلام کی ۹۶ دعاؤں کو مندرجہ ذیل تین فصول میں تقسیم کیا ہے:

۱۔ وہ دعائیں جن کے ذریعے امام حسین علیہ السلام نے اپنے رب کی بارگاہ میں راز و نیاز کی۔

۲۔ وہ دعائیں جو امام حسین علیہ السلام نے اپنے شیعوں اور چاہنے والوں کے حق میں کیں۔

۳۔ وہ بد دعائیں جو امام حسین علیہ السلام نے اپنے دشمنوں کے لئے فرمائیں۔

اگرچہ اکثر کتب ادعیہ میں صرف دعاؤں کو درج کیا جاتا ہے لیکن اس صحیفے میں امام حسین علیہ السلام کی بد دعاؤں کو بھی ذکر کیا گیا ہے، چونکہ بددعاء پر لفظِ دعاء کا اطلاق ثابت ہے، اسی لئے عربی میں دعاء خیر کو دعاء لہ اور بد دعاء کو دعاء علیہ کہتے ہیں۔

دعاء اور بد دعاء کے حوالہ سے یہ مطلب قابل توجہ ہے کہ دونوں میں قدر مشترک یہ ہے کہ بندہ اپنے رب کے حضور اپنے دل اور ضمیر کی ہر بات پیش کرتا ہے کہ جسے "**طلب**" کہتے ہیں اس میں اپنے لئے جزا اور اپنے اوپر ظلم و زیادتی کرنے والے کے لئے سزا دونوں شامل ہیں، عام طور پر دعاء کے حوالہ سے پہلی صورت ہی ملحوظ ہوتی ہے اور بد دعاء کو دعاء قرار نہیں دیا جاتا جبکہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کے حضور اپنا مطلوب پیش کرنے ہی کا عمل ہے، اس کتاب کی ایک خصوصیت یہی ہے کہ اس میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی دعاؤں کے ساتھ ساتھ بد دعاؤں کو بھی شامل کیا گیا ہے اگر چہ لفظ "**بد دعاء**" کے الفاظ اذہان پر قدرے گراں ہوتے ہیں اور پھر جب ان کی نسبت معصوم کی طرف ہو تو شاید ان میں شدت زیادہ ہو، لیکن جب قرآنی دعاؤں اور بد دعاؤں کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ سلسلہ انبیاء الٰہی سے شروع ہوا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی بد دعاؤں کو اپنے مقدس کلام کا حصہ بنادیا بلکہ اگر آیات قرآنیہ میں بد دعاؤں کے موارد مد نظر قرار دیئے جائیں تو خداوند عالم نے خود بد دعائیہ کلمات استعمال فرمائے ہیں کہ جن میں " تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ " اور اس طرح کے دیگر الفاظ شامل ہیں، اور "**لعنت**" بھی بد دعاء کے زمرے میں آتی ہے اور قرآن مجید میں اس کے موارد کثرت سے موجود ہیں، بنا بر ایں حضرت امام حسین علیہ السلام کی بد دعائیں سنت الٰہیہ و سیرت نبویؐ و روش انبیاؑء کے مطابق بلکہ ان کا تسلسل ہیں، اس کے علاوہ جو بات دعاؤں میں ملحوظ ہوتی ہے وہی بد دعاؤں میں بھی پائی جاتی ہے کہ کبھی اصل شئے مطلوب ہوتی ہے تو کبھی اس کا دوام و بقاء مقصود قرار پاتی ہے، لہذا امام حسین علیہ السلام نے اپنے شیعوں کے لئے جب سعادتوں اور خیر و برکات کی دعائیں کیں تو ان میں ان کی اصل عطا اور دوام دونوں شامل ہیں، اسی طرح بد دعاؤں میں

ظالموں کے لئے عذاب الٰہی میں دونوں صورتیں شامل ہیں کیونکہ وہ اللہ کے عذاب کے مستحق ہیں جس میں شدت و ہمیشگی مطلوب ہے، ویسے بھی امام حسینؑ اور ائمۂ اہل بیتؑ نے کسی کے لئے جو بد دعاء کی وہ یقینا اس کا مستحق تھا ورنہ وہ ہرگز ایسا نہ کرتے، حضرت نوحؑ نے کافروں کی مکمل تباہی کی بد دعاء کی تو یقینا وہ لوگ اس کے مستحق تھے، صلوات جو کہ رحمت طلب کرنے کی دعاء ہے اور لعنت جو کہ رحمت سے دوری طلب کرنے کی دعاء ہے دونوں کی مثالیں قرآن مجید میں موجود ہیں جن کے معانی پر غور کرنے سے دعاء اور بد دعاء کے اسرار و رموز معلوم ہو سکتے ہیں، یاد رہے کہ دعاؤں کے ذریعے نیک مطالب کو مقصود قرار دینے کی اور بد دعاؤں میں برے اعمال سے دوری اختیار کرنے کی ضمنی ترغیب و ہدایت پائی جاتی ہے، اگر ہم ائمۂ اہل بیتؑ کی دعاؤں اور بد دعاؤں کے اسباب و عوامل اور نتائج و آثار پر غور کریں تو معلوم ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالٰی کے ان خالص و خاص بندوں نے اللہ کی مخلوق کو خطبات و خطابات اور خطوط و کلمات قصار کے ذریعے جہاں اللہ کا پیغام پہنچایا وہاں دعاؤں اور بد دعاؤں کے ذریعے احکام خداوندی کی تعلیم دی تاکہ لوگ اطاعت کے ذریعے رضائے الٰہی حاصل کرنے میں کامیاب ہوں اور معصیت سے اجتناب کرکے متقی بنیں۔

حسینی صحیفۂ کاملہ کی ایک اور خصوصیت یہ ہے ہم نے اس میں دعاؤں کی ترتیب کو ملحوظ رکھتے ہوئے امام حسین علیہ السلام کی تمام ۹۶ دعاؤں اور بد دعاؤں کا اردو میں ترجمہ کیا ہے اور ہر دعاء سے مربوط ان کے مآخذ، شروح و تفاصیل کو حواشی میں قلم بند کیا ہے، اہل علم و ادب اس بات کے معترف ہیں کہ کسی بھی زبان میں قرآن مجید اور ائمہ علیہم السلام کی ادعیہ کے معانی کو پوری طرح منتقل نہیں کیا جا سکتا چونکہ کلام خدا و رسولؐ اور ائمہ علیہم السلام کے ظاہری معانی کے ساتھ ساتھ ان کے باطن میں عمیق اور متحیر العقول معانی پوشیدہ ہیں، لہذا ہم نے اپنی بضاعت و توانائی کے اعتبار سے پوری کوشش کی ہے کہ عربی عبارات کے معانی کو سادہ سے سادہ الفاظ میں بیان کرکے ان سے مربوط شروح و تفاصیل کو حواشی میں درج کریں۔

مجھے یقین ہے کہ یہ کتاب مومنین میں سے ہر ایک کے لئے مفید واقع ہوگی، جبکہ اس صحیفہ میں ذاکرین کرام اور علماء و خطباء اعلام کے لئے بھی ذکر مصیبت ابوعبد اللہ الحسینؑ سے مربوط مطالب موجود ہیں۔

میں بارگاہ حضرت احدیت اور بارگاہ رسولؐ وآل رسولؐ اور بارگاہ ملکوتی حضرت ابو عبد اللہ الحسین میں دست بستہ متمنی ہوں کہ وہ اس کتاب میں موجود نواقص سے درگزر فرماتے ہوئے اسے میرے، میرے والدین اور تمام متعلقین کے لئے ذخیرۂ دنیا وآخرت قرار دیں، اور میری اس کاوش کو باحسن وجہ قبول فرمائیں (الہی آمین)۔

ملتمس دعا

میرزا محمد جواد شبیر

۱۸ ذوالقعدہ سنہ ۱۴۳۴ھ

۲۵ ستمبر ۲۰۱۳ء

دعاء اور اس کی اہمیت

ہم اس دور میں زندگی بسر کر رہے ہیں کہ جہاں دنیا نے بہت پیشرفت کی ہے، جس کے نتیجہ میں دنیا کے کسی بھی کونے میں بسنے والے فرد سے رابطہ کرنا کوئی مشکل بات نہیں ہے، کیونکہ فون، انٹرنیٹ اور میسج وہ سہولتیں ہیں کہ جن کے ذریعہ کسی بھی فرد سے فوری طور پر رابطہ برقرار کیا جا سکتا ہے، لہذا جس طرح ایک انسان نے دوسرے انسان سے رابطہ کے لئے مختلف ذرائع ایجاد کئے اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے بھی دین مبین اسلام میں عبد سے معبود کی گفتگو کے لئے مختلف ذرائع معین فرمائے ہیں کہ جنہیں نماز، روزہ، حج، زکات، خمس، جہاد، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، تولیٰ اور تبریٰ کہا جاتا ہے، یہ وہ تمام ذرائع ہیں جن کے ذریعے اللہ تبارک وتعالیٰ سے رابطہ برقرار کیا جاتا ہے۔

مذکورہ ذرائع کے علاوہ ایک اور ذریعہ ہے کہ جسے دعاء کہتے ہیں، جس میں بندہ اپنے رب کو عمق دل سے پکار کر اپنی دنیوی و دینی حاجات کو طلب کرتا ہے، دین اسلام میں دعا کی بڑی اہمیت ہے جسے بہترین اور افضل ترین عبادت بھی کہا گیا ہے، حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ علیہم السلام سے اس ضمن میں وارد ہونے والی متعدد روایات سے دعاء کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، حضورؐ فرماتے ہیں:

اَلدُّعَاءُ سَلَاحُ الْمُوْمِنِ وَ عَمُوْدُ الدِّیْنِ وَ نُوْرُ السَّمَوَاتِ وَ الْاَرْضِ

دعا مومن کا اسلحہ، دین کا ستون اور زمین وآسمان کا نور ہے (مکارم الاخلاق، ٢٦٨)۔

اسی طرح حضورؐ نے فرمایا:

لَا يَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الُّدَعَاءُ

دعاء کے علاوہ کوئی اور چیز قضائے الٰہی کو نہیں روک سکتی (مکارم الاخلاق، ۲۶۸)

آنحضرتؐ نے فرمایا:

اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ وَلَا يُهْلَكُ مَعَ الدُّعَاءِ اَحَدٌ

دعاء عبادت کا مغز ہے کہ جس کے بعد کوئی بھی ہلاک نہیں ہوسکتا (بحار الانوار، جلد۹۳، ص ۳۰۰)۔

حضورؐ نے فرمایا:

اَفْضَلُ الْعِبَادَةِ الدُّعَاءُ، وَ اِذَا أَذِنَ اللهُ لِعَبْدٍ فِي الدُّعَاءِ فَتَحَ لَهُ اَبْوَابَ الرَّحْمَةِ، اِنَّهُ لَنْ يُهْلَكَ مَعَ الدُّعَاءِ اَحَدٌ

دعاء بہترین عبادت ہے، اور جب اللہ اپنے بندے کو دعاء کی اجازت فرماتا ہے تو وہ اس پر رحمت کے دروازوں کو کھول دیتا ہے، بیشک دعاء کے ذریعہ ہر ایک ہلاکت سے نجات پاتا ہے (عدۃ الداعی، ص ۳۵)۔

اسی طرح حضرت علی علیہ السلام دعاء کے متعلق فرماتے ہیں:

اَلدُّعَاءُ تِرْسُ الْمُؤْمِنِ

دعا مومن کا سپر ہے (عدۃ الداعی، ۱۶)۔

امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

اَفْضَلُ الْعِبَادَةِ الدُّعَاءُ

بہترین عبادت دعاء ہے (کافی، جلد۲، ص۴۶۶)۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

عَلَيْكُمْ بِالدُّعَاءِ فِاِنَّكُمْ لَا تَقْرَبُوْنَ بِمِثْلِهِ

تمھیں چاہئے کہ تم دعاء کرو چونکہ دعاء کے علاوہ کسی اور ذریعہ سے اللہ کے اس قدر قریب نہیں ہوا

جاسکتا (کافی، جلد ۲، ص ۴۶۷)۔

امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں: اَلدُّعاءُ یَرُدُّ الْبَلَاءَ النَّازِلَ وَ مَا لَمْ یَنْزِلْ

دعاء نازل شدہ بلاء اور نازل ہونے والی بلاء کو ٹال دیتی ہے (عدۃ الداعی، ۱۷)۔

امام کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں:

عَلَیْکُمْ بِالدُّعَاءِ فَاِنَّ الدُّعَاءَ لِلّٰهِ وَ الطَّلَبُ اِلیٰ اللهِ یَرُدُّ الْبَلَاءَ وَ قَدْ قَدَّرَ وَ قَضٰی وَ لَمْ یَبْقَ اِلَّا اِمْضَاؤُهُ فَاِذَا دَعیٰ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَ سَأَلَ صَرْفَ الْبَلَاءِ صَرَفَهُ

تم پر واجب ہے کہ تم اللہ سے دعاء مانگو چونکہ بیشک دعاء اللہ کے لئے ہے اور جو اللہ سے دعا مانگتا ہے اللہ اس پر نازل شدہ بلاء کو ٹال دیتا ہے، اور جب اللہ کسی کے لئے بلاء مقدر[1] فرماتا ہے لیکن اس پر قضاء کی مہر لگنی باقی ہوتی ہے تو اگر اس درمیان بندہ اللہ سے دعاء کرکے بلاء کو ٹالنے کی درخواست کرلے تو اللہ اس کی دعاء کو قبول فرماکر اس سے بلاء کو ٹال دیتا ہے (کافی، جلد ۲، ص ۳۴۱)۔

دعاء سے مذکورہ تمام فوائد کا حصول اسی وقت ممکن ہے کہ جب ہم اللہ سے دعاء کریں، اسی لئے اللہ تبارک و تعالی نے فرمایا:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ۔

اور تمہارے پروردگار کا ارشاد ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا اور یقینا جو لوگ میری عبادت سے اکڑتے ہیں وہ عنقریب ذلت کے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے (غافر، آیت ۶۰)۔

[1]- تقدیر کے مقدر کرنے کو قدر اور اس پر مہر لگا کر اسے حتمی بنانے کو قضاء کہتے ہیں لہذا قضاء کا مرحلہ قدر کے بعد ہوتا ہے۔

اس آیۂ مبارکہ میں اللہ نے دعاء کے قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے، اور یہ بھی فرمایا ہے کہ دعاء کرنا عبادت ہے اور جو دعاء نہیں کرتے وہ متکبر ہیں جن کا ٹھکانا ذلت کے ساتھ جہنم میں رہنا ہے، اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی قبولیت دعاء کے متعلق اللہ تعالیٰ کے قول کو نقل کرتے ہوئے فرمایا:

قَالَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ مَنْ سَأَلَنِيْ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنِّيْ اَضُرُّ وَ اَنْفَعُ اِسْتَجَبْتُ لَهُ

جو مجھ سے یہ جانتے ہوئے سوال کرے کہ صرف میں ہی فائدہ اور نقصان پہنچاتا ہوں تو میں ایسے شخص کی دعاء قبول کرتا ہوں (بحار الانوار، جلد ۹۰، صفحہ ۳۰۵)۔

دعاء کے فائدے

دعاء کے بے شمار فائدے ہیں، بلاء کے برطرف ہونے کے ساتھ ساتھ دعاء کے ذریعہ انسان کو ان نفسانی اور جسمانی بیماریوں سے بھی شفاء حاصل ہوتی ہے کہ جن کا علاج اطباء اور ڈاکٹرز کی قدرت میں نہیں ہوتا، جسمانی بیماریوں سے زیادہ روحانی بیماریوں کا علاج سخت ہے، لیکن دعاء ایک ایسی دوا ہے کہ جس سے ہر بیماری کا علاج ممکن ہے، اسی لئے امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

عَلَيْكَ بِالدُّعَاءِ فَاِنَّهُ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ

تم پر واجب ہے کہ تم دعاء کرو کیونکہ دعاء میں ہر بیماری کا علاج موجود ہے (کافی، جلد ۲، ص ۳۴۱)۔

اسی طرح دعاء سے انسان کی روح تروتازہ ہوتی ہے اور اسے قلبی اطمینان حاصل ہوتا ہے، چونکہ جب دعاء اور راز و نیاز میں انسان خود سے بڑی ہستی کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے اور اس سے اپنی حاجات و مرادوں کی برآوری کی التجاء کرتا ہے کہ جس سے کوئی اور بڑا نہیں ہے تو ایسا شخص خود کو لایزال ہستی کے سایۂ رحمت وشفقت میں پاتا ہے کہ جس کے نتیجہ میں دنیا کی ساری مشکلات کا درد و الم آہستہ آہستہ اس

سے دور ہوتا جاتا ہے جس کے بعد اسے توکل کے ساتھ قلبی اطمینان حاصل ہوتا ہے ایسا اطمینان کہ جس کے متعلق باری تعالٰی نے فرمایا:

أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ

جان لوکہ اللہ کے ذکر سے دلوں کواطمینان حاصل ہوتا ہے (رعد، آیت ۲۸)۔

لہذا جب اللہ اپنے بندے کی اس پکار، خلوص، اور اعتماد و توکل کو دیکھتا ہے تو اس کی حاجت کو پورا فرماکر وہ اپنے بندے کی تسکین کے مزید اسباب فراہم کرتا ہے۔

دعاء وہ عبادت ہے کہ جو مشکل میں مبتلاء ہونے سے پہلے اور مشکل میں مبتلاء ہونے کے بعد دونوں صورتوں میں انسان کو مشکلات سے نجات دلاتی ہے، لہذا ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم مشکل میں مبتلاء ہونے سے پہلے دعاء کے ذریعے اللہ کی پناہ میں چلے آئیں ،چونکہ مشکل میں داخل ہوکر نجات پانے سے بہتر مشکلات میں مبتلاء نہ ہونا ہے۔

دعاء مانگنے کے آداب

چونکہ دعاء اللہ تبارک وتعالیٰ کی ایسی عبادت کا نام ہے کہ جس میں بندۂ حقیر بارگاہِ احدیت میں دستِ دعاء بلند کرکے اپنی حاجات طلب کرتا ہے اور ابتدائے دعاء سے اس کی انتہاء تک باری تعالیٰ کے حضور میں حاضر رہتا ہے، لہذا اس مقام پر دین مبین اسلام نے کچھ آداب معین کئے ہیں کہ جن پر عمل کرنے سے دعاء کی قبولیت میں مفید اثرات مرتب ہوتے ہیں، اور وہ آداب یہ ہیں:

۱۔ با وضو ہونا:

حضرت امیرالمومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے ابوذر غفاری سے فرمایا:

اِذَا نَزَلَ بِكَ اَمْرٌ عَظِيْمٌ فِيْ دِيْنٍ اَوْ دُنْيَا فَتَوَضَّأْ وَ ارْفَعْ يَدَكَ، وَ قُلْ يَا اَللّٰهُ - سَبْعَ مَرَّاتٍ -، فَاِنَّهُ يُسْتَجَابُ لَكَ

(اے ابوذر) جب تمہیں کوئی دینی یا دنیوی مشکل درپیش ہو تو اس صورت میں وضوء کرکے اپنے ہاتھوں کو بلند کرو اور سات مرتبہ یا اللہ کی تکرار کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعاء مانگو تو بیشک وہ تمہاری دعاء کو قبول فرمائے گا (الفقہ، جلد ۸، ص ۴۶)۔

لہذا قبولیت دعاء میں وضوء اس قدر مؤثر ہے کہ بعض وقت با وضوء نہ ہونا دعاء کی قبولیت میں مانع قرار پاتا ہے، اسی لئے امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

مَنْ طَلَبَ حَاجَةً وَهُوَ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ فَلَمْ تُقْضَ فَلَا يَلُوْمَنْ اِلَّا نَفْسَهُ

جو شخص اللہ سے بغیر وضوء کے اپنی حاجت طلب کرے اور اس کی دعاء قبول نہ ہو تو وہ اپنے آپ کو ملامت کرے (الفقہ، جلد ۸، ص ۴۶)۔

۲۔ دعاء کے وقت رو بہ قبلہ ہونا۔

۳۔ آہستہ دعاء مانگنا۔

دعاء مانگتے وقت آواز زیادہ بلند نہ ہو بلکہ متعادل آواز میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعاء مانگی جائے، اس ضمن میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاذْكُر رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُن مِّنَ الْغَافِلِينَ

اور خدا کو اپنے دل ہی دل میں تضرع اور خوف کے ساتھ یاد کرو اور قول کے اعتبار سے بھی اسے کم بلند آواز سے صبح و شام یاد کرو اور خبردار غافلوں میں نہ ہوجاؤ (اعراف، آیت ۲۰۵)۔

۴۔ دعاء کے لئے صحیح وقت کا انتخاب کرنا

دعاء کی قبولیت کے لئے چند اوقات معین کئے گئے ہیں، علامہ مجلسی نے بحار الانوار میں ایک باب معین فرمایا ہے کہ جس میں آپ نے ان روایات کو جمع فرمایا ہے کہ جن میں دعاء کے اوقات کو بیان کیا گیا ہے، ان روایات میں سے بعض اوقاتِ دعاء اور بعض دیگر ان اعمال کو بیان کرتے ہیں کہ جن کے فورا بعد دعاء قبول کی جاتی ہے، لہذا جہاں تک دعاء کے وقت کا سوال ہے تو دعاء کرنے کے بہترین اوقات سحر، زوال، بعد از مغرب ہیں لہذا جمعہ کہ جو ہفتہ کے تمام دنوں پر برتری رکھتا ہے میں مذکورہ اوقات میں دعاء کی جائے

توجلد از جلد دعاء قبول ہوتی ہے، اس ضمن میں امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

يَوْمُ الْجُمُعَةِ سَيِّدُ الْاَيَّامِ وَ اَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ مِنْ يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الْاَضْحىٰ، وَ فِيْهِ سَاعَةٌ لَمْ يَسْأَلِ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ فِيْهَا اَحَدٌ شَيْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ مَالَمْ يَسْأَلْ حَرَامًا

جمعہ تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ کے نزدیک اس کی عظمت روز فطر و روز اضحیٰ سے برتر ہے، اور اس (جمعہ) میں ایک ایسا وقت ہے کہ جس میں اگر کوئی اللہ سے حرام چیزوں کے علاوہ کوئی بھی حاجت طلب کرے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی دعا کو قبول فرماتا ہے (بحار الانوار، جلد۹۰، ص۳۴۷)۔

مذکورہ حدیث میں اس مخصوص وقت کی تشریح میں امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جمعہ میں وہ خاص وقت کہ جس میں دعاء قبول کی جاتی ہے سحر[1] کا وقت ہے چونکہ جناب ایوب کے فرزندوں نے جب ان سے درخواست کی وہ ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کریں تو آپ نے فرمایا:

قَالَ سَوْفَ أَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّي ۖ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (سورۂ یوسف، آیت ۹۸)

یعنی میں تمہارے لئے عنقریب دعاء کروں گا، امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جناب یعقوب نے اپنے فرزندوں کے لئے جمعہ کے دن سحر کے وقت دعاء کی (تفسیر برہان۔ جلد۲، ص۲۸۷، شمارۂ حدیث ۱۷ اور ۱۸)۔

اوقات دعاء کی طرح بعض اعمال ایسے ہیں کہ جن کے بعد دعاء قبول ہوتی ہے، جیسے ہر نماز کے بعد، قرائت قرآن مجید کے وقت، اذان کے وقت، بارش کے وقت دعاء قبول کی جاتی ہے اس ضمن میں مولا علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

اِغْتَنِمُوْا الدُّعَاءَ عِنْدَ خَمْسَةِ مَوَاطِنِ: عِنْدَ قَرَائَةِ الْقُرْآنِ، وَ عِنْدَ الْاَذَانِ، وَ عِنْدَ نُزُوْلِ الْغَيْثِ، وَ عِنْدَ اِلْتِقَاءِ الصَّفَّيْنِ لِلشَّهَادَةِ، وَعِنْدَ دَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ، فَاِنَّهَا لَيْسَ لَهَا حِجَابٌ دُوْنَ الْعَرْشِ

[1]۔ سحر یعنی طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک کا وقت، کہ جو قبولیت دعاء میں بہت مؤثر ہے۔

قبولیت دعاء میں پانچ اوقات کو غنیمت جانو: قرائت قرآن مجید کا وقت، اذان کا وقت، بارش کا وقت، دو گواہوں کی گواہی دینے کا وقت، مظلوم کے لئے دعاء کرنے کا وقت، یہ تمام اوقات وہ ہیں کہ جن میں سوائے عرش کے ہر قسم کے حجابات برطرف ہو جاتے ہیں (بحار الانوار، جلد ۹۰، ص ۳۴۳)۔

۵۔ دعاء کرتے وقت صحیح مکان کا انتخاب کرنا

دعاء کی قبولیت میں وقت کے ساتھ ساتھ مکانِ دعاء کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے، علامہ مجلسی نے بحار الانوار میں پندرہ مقامات کا تذکرہ فرمایا ہے کہ جہاں دعاء قبول کی جاتی ہے، جن میں بیت اللہ الحرام، عرفہ، مشعر الحرام، مساجد، قبر رسول اللہ اور ائمہ طاہرین علیہم السلام شامل ہیں، اس ضمن میں قبر حضرت امام حسین علیہ السلام کے متعلق بہت ساری احادیث وارد ہوئی ہیں، امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

اِنَّ اللہَ تَعَالیٰ عَوَّضَ الْحُسَیْنَ مِنْ قَتْلِہِ اَنْ جَعَلَ الْاِمَامَۃَ فِیْ ذُرِّیَّتِہِ، وَ الشِّفَاءَ فِيْ تُرْبَتِہِ، وَ اِجَابَۃَ الدُّعَاءِ عِنْدَ قَبْرِہِ

بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نے امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے عوض آپ کی نسل میں امامت، آپ کی تربت میں شفاء، اور آپ کی قبر کے قریب کی جانے والی دعاء میں قبولیت رکھی ہے (امالی طوسی، ص ۳۲۴)۔

۶۔ حاجت کو تفصیل کے ساتھ بیان کرنا

گرچہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری تمام حاجات کو جانتا ہے، لیکن اس کے باوجود اس نے چھوٹی سے چھوٹی چیزوں کو مانگنے کا حکم فرمایا ہے، اس ضمن میں امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

اِنَّ اللہَ تَبَارَکَ وَ تَعَالیٰ یَعْلَمُ مَا یُرِیْدُ الْعَبْدُ اِذَا دَعَاہُ، وَلٰکِنْ یُحِبُّ اَنْ یَبُثَّ اِلَیْہِ الْحَوَائِجَ، فَاِذَا دَعَوْتَ فَسَمِّ حَاجَتَکَ، وَ مَا مِنْ شَیْءٍ اَحَبُّ اِلیٰ اللہِ مِنْ اَنْ یُسْاَلَ

بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے تمام بندوں کی حاجتوں کو ان کے دعاء کرنے سے پہلے جانتا ہے، لیکن وہ دوست رکھتا ہے کہ اس کا بندہ اس سے اپنی حاجت کو بیان کرے، لہذا جب کبھی تم دعاء مانگو تو اپنی حاجت کو واضح طور پر بیان کرو کیونکہ اللہ کے نزدیک اس سے سوال کرنے سے زیادہ کوئی چیز محبوب تر نہیں ہے (بحار الانوار، جلد ۹۰، ص ۳۱۲)۔

اسی طرح ایک اور روایت میں امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

لَا تَتْرُكُوا صَغِيْرَةً لِصِغَرِهَا اَنْ تَدْعُوْا بِهَا، اِنَّ صَاحِبَ الصِّغَارِ هُوَ صَاحِبُ الْكِبَارِ

اپنی چھوٹی دعاؤں کو ان کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے ترک نہ کردو، چونکہ جو چھوٹی دعائیں مانگتا ہے وہ بڑی دعائیں بھی مانگتا ہے (کافی، جلد ۲، ص ۳۳۹)۔

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ السلام فرماتے ہیں:

لِيَسْاَلْ اَحَدُكُمْ رَبَّهُ حَاجَتَهُ كُلَّهَا حَتّٰى يَسْاَلَهُ شَسْعَ نَعْلِهِ اِذَا انْقَطَعَ

تم میں سے ہر ایک کو چاہیئے کہ تم اللہ سے اپنی تمام حاجات کو طلب کرو حتی کہ اگر تمہارے جوتے کا بند ٹوٹ جائے تو اس کے لئے بھی اللہ سے دعاء مانگو (بحار الانوار، جلد ۹۰، ص ۲۹۵)۔

۷۔ دعاء سے پہلے بسم اللہ کا پڑھنا

جس دعاء سے پہلے بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھی جائے وہ دعاء ضرور قبول ہوتی ہے، اس ضمن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

لَا يُرَدُّ دُعَاءٌ اَوَّلُهُ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ جس دعاء سے پہلے بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھی جائے وہ کبھی رد نہیں ہوتی (بحار الانوار، جلد ۹۰، ص ۳۱۳)۔

۸۔ دعاء سے پہلے حمد وثناء کرنا

ائمہ علیہم السلام نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ ہم کسی بھی دعاء سے پہلے اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثناء بجا لائیں، اسی لئے وہ تمام دعائیں کہ جو معصومین علیہم السلام سے وارد ہوئی ہیں ان میں حمد وثنائے الٰہی کے بعد حاجت کا تذکرہ ہے، اسی لئے حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ الْمِدْحَةَ قَبْلَ الْمَسْئَلَةِ فَاِذَا دَعَوْتَ اللهَ فَمَجِّدْهُ

بیشک سوال کرنے سے پہلے حمد وثناء کا مرحلہ ہے لہذا جب تم اللہ سے دعاء مانگو تو اس سے پہلے اس کی حمد وثناء کر لیا کرو (بحار الانوار، جلد ۹۰، ص ۳۱۵)۔

اسی طرح امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

اِذَا اَرَدْتَ اَنْ تَدْعُوَ فَمَجِّدِ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ وَ احْمِدْهُ وَ سَبِّحْهُ وَ هَلِّلْهُ وَاثْنَ عَلَيْهِ، وَ صَلِّ عَلىٰ النَّبِيِّ وَ آلِه، ثُمَّ سَلْ تُعْطَ

جب تم چاہو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعاء مانگو تو تمہیں چاہیئے کہ تم پہلے اسکی حمد، تسبیح، تحلیل اور ثناء بجالاؤ اور نبیؐ وآل نبیؐ پر صلوات بھیجو پھر دعا مانگو تو اللہ تمہاری دعاء کو قبول فرمائے گا (بحار الانوار، جلد ۹۰، ص ۳۱۵)۔

اور جب اللہ کی حمد وتسبیح وتھلیل وثناء کرنی ہو تو اسے اللہ کے اسماء کے ذریعہ بجالایا جائے چونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا

اللہ کے لئے اسماء حسنیٰ ہیں لہذا تم انہیں کے ذریعہ اللہ سے دعا مانگو (اعراف، آیت ۱۸۰)۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

لِلّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ تِسْعَةٌ وَ تِسْعُوْنَ اَسْمَاءٌ، مَنْ دَعَا اللهَ بِهَا اُسْتُجِيْبَ لَهُ

اللہ تبارک وتعالیٰ کے ۹۹ نام ہیں لہذا جو ان ناموں کے ذریعہ دعاء مانگے اللہ اس کی دعاء کو قبول فرماتا ہے

(التوحید للصدوق ۱۹۵)۔

اسی طرح دعاء کے بعد بھی حکم دیا گیا ہے کہ اللہ کی توصیف کی جائے، امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:
اِذَا دَعَا الرَّجُلُ فَقَالَ بَعْدَمَا دَعَا: مَاشَاءَ اللهُ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ، قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: اِسْتَبْسَلَ عَبْدِیْ وَ اسْتَسْلَمَ لِاَمْرِیْ اُقْضُوْا حَاجَتَهُ
اگر کوئی دعاء کرنے کے بعد مَاشَاءَ اللهُ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ کہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے کوشش کی اور میرے حکم کے سامنے تسلیم رہا لہذا اس کی حاجت کو پورا کیا جائے (کافی، جلد ۲، ص ۵۲۱)۔

اسی طرح ایک اور حدیث شریف میں امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:
مَا مِنْ رَجُلٍ دَعَا فَخَتَمَ دُعَاءَه بِقَوْلِ: مَا شَاءَ اللهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ، اِلَّا اُجِیْبَ صَاحِبُهُ
جو شخص اپنی دعاء کو مَا شَاءَ اللهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ پر ختم کرتا ہے اللہ تعالیٰ یقیناً اسکی دعاء کو قبول فرماتا ہے (امالی صدوق، ص ۱۴۴)۔

۹۔ مسنونہ دعاؤں کے ذریعہ اپنی حاجت کو طلب کرنا

چونکہ ائمہ علیہم السلام صاحبان نفوس قدسیہ اور رَاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ ہیں، لہذا ان کی تعلیم کردہ دعاؤں کے ذریعہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے راز و نیاز کرنا حاجت برآوری کا بہترین ذریعہ ہے۔

۱۰۔ وسیلہ کے ساتھ دعاء مانگنا

اللہ تبارک وتعالیٰ کا قرآن مجید میں فرمان ہے:

وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ

اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لئے وسیلہ اپناؤ (مائدہ، آیت ۳۵)۔

گرچہ نماز، روزہ، حج، زکات میں سے ہر ایک اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا وسیلہ وذریعہ ہیں، اور دعاء بھی اللہ کے حضور میں حاضر ہونے کا وسیلہ ہے لیکن دعاء کے وقت یہ تاکید کی گئی ہے کہ حاجت کی برآوری کے لئے اہلبیت علیہم السلام کو وسیلہ بنایا جائے، مذکورہ آیت کے متعلق بہت ساری روایات وارد ہوئی ہیں کہ جن میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ وسیلہ سے مراد محمد وآل محمد علیہم السلام ہیں، حضرت امیر المومنینؑ آیۂ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ کے متعلق فرماتے ہیں:

فِيْ ذٰلِكَ اَنَا وَسِيْلَتُهُ اس آیۂ مبارکہ میں وسیلہ سے مراد میں ہوں (المیزان فی تفسیر القرآن، جلد ۵، ص ۳۳۳)۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

اَلْاَوْصِيَاءُ مِنِّىْ --- بِهِمْ تُنْصَرُ اُمَّتِىْ، وَ بِهِمْ يُمْطَرُوْنَ، وَ بِهِمْ يَدْفَعُ اللهُ عَنْهُمْ، وَ بِهِمْ اِسْتَجَابَ دُعَاءَهُمْ

میرے اوصیاء وہ ہیں جن کی وجہ سے اللہ لوگوں کی مدد کرتا ہے، ان پر بارش نازل کرتا ہے، ان ہی کی وجہ سے لوگوں سے بلاؤں کو برطرف کرتا ہے اور ان ہی کے وسیلہ سے دعاؤں کو قبول فرماتا ہے (تفسیر عیاشی، جلد ۱، ص ۱۴)۔

امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

مَنْ دَعَا اللهَ بِنَا اَفْلَحَ، وَ مَنْ دَعَاهُ بِغَيْرِنَا هَلَكَ وَ اسْتَهْلَكَ

وہ شخص کہ جو ہمارے وسیلہ سے دعاء مانگے وہ کامیاب ہوا اور جو اغیار کے وسیلوں سے دعاء مانگے وہ ہلاک ہوا (امالی طوسی، ص ۱۷۵)۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

اَكْثَرُ مَا يُلِحُّ بِهِ فِي الدُّعَاءِ عَلیٰ اللهِ بِحَقِّ الْخَمْسَةِ يَعْنِيْ رَسُولُ اللهِ وَ اَمِيْرُ الْمُوْمِنِيْنَ وَ فَاطِمَةُ وَ الْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ

دعاء کرنے میں بہت زیادہ تاکید گئی ہے کہ پنجتن یعنی رسولؐ اللہ، امیر المومنینؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ علیہم السلام کے وسیلہ سے دعاء مانگی جائے، اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے فرمایا:

يَا جَابِرُ اِذَا اَرَدْتَ اَنْ تَدْعُوَ اللهَ فَيَسْتَجِيْبَ لَكَ فَادْعُهُ بِاَسْمَائِهِمْ فَاِنَّهَا اَحَبُّ الاَسْمَاءِ اِلیٰ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ

اے جابر اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ سے دعاء مانگو اور وہ تمہاری دعاء کو قبول فرمائے تو تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم ان (پنجتن) کے وسیلہ سے دعاء مانگو کیونکہ یہ نام اللہ عز و جل کو بہت پسند ہیں (بحار الانوار، جلد ۲۲، ص ۲۴۸)۔

۱۱۔ دعاء میں خلوص ورقت کا پایا جانا

جس دعاء میں گریہ ورقت پائی جائے وہ دعاء ضرور قبول ہوتی ہے، اسی لئے امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

اِذَا رَقَّ اَحَدُكُمْ فَلْيَدْعُ

جب تم عالم دعاء میں گریہ کرنے لگو تو اللہ سے اپنی حاجت کو طلب کرو (کافی جلد ۲، ص ۴۷۷)۔

اور انسان اس وقت تک گریہ نہیں کرتا جب تک کہ اس میں خلوص نہ پایا جائے، اس ضمن میں امام

صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:
فَاِنَّ الْقَلْبَ لَا يَرِقُّ حَتّٰى يُخْلَصَ
بیشک قلب گریاں نہیں ہوتا مگر یہ کہ اس میں خلوص پایا جائے، لہذا جب خلوص کے ساتھ روئے اسی وقت دعاء مانگنی چاہیئے تاکہ اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کو قبول فرمائے۔

۱۲۔ دوسروں کو دعاء میں شامل کرنا

حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:
اِذَا دَعَا اَحَدُكُمْ فَلْيَعُمَّ، فَاِنَّهُ اَوْجَبُ لِلدُّعَاءِ
جب تم میں سے کوئی دعاء کرے تو دوسروں کو بھی اپنی دعاؤں میں شامل کرے چونکہ یہ عمل دعاء کے قبول ہونے کو یقینی بناتا ہے (کافی جلد ۲، ص ۴۸۷)۔

۱۳۔ ہاتھوں کو بلند کرکے دعاء مانگنا

آداب دعاء میں سے ایک ہاتھوں کو بلند کرکے دعاء مانگنا ہے، امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں:
اِنَّ الرَّسُوْلَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا ابْتَهَلَ وَ دَعَا كَمَا يَسْتَطْعِمُ الْمِسْكِيْنُ
جب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعاء کے لئے اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تو آپ اپنے ہاتھوں کو بلند کرکے ایسے دعاء مانگتے کہ جیسے ایک مسکین کھانا طلب کرنے کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے (بحار الانوار جلد ۹۰، ص ۳۳۹)۔

لہذا جب انسان دعاء کے لئے ہاتھ اٹھائے تو اسے چاہیئے کہ وہ دعاء کے بعد ہاتھوں کو اپنے چہرے پر مس کرے چونکہ امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:
مَا اَبْرَزَ عَبْدٌ يَدَهُ اِلَى اللهِ الْعَزِيْزِ الْجَبَّارِ اِلَّا اسْتَحْيٰى اللهُ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ يَرُدَّهَا صِفْرًا حَتّٰى يَجْعَلَ فِيْهَا مِنْ فَضْلِ رَحْمَتِهِ مَا يَشَاءُ، فَاِذَا دَعَا اَحَدُكُمْ فَلَا يَرُدُّ يَدَهُ حَتّٰى يَمْسَحَ عَلٰى

وَجْهِهِ وَ رَاسِهِ

کوئی بھی بندۂ خدا اپنے عزیز و جبار خدا کی بارگاہ میں ہاتھوں کو نہیں پھیلاتا مگر یہ کہ اللہ عزوجل شرم محسوس کرتا ہے کہ اس کے ہاتھ کو رد کردے، لہذا جب تم دعاء سے فارغ ہو جاؤ تو اپنے چہرے اور سر پر ہاتھوں کو مس کرو (کافی، جلد ۲، ص ۴۷۱)۔

۱۴۔ دعاء کے وقت ادب و احترام سے مزین ہونا

جس طرح نماز کے وقت پاک و صاف لباس پہننے، مسواک کرنے، اور خوشبو لگانے کا حکم ہے اسی طرح ان تمام آداب کو اپنانا دعاء کی قبولیت میں موثر ہے۔

اسی طرح دعاء کے وقت فیروزہ اور عقیق کی انگوٹھی پہننا مستحب ہے، اس ضمن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: اِنِّیْ لَاَسْتَحْيِيْ مِنْ عَبْدٍ يَرْفَعُ يَدَهُ وَ فِيْهَا خَاتَمٌ مِنْ فَيْرُوْزَجٍ فَاَرُدُّهَا خَائِبَةً

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے اس بندے کی دعا کو رد کرنے سے حیاء آتی ہے کہ جس کے ہاتھ میں دعاء کے وقت فیروزہ کی انگوٹھی ہو (بحار الانوار، جلد ۹۰، ص ۳۲۱)۔

اسی طرح امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

مَا رُفِعَتْ كَفٌّ اِلىٰ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ كَفٍّ فِيْهَا عَقِيْقٌ

اللہ کی بارگاہ میں بلند کئے جانے والے ہاتھوں میں وہ ہاتھ سب سے زیادہ محبوب ہے کہ جس میں عقیق کی انگوٹھی ہو (عدۃ الداعی، ص ۱۲۹)۔

۱۵۔ اجتماعی طور پر دعاء کرنا

اجتماعی طور پر دعاء کرنے سے دعاء جلد از جلد قبول ہوتی ہے، اس ضمن میں رسولؐ اللہ فرماتے ہیں:
لَا يَجْتَمِعُ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا فِيْ اَمْرٍ وَاحِدٍ اِلَّا اسْتَجَابَ اللهُ تَعَالىٰ لَهُمْ، حَتّٰى لَوْ دَعَوْا عَلىٰ جَبَلٍ لَاَزَالُوْهُ
اگر چالیس افراد کسی بھی امر کے لئے جمع ہوکر اللہ سے دعاء مانگیں تو اللہ تعالیٰ ان کی حاجت کو قبول فرماتا ہے یہاں تک کہ اگر وہ پہاڑ کے لئے بد دعاء کریں تو اللہ اسے ریزہ ریزہ فرماتا ہے (بحار الانوار، جلد ۹۰، ص۳۹۴)۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:
مَا اجْتَمَعَ اَرْبَعَةٌ عَلىٰ اَمْرٍ وَاحِدٍ فَدَعَوْا اِلَّا تَفَرَّقُوْا عَنْ اِجَابَةٍ
جب چار لوگ مل کر کسی امر کے لئے اللہ تعالی سے دعاء مانگیں تو اللہ ان کی دعاء کو ان کے ایک دوسرے سے جدا ہونے سے پہلے قبول فرماتا ہے (ثواب الاعمال، ص ۱۴۷)۔

اجتماعی دعاء کا طریقہ یہ ہے کہ اجتماع میں سے ایک شخص ضرورت مند کے لئے دعاء کرے اور بقیہ آمین کہیں، روایت میں وارد ہوا ہے:
اِنَّ الْاِمَامَ الْصَادِقَ كَانَ اِذَا حَزَّ بِه اَمْرٌ جَمَعَ النِّسَاءَ وَ الصِّبْيَانَ ثُمَّ دَعَا فَأَمَّنُوْا
جب بھی امام صادق علیہ السلام کو کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو آپ گھر کی تمام خواتین اور بچوں کو جمع کرکے دعاء فرماتے اور سب مل کر آمین کہتے تھے (بحا الانوار، جلد ۹۰، ص ۳۹۷)۔

۱۶۔ دعاء میں عربی الفاظ کا صحیح تلفظ کرنا

جب ہم دعاء ماثورہ (معصومین علیہم السلام سے وارد ہونے والی دعاء) پڑھ رہے ہوں تو الفاظ کی صحیح ادائیگی ضروری ہے، امام تقی الجواد علیہ السلام فرماتے ہیں:

اِنَّ الدُّعَاءَ الْمَلْحُوْنَ لَا يَصْعُدُ اِلیٰ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ

وہ دعاء کہ جس کی تلاوت میں غلطیاں ہوں وہ اللہ کی بارگاہ میں پیش نہیں ہوتی (عدۃ الداعی، ص ۲۳)۔

لیکن وہ افراد کہ جو غیر عرب ہیں اور محنت و کوشش کے باوجود بعض عربی الفاظ کو اداء نہیں کر سکتے تو اس صورت میں اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی رحمت واسعہ کے ذریعہ ان کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے، رسولؐ اسلام تلاوت قرآن مجید کے متعلق فرماتے ہیں:

اِنَّ الرَّجُلَ الْاَعْجَمِيْ مِنْ اُمَّتِيْ لَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ بِعُجْمَتِهِ، فَتَرْفُعُهُ المَلَائِكَةُ عَلیٰ عَرَبِيَّتِهِ

جب غیر عرب شخص قرآن مجید کو عجمی انداز (غلطیوں کے ساتھ) پڑھتا ہے تو ملائکہ اسے صحیح عربی کی شکل میں بارگاہ خداوندی میں پیش کرتے ہیں (کافی، جلد ۲، ص ۶۱۹)۔

یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلال حبشی (کہ جو شین کو سین تلفظ فرماتے تھے) کے متعلق فرمایا:

سِيْنُ بِلَالٍ عِنْدَ اللهِ شِيْنٌ

اللہ کے نزدیک بلال کی سین، شین ہے۔

یہ تھے وہ سولہ امور کہ جن کا تعلق آداب دعاء سے ہے، ان کے ساتھ ساتھ ہمارے لئے ضروی ہے کہ ہم دعاء کی شرائط کو بھی جان لیں تاکہ اگر کوئی دعاء قبول نہ ہو تو ہمیں پتہ چل جائے کہ کس وجہ سے دعاء درجۂ قبولیت تک نہیں پہنچ سکی۔

دعاء کی قبولیت کے شرائط

۱۔ دعاء کا جائز ہونا

کسی بھی دعاء کے مانگتے وقت اس بات کا لحاظ کیا جائے کہ وہ دعاء حلال امور کے متعلق ہو چونکہ بسا اوقات انسان اپنے لئے نیکی کے بجائے شر مانگتا ہے اللہ تبارک تعالی کا ارشاد ہے:

وَيَدْعُ الْإِنسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ

انسان خیر کے بجائے اپنے لئے شر کی دعاء مانگتا ہے (اسراء، آیت ۱۱)۔

لیکن چونکہ اللہ اپنے تمام بندوں کے احوال سے با خبر ہے اور وہ رحمٰن و رحیم ہے اسی لئے وہ دعائیں کہ جو بندوں کے حق میں مفید نہ ہوں وہ انہیں رد فرما دیتا ہے۔

۲۔ دعاء کے ساتھ ساتھ سعی وکوشش کرنا

کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ جو صرف دعاء کرتے ہیں لیکن سعی و کوشش نہیں کرتے لہذا ایسے افراد کی اللہ تبارک وتعالٰی دعاء قبول نہیں فرماتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

اَلدَّاعِيْ بِلَا عَمَلٍ كَالرَّامِيْ بِلَا وَتَرٍ

وہ شخص کہ جو سعی وکوشش کے بغیر دعاء کرے اس کی مثال اس تیر انداز کی ہے کہ جو چلۂ کمان کے بغیر تیر چلانا چاہتا ہے (بحار الانوار، جلد ۹۰، ص ۳۱۲)۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

اَرْبَعَةٌ لَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ دَعْوَةٌ، رَجُلٌ جَالَسَ فِيْ بَيْتِه يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ فَيُقَالُ لَه: اَلَمْ آمُرْكَ فِي الْطَلَبِ؟ وَ رَجُلٌ كَانَتْ لَه اِمْرَأَةٌ فَاجِرَةٌ فَدَعَا عَلَيْهَا، فَيُقَالُ لَهُ:اَلَمْ اَجْعَلْ اَمْرَهَا اِلَيْكَ؟ وَ رَجُلٌ كَانَ لَه مَالٌ فَاَفْسَدَه فَيَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ فَيُقَالُ لَهُ: اَلَمْ آمُرْكَ فِي الاِصْلَاحِ؟ وَالَّذِيْنَ اِذَا اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَ لَمْ يَقْتُرُوْا وَ كَانَ بَيْنَ ذَالِكَ قَوَامًا (فرقان، آیت ۶۷)، وَ رَجُلٌ كَانَ لَه مَالٌ فَاَدَانَهُ رَجُلًا وَ لَمْ يَشْهَدْ عَلَيْهِ فَجَحَّدَهُ، فَيُقَالُ لَهُ اَلَمْ آمُرْكَ بِالاِشْهَادِ؟ حَيْثَ قَالَ جَلَّ شَانُهُ: يَااَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰی اَجَلٍ مُسَمًّی فَاكْتُبُوْهُ ... وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ

چار گروہ ایسے ہیں کہ جن کی دعاء قبول نہیں کی جاتی

۱۔ وہ شخص کہ جو گھر بیٹھ کر صرف دعاء مانگے کہ اے اللہ تو مجھے رزق عطا فرما، تو اس سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کیا میں نے تجھے کام کرنے کا حکم نہیں دیا؟

۲۔ وہ مرد کہ جس کی بیوی بدکارہ ہو اور وہ اللہ سے اس کے لئے بد دعاء کرے تو اس صورت میں خدا اس سے فرماتا ہے: کیا میں نے تجھے اسے طلاق دینے کا حق عطا نہیں کیا؟

۳۔ وہ شخص کہ جس کا مال ضائع ہو جائے اور وہ اللہ سے دعاء مانگے کہ اے اللہ تو مجھے رزق عطا فرما، تو اللہ جواب میں فرماتا ہے، کیا میں نے تجھے اس کے خرج کرنے میں میانہ وری کا حکم نہیں دیا؟ (اور کیا تو نے قرآن مجید میں نہیں پڑھا کہ تیرے رب نے فرمایا): اور یہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ اسراف کرتے ہیں اور نہ کنجوسی سے کام لیتے ہیں بلکہ ان دونوں کے درمیان اوسط درجے کا راستہ اختیار کرتے ہیں۔

۴۔ اور وہ شخص کہ جس کے پاس مال تھا اور اس نے وہ مال بغیر قرار داد کے کسی کو بطور قرض دے دیا، جس کے بعد قرض لینے والے نے پیسہ لینے سے انکار کر دیا تو اس صورت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کیا میں نے تجھے گواہ بنانے کے لئے نہیں کہا تھا؟ (عدۃ الداعی، ص ۱۳۷)۔

اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: اے ایمان والو جب بھی آپس میں ایک مقررہ مدّت کے لئے قرض کا لین دین کرو تو اسے لکھ لو۔۔۔ اور اپنے مردوں میں سے دو کو گواہ بناؤ (سورۂ بقرہ ۲۸۲)۔

۳۔ دعاء سے پہلے محمدؐ وآل محمدؐ پر صلوات بھیجنا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

اَلدُّعَاءُ مَحْجُوْبٌ حَتّٰی یُصَلّٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اَهْلِ بَيْتِهِ

جب تک محمدؐ وآل محمدؐ پر صلوات نہ بھیجی جائے اس وقت تک دعاء کے سامنے حجاب حائل رہتا ہے (صواعق محرقہ، ص ۸۸)۔

امیرالمومنین فرماتے ہیں:

كُلُّ دُعَاءٍ مَحْجُوْبٌ عَنِ السَّمَاءِ حَتّٰی یُصَلّٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ

تمام دعائیں اس وقت تک آسمان پر نہیں جاتیں جب تک کہ محمدؐ وآل محمدؐ پر صلوات نہ بھیجی جائے (بحار الانوار، جلد ۹۰، ص ۳۱۲)۔

اسی طرح کی ایک اور حدیث شریف میں امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

لَا یَزَالُ الدُّعَاءُ مَحْجُوْبًا عَنِ السَّمَاءِ حَتّٰی یُصَلّٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ

دعاء آسمان پر جانے سے اس وقت تک رکی رہتی ہے جب تک کہ محمدؐ وآل محمدؐ پر صلوات نہ بھیجی جائے (امالی طوسی، جلد ۲، ص ۲۷۵)۔

لہذا شرائط دعاء میں سے ایک اہم شرط صلوات کا پڑھنا ہے جس کے بعد دعاء رد نہیں کی جاتی، امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

مَنْ كَانَ لَه عِنْدَ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ حَاجَةً فَيَبْدَأْ بِالصَّلَاةِ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ، ثُمَّ يَسْأَلْ حَاجَتَهُ، ثُمَّ يَخْتِمْ بِالصَّلٰوةِ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ، فَاِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ اَكْرَمُ مِنْ اَنْ يَقْبَلَ الطَّرَفَيْنِ وَيَدْعُ الْوَسَطَ

جسے اللہ سے حاجت طلب کرنی ہو اسے چاہئے کہ وہ محمدؐ وآل محمدؐ پر صلوات بھیجے، پھر اپنی حاجت طلب کرے پھر دوبارہ صلوات بھیجے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی حاجت کو قبول فرماتا ہے چونکہ اللہ کا کرم اس سے بڑھ کر ہے کہ وہ پہلی اور آخری دعاء (یعنی صلوات) کو قبول فرمائے لیکن درمیانی دعاء کو رد کردے (کافی جلد۲، ص ۴۷۱)۔

۴۔ دعاء کا خلوص کے ساتھ ہونا

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ

اور اس کو پکارو دین کو اسی کے لئے خالص کرکے (اعراف، آیت ۲۹)۔

۵۔ دعاء میں اصرار کی کیفیت کا پایا جانا

خلوص کے ساتھ ساتھ اللہ سے مانگنے میں اصرار کا ہونا ضروری ہے تاکہ اس بات کا اظہار ہو کہ مانگنے والا عبد ہے اور عطا کرنے والا خدائے ذوالجلال ہے، امام صادق علیہ السلام اس ضمن میں فرماتے ہیں:

اِنَّ اللهَ كَرِهَ اِلْحَاحَ النَّاسِ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ فِي الْمَسْأَلَةِ، وَ اَحَبَّ لِنَفْسِهِ، اِنَ اللهَ يُحِبُّ اَنْ يُسْأَلْ وَ يُطْلَبْ مَا عِنْدَهُ

بیشک اللہ بندوں کا ایک دوسرے سے مانگنے میں اصرار کرنے کو دوست نہیں رکھتا، بلکہ وہ یہ چاہتا ہے کہ اس کے بندے اسی کے سامنے اصرار کریں، بیشک وہ دوست رکھتا ہے کہ جو کچھ اس کے پاس ہے اس سے مانگا جائے (بحار الانوار، جلد۹۰، ۳۷۰)۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جناب موسیٰ سے فرمایا:

يَا مُوْسىٰ مَنْ اَحَبَّنِيْ لَمْ يَنْسَنِيْ، وَ مَنْ رَجَا مَعْرُوْفِيْ اَلَحَّ فِيْ مَسْئَلَتِيْ، يَا مُوْسىٰ اِنِّيْ لَسْتُ بِغَافِلٍ عَنْ خَلْقِيْ، وَ لٰكِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ تَسْمَعَ مَلَائِكَتِيْ ضَجِيْجَ الدُّعَاءِ مِنْ عِبَادِيْ

اے موسیٰ جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ مجھے نہیں بھول سکتا، اور جو میری بخشش پر امید رکھتا ہے وہ سوال کرنے میں اصرار کو نہیں چھوڑ سکتا، (اے موسیٰ) میں اپنی مخلوقات سے غافل نہیں ہوں لیکن میں دوست رکھتا ہوں کہ میرے ملائکہ دعاء کے وقت میرے بندوں کے گریہ وبکاء کو سنیں (بحار الانوار، جلد ۹۰، ص ۳۴۰)۔

۶۔ گناہوں سے دوری (تقوائے الٰہی) اور توجہ کے ساتھ دعا مانگنا:

قبولیت دعاء کی ایک اہم شرط تقوائے الٰہی اور گناہوں سے دور رہنا ہے، چونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ

خداوند عالم صرف متقین سے قبول فرماتا ہے (سورۂ مائدہ آیت ۲۷)۔

گناہوں سے پرہیز اور مذکورہ تمام شرائط کو پورا کرنے سے دعاء قبول ہوتی ہے، اور اگر دعاء قبول نہ ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ شرائط دعاء پورے نہیں کئے گئے، کسی نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھا:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ مجھ سے دعاء مانگو میں قبول کروں گا، تو ہم اللہ سے دعاء مانگتے ہیں پھر وہ ہماری دعاؤں کو کیوں قبول نہیں فرماتا؟ اس سوال کے جواب میں امام صادقؑ نے فرمایا:

لِاَنَّكُمْ لَا تُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللهِ، لَوْ وَفَيْتُمْ لَوَفىٰ اللهُ لَكُمْ

چونکہ تم اپنا وعدہ پورا نہیں کرتے اسی لئے اللہ بھی اپنا وعدہ پورا نہیں فرماتا، اگر تم اپنا وعدہ پورا کروگے تو اللہ بھی اپنا وعدہ وفا فرمائے گا (تفسیر قمی، جلد ۱، ۴۶)۔

چونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَأَوْفُوا بِعَهْدِي أُوفِ بِعَهْدِكُمْ

تم میرے وعدے کو پورا کرو میں تم سے کئے گئے وعدے کو پورا کروں گا (سورۂ بقرہ، آیت ۴۰)۔

ہمارا جو وعدہ اللہ سے ہے وہ گناہوں سے پرہیز کرنا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَن لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ ۖ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ

اولادِ آدم کیا ہم نے تم سے اس بات کا عہد نہیں لیا تھا کہ خبردار شیطان کی عبادت نہ کرنا کہ وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے (سورۂ یس، آیت ٦٠)۔

لہذا اگر ہم گناہوں سے پرہیز کریں تو اللہ تعالیٰ بھی اپنا وعدہ پورا کرتے ہوئے ہماری دعاؤں کو قبول فرمائے گا، اس ضمن میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے جناب داود سے فرمایا:

يَا دَاوُودُ اِنَّهُ لَيْسَ مِنْ عِبَادِيْ يُطِيْعُنِيْ فِيْمَا آمُرُهُ اِلَّا اَعْطَيْتُهُ قَبْلَ اَنْ يَسْأَلَنِيْ، وَ اَسْتَجِيْبُ لَه قَبْلَ اَنْ يَدْعُوْنِيْ

اے داود میرے جو بندے میری اطاعت کرتے ہیں میں انہیں ان کے سوال سے پہلے عطاء کرتا ہوں اور ان کے دعاء کرنے سے پہلے ان کی دعاؤں کو قبول کرتا ہوں۔

لہذا گناہ یا کثرت گناہ کی وجہ سے دعاء قبول نہیں کی جاتی، امام علی بن حسین علیہما السلام فرماتے ہیں:

اَلذُّنُوْبُ الَّتِيْ تَرُدُّ الدُّعَاءَ سُوْءُ النِّيَّةِ، و خُبْثُ السَّرِيْرَةِ، وَ النِّفَاقُ مَعَ الْاِخْوَانِ، وَ تَرْكُ التَّصْدِيْقِ بِالْاِجَابَةِ، وَ تَاخِيْرُ الصَّلٰوةِ الْمَفْرُوْضَةِ حَتّٰى تَذْهَبَ اَوْقَاتُهَا

بدبین وبدنیت ہونا، خبیث ہونا، ایک دوسرے سے منافقت سے پیش آنا، کسی کی مشکل کو حل نہ کرنا، اور نماز میں اتنی تاخیر کرنا کہ وقتِ فضیلت گذر جائے یہ وہ تمام امور ہیں کہ جن کی وجہ سے دعاء رد ہو جاتی ہے (عدۃ الداعی، ص۱۵۴)۔

امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں:

وَ الذُّنُوْبُ الَّتِيْ تُرَدُّ الدُّعَاءَ وَ تُظْلِمُ الْهَوَاءَ عُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ

عقوق والدین وہ گناہ ہے کہ جس کی وجہ سے دعاء رد اور نفس تاریک ہوجاتا ہے (معانی الاخبار، ص ۲۷۰)۔

اسی طرح حرام مال کھانے سے دعاء مستجاب نہیں ہوتی، جیساکہ حدیث قدسی میں وارد ہوا ہے:

فَلَا تُحْجَبُ دَعْوَةٌ اِلَّا دَعْوَةُ آكِلِ الْحَرَامِ

کسی کی دعاء رد نہیں کی جاتی مگر وہ شخص کہ جو مالِ حرام کھاتا ہے (بحار الانوار، جلد ۹۰، ص۳۷۳)، اسی لئے جب ایک شخص نے رسولؐ اللہ سے پوچھاکہ یا رسولؐ اللہ میں چاہتا ہوں کہ میری دعاء مستجاب ہو تو حضورؐ نے فرمایا:

طَهِّرْ مَأكَلَكَ وَ لَا تُدْخِلْ بَطْنَكَ الْحَرَامَ

اپنے کھانے کو پاک رکھ اور کوئی حرام چیز نہ کھا (عدۃ الداعی، ص۱۳۹) تو اس صورت میں اللہ تعالیٰ تیری دعاء کو قبول فرمائے گا۔

دعاء کے قبول نہ ہونے کے عوامل

مذکورہ تمام آداب و شرائط کے پورا نہ ہونے کی وجہ سے دعاء قبول نہیں ہوتی، لیکن مندرجہ ذیل کچھ ایسے امور بھی ہیں کہ جن کی وجہ سے دعاء قبول نہیں کی جاتی:

۱۔ دعاء میں تناقض کا پایا جانا

اگر کسی بھی امر میں دو افراد کی دعاؤں میں تناقض پایا جائے، مثال کے طور پر فرزند اپنے لئے خدا سے کسی چیز کی دعاء مانگے اور اس کا باپ اس چیز میں فرزند کی مصلحت نہ سمجھے اور اس کے برخلاف دعاء کرے تو اس صورت میں جبکہ باپ کی تدبیر صحیح ہو فرزند کی دعاء قبول نہیں ہوتی۔

۲۔ دعاء میں جلد بازی کرنا

دعاء میں جلد بازی سے دعاء قبول نہیں کی جاتی، اس ضمن میں امام صادق علیہ السلام نقل فرماتے ہیں:
اِنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ، ثُمَّ سَئَلَ اللہَ عَزَّ وَجَلَّ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللہِ عَجَّلَ الْعَبْدَ رَبَّہُ، وَ جَاءَ آخَرٌ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ، ثُمَّ اَثْنیٰ عَلَی اللہِ عَزَّ وَجَلَّ وَ صَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللہِ سَلْ تُعْطَ
(ایک روز) مسجد میں ایک شخص داخل ہوا، اس نے دو رکعت نماز پڑھی اور اللہ سے دعاء مانگی، حضورؐ نے فرمایا کہ اس بندۂ خدا نے دعاء مانگنے میں عجلت کی، پھر حضورؐ نے دیکھا کہ دوسرا شخص داخل ہوا کہ جس نے

دو رکعت نماز پڑھی، پھر اللہ کی حمد وثناء کرنے کے بعد محمدؐ وآل محمدؐ پر صلوات بھیجی تو حضورؐ نے اس سے فرمایا: اپنی حاجت کو طلب کر کہ اللہ اس وقت تیری حاجت کو قبول فرمائے گا (کافی، جلد ۲، ص ۴۸۵)۔

دعاء میں جلد بازی سے کام لینے میں بسا اوقات انسان نا امید ہو جاتا ہے امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

لَا يَزَالُ الْمُؤْمِنُ بِخَيْرٍ وَ رَجَاءِ رَحْمَةٍ مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مَالَمْ يَسْتَعْجِلْ فَيَقْنُطُ وَ يَتْرُكُ الدُّعَاءَ

جب تک مومن جلد بازی نہیں کرتا، اس وقت تک وہ اللہ عزوجل کی رحمت سے امید رکھتا ہے لیکن جیسے ہی وہ دعاء کے قبول ہونے میں جلد بازی کرتا ہے وہ نا امید ہوکر دعاء کو ترک کردیتا ہے (کافی، جلد ۲، ص ۴۹۰)۔

اسی لئے امام علی علیہ السلام نے فرمایا:

فَلَا يَقْنُطْكَ اِبْطَاءُ اِجَابَتِهِ

اللہ کا دعاء کو دیر سے قبول کرنا کہیں تجھے نا امید نہ کردے اور تو دعاء کو ترک کردے (نہج البلاغہ، کتاب ۳۱)۔

۳۔ صرف مصیبت کے وقت دعاء مانگنا

دعاء صرف مصیبت کے وقت نہیں کی جاتی، بلکہ آسائش و مصیبت دونوں صورتوں میں دعاء کرنی چاہیئے چونکہ دعاء عبادت ہے، لہذا جب انسان آسائش میں دعاء کرتا رہے تو اس کی مصیبت میں کی جانے والی دعائیں بھی قبول ہوتی ہیں، امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

مَنْ سَرَّهُ اَنْ يُسْتَجَابَ لَهُ فِي الشِّدَّةِ فَلْيَكْثُرِ الدُّعَاءَ فِي الرَّخَاءِ

جو یہ چاہتا ہو کہ مصیبت وآفات میں اسکی دعاء قبول ہو تو اسے چاہیئے کہ وہ آسائش میں کثرت سے دعاء کرے (کافی، جلد ۲، ص ۴۷۲)۔

دعاء کرنے کا انداز و طریقہ

ہر شخص کے دعاء کرنے کا انداز مختلف ہوتا ہے، لہذا دعاء کے وقت ضروری ہے کہ دعاء کرنے میں ان الفاظ اور انداز کو اختیار کیا جائے کہ جنہیں قرآن اور اہلبیت علیہم السلام نے بیان فرمایا ہے، تاکہ دعاء میں استعمال شدہ الفاظ اور ان کے معانی فصیح و بلیغ ہونے کے ساتھ ساتھ پر مغز ہوں، قرآن مجید میں تقریبا سو مقامات پر دعائیہ جملے وارد ہوئے ہیں کہ جن کے ذریعہ انداز دعاء کو درک کیا جا سکتا ہے، اس ضمن میں قرآنی دعاؤں کی چند مثالوں کو ہم قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

قرآنی دعائیں

رَبَّنَا لاَ تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ

اے ہمارے پروردگار! ہمیں سیدھے راستے پر لگانے کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے اور ہمیں اپنی جناب سے رحمت عطا فرما، یقیناً تو بڑا عطا کرنے والا ہے (سورۂ آل عمران، آیت ۸)۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ

اے ہمارے پروردگار! ہمیں اپنا (حقیقی) مسلمان (فرمانبردار بندہ) بنائے رکھ، اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک امت مسلمہ (فرمانبردار امت) قرار دے، اور ہمیں ہماری عبادت کے طریقے بتا، اور ہماری توبہ قبول فرما بے شک تو بڑا توبہ قبول کرنے والا بڑا مہربان ہے (سورۂ بقرہ، آیت ۱۲۸)۔

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيراً

اے پروردگار تو ان دونوں (والدین) پر اسی طرح رحم وکرم فرما جس طرح انہوں نے میرے بچپنے میں مجھے پالا (اور میری پرورش کی) (اسراء، آیت ۲۴)۔

رَبِّ اجْعَلْ هَذَا الْبَلَدَ آمِناً وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ الأَصْنَامَ

اے میرے پروردگار! اس شہر (مکہ) کو امن کی جگہ قرار دے اور مجھے اور میری اولاد کو اس بات سے بچا کہ ہم بتوں کی پرستش کریں (سورۂ ابراہیم، آیت ۳۵)۔

رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ

اے ہمارے پروردگار! ہم نے تجھ پر بھروسہ کیا ہے اور تیری ہی طرف رجوع کیا ہے اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے (سورۂ ممتحنہ، آیت ۴)۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

اے ہمارے پروردگار ہم سے (یہ عمل) قبول فرما، بے شک تو بڑا سننے والا اور بڑا جاننے والا ہے (سورۂ بقرہ، آیت ۱۲۷)۔

دعاء کی اقسام

دعاء میں مقصود کسی چیز کا طلب کرنا ہوتا ہے، لہذا یہ طلب کبھی خیر کے لئے ہوتی ہے اور کبھی شر کے لئے، عربی زبان میں جو دعاء کسی کے حق میں طلب خیر کے لئے ہو تو اسے دُعَاءٌ لَہ اور اگر کسی کے لئے طلب شر کے لئے ہو تو اسے دُعَاءٌ عَلَيْهِ کہتے ہیں۔

جیسے کہ حدیث شریف میں معصوم سے وارد ہوا ہے:

اِنَّ دُعَاءَ الْمُوْمِنِ لِاَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابٌ

یعنی جو برادر مومن کے حق میں اس کی غیبت میں دعاء کرے تو وہ دعاء قبول کی جاتی ہے (بحار الانوار، جلد ۹۰، ص۳۸۳)، اس حدیث میں دعاء لہ کا تذکرہ ہے کہ جسے حرف لام (لاخیہ) کے ذریعہ بیان کیا گیا۔

اسی طرح طلب شر (بد دعاء) کے متعلق حدیث شریف میں وارد ہوا ہے:

لَا تَدْعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ

اپنے آپ کے لئے بد دعاء مت کرو (عدۃ الداعی، ص۱۵۴)، اس حدیث میں دعاء علیہ کا تذکرہ ہے کہ جسے حرف علی (عَلٰى اَنْفُسِكُمْ) کے ذریعہ بیان کیا گیا ہے۔

ماثورہ (جو معصومین سے وارد ہوئی ہیں) دعاؤں میں استغاثہ کے ساتھ ساتھ اللہ تعالٰی سے طلب خیر، اور دشمنوں کے لئے بد دعاء کا بھی ذکر ہے، بالخصوص بد دعاء میں تَبَّتْ اور وَالْعَنْ جیسے الفاظ وارد ہوئے ہیں، اور یہی دونوں قسمیں (یعنی دعاء اور بد دعاء) قرآن مجید میں بھی وارد ہیں، جیسے اللہ تعالٰی دعاء کے متعلق فرمایا:

اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ

ہمیں سیدھا راستہ دکھا(فاتحہ، آیت ٦)۔

اور بد دعاء کے متعلق فرمایا:

فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ

کافروں پر اللہ کی لعنت ہو(بقرہ، آیت ٨٩)۔

لہذا دعاء وبد دعاء کا شمار تولیٰ وتبریٰ میں ہوتا ہے کہ جس کا وجوب ہر مسلمان کے لئے واضح ہے۔

اس مقدمہ کے بعد اب ہم اس مقام پر تین فصلوں پر مشتمل ان دعاؤں اور بددعاؤں کو پیش کرتے ہیں کہ جو امام حسین علیہ السلام سے وارد ہوئی ہیں، کہ جنہیں آپ نے زبانی یا خط وکتابت کی صورت میں بیان فرمایا ہے،ہر دعا کا ترجمہ اور مختصر شرح بھی پیش کی جا رہی ہے، ہم پر امید ہیں کہ ہماری یہ کاوش مومنین، طلاب، ذاکرین و علماء اعلام کے لئے مفید فائدہ ہونے کے ساتھ ساتھ اس بندۂ حقیر کے لئے سرمایۂ آخرت قرار پائے۔

پہلی فصل

امام حسین علیہ السلام کی وہ دعائیں
جن میں آپ نے اللہ تعالیٰ سے
راز و نیاز کی



شمارۂ دعاء: ۱۔ | دعاء عرفۂ امام حسین علیہ السلام [1] | ۵۵۹ جملے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے

أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَيْسَ لِقَضَائِهِ دَافِعٌ ﴿۱﴾ وَلَا لِعَطَائِهِ

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں کہ جس کی قضاء [2] کا کوئی ٹالنے والا نہیں، اور جس کی عطا کو کوئی

[1]- امام حسین علیہ السلام سے منسوب اس دعاء کو دعاء عرفہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ دعاء عرفہ کے دن بعد از ظہر میدان عرفات میں پڑھی جاتی ہے، اس دعاء کو ابن طاوس نے مصباح الزائر میں بشر اور بشیر اسدی کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ جسے کتاب البلد الامین صفحۂ ۲۵۱، بحار الانوار جلد ۹۵ صفحہ ۲۱۴، مستدرک الوسائل الشیعۃ جلد ۲ صفحہ ۱۶۳ حدیث ۲، الاقبال صفحہ ۳۳۹، مفتاح الجنات جلد ۳ صفحہ ۴۲۸، اور اس جیسی دیگر کتب میں بھی ذکر کیا گیا ہے۔

بشر و بشیر اسدی بیان کرتے ہیں کہ ہم امام حسین علیہ السلام کے ساتھ تھے کہ آپ یوم عرفہ کی شام خیمہ سے باہر تشریف لائے اور آپؑ کے ساتھ آپؑ کے اہل بیتؑ و انصارؑ بھی تھے، آپ نے پہاڑ کے بائیں جانب کھڑے ہو کر بیت اللہ الحرام کی طرف رخ کر کے اپنے ہاتھوں کو اس طرح بلند فرمایا کہ گویا ایک مسکین کھانا طلب کر رہا ہو اور اس دعاء کی تلاوت فرمائی۔

[2]- تقدیر کے مقدر کرنے کو قدر اور اسے مہر لگا کر حتمی بنانے کو قضاء کہتے ہیں لہذا قضاء کا مرحلہ قدر کے بعد ہوتا ہے۔

مَانِعٌ ﴿۲﴾ وَلَا كَصُنْعِهِ صُنْعُ صَانِعٍ ﴿۳﴾ وَهُوَ الْجَوَادُ الْوَاسِعُ ﴿۴﴾

روکنے والا نہیں، اور نہ ہی اس کے معیارِ صنعت پر کوئی صنعت بنانے والا ہے، اور وہ جوادِ واسع ہے[1]

فَطَرَ أَجْنَاسَ الْبَدَائِعِ ﴿۵﴾ وَأَتْقَنَ بِحِكْمَتِهِ الصَّنَائِعَ ﴿۶﴾ لَا

اس نے مختلف اقسام کی مخلوقات کو خلق فرمایا[2]، اور اپنی حکمت سے صنعتوں کو محکم بنایا، نہیں ہے

تَخْفَى عَلَيْهِ الطَّلَائِعُ ﴿۷﴾ وَلَا تَضِيعُ عِنْدَهُ الْوَدَائِعُ ﴿۸﴾ جَازِي

اس کی نظر سے کوئی چیز پوشیدہ[3]، کسی قسم کی امانتیں[4] اس کے پاس ضائع نہیں ہوتیں، ہر عمل کرنے

كُلِّ صَانِعٍ ﴿۹﴾ وَرَائِشُ كُلِّ قَانِعٍ ﴿۱۰﴾ وَرَاحِمُ كُلِّ ضَارِعٍ ﴿۱۱﴾

والے[5] کو جزا دینے والا ہے، اور ہر قناعت کرنے والے کو غنی کرنے والا ہے، اور ہر تضرع کرنے والے پر رحم کرنے والا ہے۔

---

[1]- یعنی وہ ایسا سخی ہے کہ جو اپنی سخاوت میں وسعت دینے والا ہے۔

[2]- ابداع کرنا یعنی ایسی مخلوقات کا پیدا کرنا کہ جن کا وجود پہلے کبھی نہ تھا، یعنی عدم سے بے مثل وجود بخشنے کو ابداع کہتے ہیں۔

[3]- لشکر کی وہ ٹولی کہ جو آگے بڑھ کر دشمن کے حالات سے آگہی حاصل کرتی ہے اسے عربی میں طلیعۃ کہتے ہیں، اس مقام پر مراد اللہ کا اپنی مخلوقات کے متعلق علمِ کامل رکھنا ہے۔

[4]- ممکن ہے کہ ہر قسم کی امانت سے مراد انسان کا عمل ہو کہ جو اللہ کے یہاں محفوظ ہے اور ضائع نہیں ہوتا، لہذا ہر وہ چیز کہ جس پر امانت کا اطلاق ہو وہ اللہ کے یہاں محفوظ ہے۔

[5]- ظاہرا صانع سے مراد عامل (نیکی کرنے والا) ہے کہ جسے اللہ جزا عطا فرمائے گا جیسے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ** کہ بیشک میں مرد و عورت میں سے نیکی کرنے والوں کی جزاء کو ضائع نہیں کرتا (آل عمران، آیت ۱۹۵)۔

مُنزِلُ ٱلمَنَافِعِ ﴿١٢﴾ وَٱلكِتَابِ الجَامِعِ ﴿١٣﴾ بِالنُّورِ ٱلسَّاطِعِ ﴿١٤﴾

ہر قسم کا خیر اور ایسی مکمل و جامع کتاب[1] کا نازل کرنے والا ہے کہ جس سے نور تابندہ[2] ہے

وَهُوَ لِلدَّعَوَاتِ سَامِعٌ ﴿١٥﴾ وَلِلكُرُبَاتِ دَافِعٌ ﴿١٦﴾ وَلِلدَّرَجَاتِ

اور وہ دعاؤں کا سننے والا، اور رنج والم کو دور کرنے والا، اور درجات (رتبوں) کو بلند کرنے والا، اور

رَافِعٌ ﴿١٧﴾ وَلِلجَبَابِرَةِ قَامِعٌ ﴿١٨﴾ فَلَا إِلٰهَ غَيرُهُ ﴿١٩﴾ وَلَا شَيءَ يَعدِلُهُ

جباروں[3] کا قلع قمع کرنے والا ہے، پس اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اور کوئی چیز اس کے نظیر نہیں

﴿٢٠﴾ وَلَيسَ كَمِثلِهِ شَيءٌ ﴿٢١﴾ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلبَصِيرُ ﴿٢٢﴾ ٱللَّطِيفُ

اور کوئی چیز اس کے مثل نہیں، اور وہ سننے، دیکھنے والا ہے، باریک بین

الخَبِيرُ ﴿٢٣﴾ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٤﴾ اللَّهُمَّ إِنِّي أَرغَبُ

خبر رکھنے والا ہے، اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے، اے اللہ بیشک میں نے تیری جانب رغبت کی

إِلَيكَ ﴿٢٥﴾ وَأَشهَدُ بِالرُّبُوبِيَّةِ لَكَ ﴿٢٦﴾ مُقِرًّا بِأَنَّكَ رَبِّي ﴿٢٧﴾

ہے اور میں تیری ربوبیت کی گواہی دیتا ہوں، اقرار کرتا ہوں کہ تو ہی میرا پالنے والا ہے، اور تیری ہی

---

[1]- آیۂ **وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ** (ہر خشک و تر قرآن مجید میں موجود ہے) کی طرف اشارہ ہے (انعام آیت ۵۹)۔

[2]- آیۂ **مَا كُنتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَـٰكِن جَعَلْنَاهُ نُورًا** (شوری، آیت ۵۲)، اور آیۂ **قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّـهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ** کی طرف اشارہ ہے (مائدہ، آیت ۱۵)۔

[3]- جبابرۃ جبار کی جمع ہے یعنی وہ لوگ کہ جو عوام الناس پر جبر و زبردستی کرتے ہیں۔

وَإِلَيْكَ مَرَدِّي ﴿٢٨﴾ ابْتَدَأْتَنِي بِنِعْمَتِكَ قَبْلَ أَنْ أَكُونَ شَيْئًا

جانب میری بازگشت ہے، تو نے اپنی نعمت سے مجھے وجود بخشا اس وقت کہ جب میرا

مَذْكُورًا ﴿٢٩﴾ وَخَلَقْتَنِي مِنَ التُّرَابِ ﴿٣٠﴾ ثُمَّ أَسْكَنْتَنِي الْأَصْلَابَ

وجود ہی نہ تھا، اور تو نے مجھے مٹی سے خلق فرمایا، پھر تو نے مجھے صلبوں میں رکھا، مجھے حوادثِ زمانہ

آمِنًا لِرَيْبِ الْمَنُونِ ﴿٣١﴾ وَاخْتِلَافِ الدُّهُورِ وَالسِّنِينَ ﴿٣٢﴾ فَلَمْ

(موت) اور کئی مہینوں اور سالوں کی تبدیلی سے وجود میں آنے والے حوادث سے امن عطا کیا، پس

أَزَلْ ظَاعِنًا مِنْ صُلْبٍ إِلَى رَحِمٍ فِي تَقَادُمٍ مِنَ الْأَيَّامِ الْمَاضِيَةِ

میں پے در پے ایک پشت سے ایک رحم میں وارد ہوتا رہا، ان دنوں میں کہ جو گزر چکے ہیں

﴿٣٣﴾ وَالْقُرُونِ الْخَالِيَةِ ﴿٣٤﴾ لَمْ تُخْرِجْنِي لِرَأْفَتِكَ بِي ﴿٣٥﴾ وَلُطْفِكَ

اور ان صدیوں میں کہ جو بیت چکی ہیں، تو نے اپنی رحمت اور اپنے لطف واحسان کی وجہ سے

لِي ﴿٣٦﴾ وَإِحْسَانِكَ إِلَيَّ ﴿٣٧﴾ فِي دَوْلَةِ أَئِمَّةِ الْكُفْرِ الَّذِينَ

مجھے کافر حکمرانوں کے دور میں پیدا نہیں فرمایا کہ جنھوں نے تجھ سے

نَقَضُوا عَهْدَكَ ﴿٣٨﴾ وَكَذَّبُوا رُسُلَكَ ﴿٣٩﴾ لَكِنَّكَ أَخْرَجْتَنِي

کئے گئے عہد وپیمان کو توڑا اور تیرے رسولوں کو جھٹلایا، لیکن تو نے مجھے اس زمانہ میں وجود بخشا

لِلَّذِي سَبَقَ لِي مِنَ الْهُدَى الَّذِي لَهُ يَسَّرْتَنِي ﴿٤٠﴾ وَفِيهِ

کہ جس میں ہدایت ظاہر ہو چکی تھی، جس میں تو نے مجھے آسانی بخشی

أَنْشَأْتَنِي ﴿٤١﴾ وَمِنْ قَبْلِ ذَٰلِكَ رَؤُفْتَ بِي بِجَمِيلِ صُنْعِكَ

اور اسی دور میں تو نے میری نشونما کی، اور اس سے قبل تو نے مجھ پر لطف وکرم کیا اپنے حسن سلوک

وَسَوَابِغِ نِعَمِكَ ﴿٤٢﴾ فَابْتَدَعْتَ خَلْقِي مِنْ مَنِيٍّ يُمْنَىٰ ﴿٤٣﴾ ﴿٤٤﴾

اور نعمتوں کے عطا کرنے کے ذریعے سے، تو نے میری تخلیق نطفہ سے کی کہ جسے رحم میں ڈالا جاتا ہے[1]

وَأَسْكَنْتَنِي فِي ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ بَيْنَ لَحْمٍ وَدَمٍ وَجِلْدٍ لَمْ تُشْهِدْنِي

اور تو نے مجھے تین تاریک پردوں میں رکھا یعنی گوشت خون اور جلد میں[2] اور تو نے مجھے میری خلقت پر

خَلْقِي ﴿٤٥﴾ وَلَمْ تَجْعَلْ إِلَيَّ شَيْئًا مِنْ أَمْرِي ﴿٤٦﴾ ثُمَّ أَخْرَجْتَنِي

گواہ نہیں بنایا، اور میری خلقت کا کام مجھ پر نہ چھوڑا، پھر تو نے مجھے (بطن مادر سے) خارج کیا

لِلَّذِي سَبَقَ لِي مِنَ الْهُدَىٰ إِلَى الدُّنْيَا تَامًّا سَوِيًّا ﴿٤٧﴾

پھر تو نے مجھے دنیا میں ہدایت کے عطیہ کے ساتھ مکمل و بے عیب پیدا کیا

---

[1]- قرآن مجید کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے کہ جس میں باری تعالی نے فرمایا: **أَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّن مَّنِيٍّ يُمْنَىٰ** کیا وہ اس منی کا قطرہ نہیں تھا جسے رحم میں ڈالا جاتا ہے (قیامت آیت ۳۷)۔

[2]- اس سلسلہ میں باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: **يَخْلُقُكُمْ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا مِّن بَعْدِ خَلْقٍ فِي ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ** وہ تم کو تمہاری ماؤں کے شکم میں تخلیق کی مختلف منزلوں سے گزارتا ہے اور یہ سب تین تاریکیوں میں ہوتا ہے (سورۂ زمر، آیت ۶)، امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ان تین تاریکیوں سے مراد پیٹ، رحم اور وہ باریک تھیلی ہے کہ جس میں بچہ نشوونما پاتا ہے، لہذا دعائے عرفہ میں لحم (یعنی گوشت) سے مراد پیٹ ہے، دم سے مراد رحم (بچہ دانی) ہے، اور جلد سے مراد وہ باریک تھیلی ہے کہ جس میں بچہ نشوونما پاتا ہے، ان تین تاریکیوں کو سائنسی زبان میں Amnion, Chorion, Decidua کہتے ہیں۔

وَحَفِظْتَنِي فِي الْمَهْدِ طِفْلاً صَبِيًّا ﴿٤٨﴾ وَرَزَقْتَنِي مِنَ الْغِذَاءِ

اور تو نے بچپن میں گہوارے میں میری حفاظت فرمائی، اور ماں کے دودھ سے مجھ کو غذا عطا کی

لَبَنًا مَرِيًّا ﴿٤٩﴾ وَعَطَفْتَ عَلَيَّ قُلُوبَ الْحَوَاضِنِ ﴿٥٠﴾ وَكَفَّلْتَنِي

اور میری دیکھ بھال کرنے والوں کے قلوب کو مجھ پر مہربان کر دیا، اور مہربان ماؤں کو

الْأُمَّهَاتِ الرَّوَاحِمَ ﴿٥١﴾ وَكَلَأْتَنِي مِنْ طَوَارِقِ الْجَانِّ ﴿٥٢﴾

میرا نگران و نگہبان بنا دیا، اور تو نے مجھے جنوں کے آسیب و نقصان سے محفوظ فرمایا

وَسَلَّمْتَنِي مِنَ الزِّيَادَةِ وَالنُّقْصَانِ ﴿٥٣﴾ فَتَعَالَيْتَ يَا رَحِيمُ يَا

اور میرے وجود میں کم و بیشی کے ہونے سے مجھے بچایا، پس تو برتری والا ہے اے رحیم و

رَحْمَانُ ﴿٥٤﴾ حَتَّىٰ إِذَا اسْتَهْلَلْتُ نَاطِقًا بِالْكَلَامِ ﴿٥٥﴾ أَتْمَمْتَ

اے رحمن، یہاں تک کہ میں نے گفتگو کے لئے زبان کھولی تو تو نے

عَلَيَّ سَوَابِغَ الْأَنْعَامِ ﴿٥٦﴾ وَرَبَّيْتَنِي زَايِدًا فِي كُلِّ عَامٍ ﴿٥٧﴾

انعامات سے مجھے نواز دیا، اور تو نے ہر سال زیادہ سے زیادہ میری پرورش کی

حَتَّىٰ إِذَا اكْتَمَلَتْ فِطْرَتِي ﴿٥٨﴾ وَاعْتَدَلَتْ مِرَّتِي ﴿٥٩﴾

یہاں تک کہ جب تو نے میری خلقت کو مکمل فرمایا، اور میری توانائی اعتدال کو پہنچی

أَوْجَبْتَ عَلَيَّ حُجَّتَكَ ﴿٦٠﴾ بِأَنْ أَلْهَمْتَنِي مَعْرِفَتَكَ ﴿٦١﴾ وَرَوَّعْتَنِي

تو حجت کو تو نے مجھ پر قائم کیا اس طرح سے کہ تو نے اپنی معرفت کو مجھ پر الہام فرمایا، اور مجھ کو اپنی حکمت

بِعَجَائِبِ حِكْمَتِكَ ﴿٦٢﴾ وَأَيْقَظْتَنِي لِمَا ذَرَأْتَ فِي سَمَائِكَ وَأَرْضِكَ

کے عجائب سے متحیر کردیا، اور تونے آسمان وزمین میں اپنی مختلف خلق کردہ مخلوقات کے ذریعے

مِنْ بَدَائِعِ خَلْقِكَ ﴿٦٣﴾ وَنَبَّهْتَنِي لِشُكْرِكَ وَذِكْرِكَ ﴿٦٤﴾

مجھے بیداری عطا فرمائی، اور تونے مجھے اپنے شکر اور ذکر کرنے کی جانب توجہ دلائی

وَأَوْجَبْتَ عَلَيَّ طَاعَتَكَ وَعِبَادَتَكَ ﴿٦٥﴾ وَفَهَّمْتَنِي مَا ﴿٦٦﴾

اور مجھ پر اپنی اطاعت و عبادت کو واجب فرمایا[1]، اور جو پیغام تیرے رسولوں نے لایا تونے مجھے ان

جَاءَتْ بِهِ رُسُلُكَ ﴿٦٧﴾ وَيَسَّرْتَ لِي تَقَبُّلَ مَرْضَاتِكَ ﴿٦٨﴾ وَمَنَنْتَ

کی معرفت عطا کی، اور اپنی مرضی کے قبول کرنے کو مجھ پر آسان بنایا، اور ان تمام امور میں اپنی مدد اور

عَلَيَّ فِي جَمِيعِ ذَلِكَ بِعَوْنِكَ وَلُطْفِكَ ﴿٦٩﴾ ثُمَّ إِذْ خَلَقْتَنِي مِنْ

لطف کے ذریعے تونے مجھ پر احسان کیا، پھر جب کہ تونے مجھے بہترین مٹی سے خلق فرمایا اس وقت اے

خَيْرِ الثَّرَى ﴿٧٠﴾ لَمْ تَرْضَ لِي يَا إِلَهِي نِعْمَةً دُونَ أُخْرَى ﴿٧١﴾

میرے معبود تو راضی نہ ہوا کہ میں ایک نعمت سے استفادہ کروں اور دوسری نعمت سے بے بہرہ رہوں

وَرَزَقْتَنِي مِنْ أَنْوَاعِ الْمَعَاشِ ﴿٧٢﴾ وَصُنُوفِ الرِّيَاشِ ﴿٧٣﴾

بلکہ تونے مجھے مختلف اقسام کے رزق اور متعدد اصنافِ زندگی سے نوازا

[1]- اس فقرہ میں قرآن مجید کی آیۂ **وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ** (ذاریات، آیت ٥٦) کی طرف اشارہ ہے۔

بِمَنِّكَ الْعَظِيمِ الْأَعْظَمِ عَلَيَّ ﴿٧٤﴾ وَإِحْسَانِكَ الْقَدِيمِ إِلَيَّ ﴿٧٥﴾

اپنے عظیم و اعظم لطف وکرم اور قدیم احسان کی وجہ سے

حَتَّىٰ إِذَا أَتْمَمْتَ عَلَيَّ جَمِيعَ النِّعَمِ ﴿٧٦﴾ وَصَرَفْتَ عَنِّي كُلَّ

یہاں تک کے تونے تمام نعمتوں کو مجھ پر مکمل فرمایا، اور تمام رنج وبلاؤں کو مجھ سے دور فرمایا

النِّقَمِ ﴿٧٧﴾ لَمْ يَمْنَعْكَ جَهْلِي وَجُرْأَتِي عَلَيْكَ ﴿٧٨﴾ أَنْ دَلَلْتَنِي إِلَىٰ مَا

میری جہالت اور جسارت نے تجھے نہیں روکا ان چیزوں کی نشاندہی کرنے سے کہ جو مجھے تجھ سے

يُقَرِّبُنِي إِلَيْكَ ﴿٧٩﴾ وَوَفَّقْتَنِي لِمَا يُزْلِفُنِي لَدَيْكَ ﴿٨٠﴾ فَإِنْ دَعَوْتُكَ

قریب کرتی ہیں، اور تونے مجھے توفیق عطا کی اس چیز کی کہ جو مجھ کو تجھ سے قریب کردے، تاکہ اگر میں تجھ کو

أَجَبْتَنِي ﴿٨١﴾ وَإِنْ سَأَلْتُكَ أَعْطَيْتَنِي ﴿٨٢﴾ وَإِنْ أَطَعْتُكَ شَكَرْتَنِي

پکاروں تو تو مجھے جواب دے[1]، اور اگر تجھ سے سوال کروں تو تو عطا کرے، اور اگر تیری اطاعت کروں تو اس

﴿٨٣﴾ وَإِنْ شَكَرْتُكَ زِدْتَنِي ﴿٨٤﴾ كُلُّ ذَٰلِكَ إِكْمَالٌ لِأَنْعُمِكَ عَلَيَّ ﴿٨٥﴾

کی جزا دے اور اگر تیرا شکر ادا کروں تو نعمتوں میں اضافہ فرمائے[2]، یہ سب کچھ مجھ پر اپنی نعمتوں کو کامل

---

[1]- قرآن مجید کی اس آیۂ مبارکہ کی طرف اشارہ ہے کہ جس میں باری تعالی نے فرمایا: **وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ** اور (اے حبیب!) جب میرے بندے آپ سے میری نسبت سوال کریں تو (بتا دیا کریں کہ) میں نزدیک ہوں، میں پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں جب بھی وہ مجھے پکارتا ہے (بقرہ، آیت ۱۸۶)۔

[2]- سورۂ ابراہیم کی آیۂ ۷ کی طرف اشارہ ہے کہ جس میں باری تعالی نے فرمایا: **لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ** اگر تم شکر ادا کروگے تو میں تم پر (نعمتوں میں) ضرور اضافہ کروں گا (سورۂ ابراہیم، آیت ۷)۔

وَاِحْسَانِكَ إِلَيَّ ﴿۸۶﴾ فَسُبْحَانَكَ سُبْحَانَكَ مِنْ مُبْدِئٍ مُعِيدٍ ﴿۸۷﴾

کرنے اور تیرے مجھ پر احسان کی وجہ سے ہے، پس تو (اے پروردگار) پاک ہے، ایسا پاک ہے کہ جو ابداع[1]

حَمِيدٍ مَجِيدٍ ﴿۸۸﴾ تَقَدَّسَتْ أَسْمَاؤُكَ ﴿۸۹﴾ وَعَظُمَتْ آلَاؤُكَ

کرنے والا، لوٹانے والا[2]، ستودہ اور بزرگوار ہے، تیرے تمام نام مقدس ہیں، تیری نعمتیں عظیم ہیں

﴿۹۰﴾ فَأَيُّ نِعَمِكَ يَا إِلٰهِي أُحْصِي عَدَدًا وَذِكْرًا ﴿۹۱﴾ أَمْ أَيُّ عَطَايَاكَ

پس اے میرے معبود تیری کن نعمتوں کو یاد کر کے میں ان کو شمار کروں، یا تیرے کن عطیات پر

أَقُومُ بِهَا شُكْرًا ﴿۹۲﴾ وَهِيَ يَا رَبِّ أَكْثَرُ مِنْ أَنْ يُحْصِيَهَا الْعَادُّونَ

پر تیرا شکر ادا کروں، اے میرے پالنے والے تیری نعمتیں شمار سے اس قدر زیادہ ہیں کہ شمار کرنے

﴿۹۳﴾ أَوْ يَبْلُغَ عِلْمًا بِهَا الْحَافِظُونَ ﴿۹۴﴾ ثُمَّ مَا صَرَفْتَ وَدَرَأْتَ

والے انہیں شمار نہیں کرسکتے، یا تیری نعمیتں حفظ کرنے والوں کے علمی احاطہ سے تجاوز کرجاتی ہیں

عَنِّي اَللّٰهُمَّ مِنَ الضُّرِّ وَالضَّرَّاءِ ﴿۹۵﴾ أَكْثَرُ مِمَّا ظَهَرَ لِي مِنَ

پھر اے میرے اللہ تو نے وہ عافیتیں اور خوشیاں کہ جو مجھ پر ظاہر ہوئیں سے کئی زیادہ سختیوں اور مشکلات

---

[1]- ابداع کرنا یعنی ایسی مخلوق کا پیدا کرنا کہ جس کا پہلے کبھی وجود و مثل نہ ہو، لہذا مبدع وہ خالق ہے کہ جو نئی سے نئی مخلوقات کو پیدا کرتا ہے۔

[2]- معید یعنی وہ خدا کہ جو انسانوں کو قیامت میں دوبارہ زندہ کر کے لوٹائے گا۔

الْعَافِيَةِ وَالسَّرَّاءِ ﴿٩٦﴾ وَأَنَا أَشْهَدُ يَا إِلَهِي بِحَقِيقَةِ إِيمَانِي ﴿٩٧﴾

کو مجھ سے دور فرمایا، اور اے میرے پروردگار میں اپنے ایمان کی حقیقت کی

وَعَقْدِ عَزَمَاتِ يَقِينِي ﴿٩٨﴾ وَخَالِصِ صَرِيحِ تَوْحِيدِي ﴿٩٩﴾

اور اپنے یقین کے عزمِ محکم کی، اور اپنی خالص توحید کی

وَبَاطِنِ مَكْنُونِ ضَمِيرِي ﴿١٠٠﴾ وَعَلَائِقِ مَجَارِي نُورِ بَصَرِي

اور اپنے ضمیر کے پوشیدہ راز کی، اور اپنی آنکھوں میں موجود نور کے مربوط سلسلوں کی

﴿١٠١﴾ وَأَسَارِيرِ صَفْحَةِ جَبِينِي ﴿١٠٢﴾ وَخُرَقِ مَسَارِبِ نَفْسِي ﴿١٠٣﴾

اور اپنی پیشانی میں اسرار آمیز نقوش و خطوط کی، اور اپنے نفس (بدن) میں موجود راہوں کی

وَخَذَارِيفِ مَارِنِ عِرْنِينِي ﴿١٠٤﴾ وَمَسَارِبِ سِمَاخِ سَمْعِي ﴿١٠٥﴾

اور ناک کے دونوں نتھنوں کے تنفس کے موقع پر تحرک کی، اور کان کے پردوں کی راہوں کی

وَمَا ضَمَّتْ وَأَطْبَقَتْ عَلَيْهِ شَفَتَايَ ﴿١٠٦﴾ وَحَرَكَاتِ لَفْظِ لِسَانِي ﴿١٠٧﴾

اور جس کو دونوں لب مل کر چھپا لیتے ہیں کی، اور اپنے زبان کے تلفظ کے وقت حرکات کی

وَمَغْرَزِ حَنَكِ فَمِي وَفَكِّي ﴿١٠٨﴾ وَمَنَابِتِ أَضْرَاسِي ﴿١٠٩﴾ وَمَسَاغِ مَطْعَمِي

اور اپنے منہ اور جبڑے کے مفاصل کی، اور دانتوں کے نکلنے کی جگہ کی، اور اس جگہ کی کہ جہاں سے میں

وَمَشْرَبِي ﴿١١٠﴾ وَحِمَالَةِ أُمِّ رَأْسِي ﴿١١١﴾ وَبُلُوعِ فَارِغِ حَبَائِلِ

کھانے اور پینے کا ذائقہ لیتا ہوں، اور اس عصب[1] کی کہ جو ہڈی کو سنبھالے ہوئے ہے کہ جس میں دماغ

عُنُقِي ﴿١١٢﴾ وَمَا اشْتَمَلَ عَلَيْهِ تَامُورُ صَدْرِي ﴿١١٣﴾ وَحَمَائِلِ

موجود ہے، اور حلق کی جو میری گردن کی رگوں سے متصل ہے، اور ہر اس چیز کی کہ جو میرے سینے کے قفس

حَبْلِ وَتِينِي ﴿١١٤﴾ وَنِيَاطِ حِجَابِ قَلْبِي ﴿١١٥﴾ وَأَفْلَاذِ حَوَاشِي

میں موجود ہے، اور دل کی سرخ رگ کے اعصاب کی، اور پردۂ قلب کی شہرگ کی، اور میرے جگر

كَبِدِي ﴿١١٦﴾ وَمَا حَوَتْهُ شَرَاسِيفُ أَضْلَاعِي ﴿١١٧﴾ وَحِقَاقُ

کے اطراف و کنار کی، اور وہ سب کچھ کہ جو پسلیوں نے گھیر رکھا ہے، اور ہڈیوں کے جوڑبند کی

مَفَاصِلِي ﴿١١٨﴾ وَقَبْضُ عَوَامِلِي ﴿١١٩﴾ وَأَطْرَافُ أَنَامِلِي ﴿١٢٠﴾

اور اعضاء کے انقباض (سکڑنا) کی، اور اپنی انگلیوں کے پوروں (انگلی کا بند) کی

وَلَحْمِي وَدَمِي وَشَعْرِي ﴿١٢١﴾ وَبَشَرِي وَعَصَبِي وَقَصَبِي ﴿١٢٢﴾

اور اپنے خون اور گوشت اور بال کی، اور اپنی جلد اور اعصاب اور رگوں کی

وَعِظَامِي وَمُخِّي وَعُرُوقِي ﴿١٢٣﴾ وَجَمِيعُ جَوَارِحِي ﴿١٢٤﴾ وَمَا انْتَسَجَ عَلَى

اور اپنی ہڈیوں اور مغز اور رگوں کی، اور اپنے تمام اعضاء و جوارح کی، اور وہ حصے کہ جو دوران رضاعت میں

---

[1]- **حِمَالَةَ** سے مراد عصب ہے کہ جس کی جمع حمائل یعنی اعصاب ہے۔

ذَٰلِكَ أَيَّامَ رِضَاعِي ﴿١٢٥﴾ وَمَا أَقَلَّتِ الْأَرْضُ مِنِّي ﴿١٢٦﴾ وَنَوْمِي

وجود میں آتے رہے، اور ہر وہ چیز کہ جسے زمین نے مجھ سے لیا، اور اپنے سونے اور اپنی

وَيَقْظَتِي وَسُكُونِي ﴿١٢٧﴾ وَحَرَكَاتِ رُكُوعِي وَسُجُودِي ﴿١٢٨﴾ أَنْ لَوْ

بیداری کی، اور اپنے سکون و چین کی، اور اپنے رکوع و سجود کی حرکات کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر میں

حَاوَلْتُ وَاجْتَهَدْتُ مَدَى الْأَعْصَارِ وَالْأَحْقَابِ لَوْ عُمِّرْتُهَا ﴿١٢٩﴾

ارادہ اور کوشش کروں کہ کئی صدیوں اور زمانوں کی طویل مدت میں بفرض حیات تیری

أَنْ أُؤَدِّيَ شُكْرَ وَاحِدَةٍ مِنْ أَنْعُمِكَ مَا اسْتَطَعْتُ ذَٰلِكَ ﴿١٣٠﴾

نعمتوں میں سے صرف ایک نعمت کا شکر ادا کروں تو یہ میرے لئے ممکن نہیں ہے

إِلَّا بِمَنِّكَ الْمُوجَبِ عَلَيَّ بِهِ شُكْرُكَ أَبَدًا جَدِيدًا ﴿١٣١﴾ وَثَنَاءً طَارِفًا

مگر یہ کہ اس شکر گزاری کا سبب تیرا ہی احسان بنے کہ جس کے نتیجہ میں ایک اور شکر اور ایک اور تعریف

عَتِيدًا ﴿١٣٢﴾ أَجَلْ وَلَوْ حَرَصْتُ أَنَا وَالْعَادُّونَ مِنْ أَنَامِكَ ﴿١٣٣﴾

کرنا لازم ہو جائے گا، بیشک میں اور تیری مخلوقات میں سے شمارش کرنے والے اگر ہم سب مل

أَنْ نُحْصِيَ مَدَى إِنْعَامِكَ ﴿١٣٤﴾ سَالِفِهِ وَآنِفِهِ مَا حَصَرْنَاهُ

کر تیری گذشتہ اور آیندہ نعات کو گننا چاہیں تو انہیں شمار نہیں کر سکتے

عَدَدًا ﴿١٣٥﴾ وَلَا أَحْصَيْنَاهُ أَمَدًا ﴿١٣٦﴾ هَيْهَاتَ أَنَّىٰ ذَٰلِكَ وَأَنْتَ

اور نہ ہی ان کے منتہی کا احصاء کر سکتے ہیں، ہیہات (بعید ہے) یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے جبکہ

الْمُخْبِرُ فِي كِتَابِكَ النَّاطِقِ ﴿١٣٧﴾ وَالنَّبَأُ الصَّادِقِ ﴿١٣٨﴾ وَإِنْ تَعُدُّوا

تو نے اپنی ناطق کتاب اور سچی خبر میں خود خبر دیتے ہوئے فرمایا ہے: اور اگر تم چاہو کہ اللہ کی نعمتوں

نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ﴿١٣٩﴾ صَدَقَ كِتَابُكَ اللَّهُمَّ وَإِنْبَاؤُكَ ﴿١٤٠﴾

کا شمار کرو تو تم انہیں احصاء نہیں کر سکتے، اے میرے اللہ تیری کتاب اور تیری خبر دونوں سچی ہیں اور

وَبَلَّغَتْ أَنْبِيَاؤُكَ وَرُسُلُكَ ﴿١٤١﴾ مَا أَنْزَلْتَ عَلَيْهِمْ مِنْ وَحْيِكَ ﴿١٤٢﴾

تو نے جو کچھ اپنے انبیاء و رسل پر وحی نازل کی اسے انہوں نے پہنچا دیا، اور دین اسلام اور تو نے جو کچھ ان

وَشَرَعْتَ لَهُمْ وَبِهِمْ مِنْ دِينِكَ ﴿١٤٣﴾ غَيْرَ أَنِّي يَا إِلٰهِي أَشْهَدُ

پر اور ان کے ذریعہ ہم پر قانون نافذ فرمائے وہ سب انہوں نے ہم تک پہنچا دیئے، اس کے علاوہ اے

بِجُهْدِي وَجِدِّي ﴿١٤٤﴾ وَمَبْلَغِ طَاعَتِي وَوُسْعِي ﴿١٤٥﴾ وَأَقُولُ مُؤْمِنًا

میرے معبود میں خود اپنی کوشش و ہمت اور اپنی تمام اطاعت و وسعت کے ساتھ گواہی دیتا ہوں اور ایمان و

مُوقِنًا ﴿١٤٦﴾ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا فَيَكُونَ مَوْرُوثًا ﴿١٤٧﴾

یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں کہ جس نے اپنے لئے فرزند منتخب نہیں فرمایا

وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي مُلْكِهِ فَيُضَادَّهُ فِيمَا ابْتَدَعَ ﴿١٤٨﴾ وَلَا وَلِيٌّ

تاکہ وہ اس کا وارث قرار پائے، اور اس کی حکومت میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے کہ جو اس کی خلق کردہ

مِنَ الذُّلِّ فَيُرْفِدَهُ فِيمَا صَنَعَ ﴿۱۴۹﴾ فَسُبْحَانَهُ سُبْحَانَهُ لَوْ كَانَ

اشیاء میں اسکی مخالفت کر سکے، اور نہ ہی اس کا کوئی مددگار[1] ہے کہ جو اس کی پیدا کردہ اشیاء میں اس کی مدد

فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللهُ لَفَسَدَتَا وَتَفَطَّرَتَا ﴿۱۵۰﴾ سُبْحَانَ اللهِ الْوَاحِدِ

کرے، بیشک وہ پاک اور پاکیزہ ہے، اگر آسمان و زمین میں اللہ کے علاوہ کوئی اور خدا ہوتا تو ان کے درمیان

الْأَحَدِ ﴿۱۵۱﴾ الصَّمَدِ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ﴿۱۵۲﴾ وَلَمْ يَكُنْ

فساد اور ٹکراؤ ہوتا[2]، پاک و پاکیزہ ہے وہ خدا کہ جو ایک اور یکتا اور ایسا بے نیاز ہے کہ جس کا کوئی فرزند نہیں

لَهُ كُفُواً أَحَدٌ ﴿۱۵۳﴾ الْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْداً يُعَادِلُ حَمْدَ مَلَائِكَتِهِ الْمُقَرَّبِينَ

اور نہ ہی کسی نے اسے پیدا کیا ہے، اور کوئی بھی اس کا کفو و شریک نہیں ہے، حمد ہے اللہ کے لئے ایسی

وَأَنْبِيَائِهِ الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۵۴﴾ وَصَلَّى اللهُ عَلَى خِيَرَتِهِ مُحَمَّدٍ خَاتَمِ ﴿۱۵۵﴾

حمد کہ جو مقرب ملائکہ اور فرستادہ انبیاء کی حمد کے برابر ہو، اور درودِ خدا ہو اس کی بہترین مخلوق محمدؐ

النَّبِيِّينَ ﴿۱۵۶﴾ وَآلِهِ الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ الْمُخْلَصِينَ ﴿۱۵۷﴾ وَسَلَّمَ

خاتم الانبیاء اور ان کی طیب و طاہر[1] اور مخلص آل پر، اور سلام ہو (ان سب پر)۔

---

[1]- آیۂ **وَلَمْ يَكُن لَّهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُن لَّهُ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ** کی طرف اشارہ ہے یعنی اللہ نے نہ کسی کو شریک بنایا ہے اور نہ ہی درماندگی اور عاجزی کی وجہ سے اس کا کوئی مددگار ہے (سورۂ اسراء، آیت ۱۱۱)۔

[2]- آیۂ **لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّـهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحَانَ اللَّـهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ** کی طرف اشارہ ہے کہ اگر زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کوئی اور خدا ہوتا تو دونوں کا نظام برباد ہو جاتا پس پاک ہے اللہ جو عرش کا مالک ہے ان باتوں سے جو لوگ بناتے ہیں (انبیاء، آیت ۲۲)۔

﴿۱۵۸﴾ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي أَخْشَاكَ ﴿۱۵۹﴾ كَأَنِّي أَرَاكَ ﴿۱۶۰﴾ وَأَسْعِدْنِي

پروردگارا مجھے ایسا خوف عطا فرما کہ گویا میں تجھے دیکھ رہا ہوں[2]، اور مجھے اپنے تقوی کے حصول کی سعادت

بِتَقْوَاكَ ﴿۱۶۱﴾ وَلَا تُشْقِنِي بِمَعْصِيَتِكَ ﴿۱۶۲﴾ وَخِرْ لِي فِي قَضَائِكَ ﴿۱۶۳﴾

نصیب فرما، اور اپنی معصیت کی وجہ سے مجھے بدبخت نہ ہونے دے[3]، اور میرے لیے خیر کو مقدر فرما

---

[1]- آیہِ **إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّـهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا** یعنی اے اہل بیت! اللہ تو بس یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر قسم کے رجس (آلودگی) کو دور رکھے اور تمہیں اس طرح پاک و پاکیزہ رکھے جس طرح پاک رکھنے کا حق ہے (احزاب، آیت ۳۳)۔

[2]- خوفِ خدا کے حصول کی دعاء میں علم کے حصول کی دعاء پوشیدہ ہے، چونکہ علماء ہی اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہیں، اس ضمن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: **إِنَّمَا يَخْشَى اللَّـهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ** اللہ کے بندوں میں سے صرف علماء ہی اللہ سے ڈرتے ہیں (سورۂ فاطر، آیت ۲۸)۔

اور اس مقام پر اللہ کو دیکھنے سے مراد اللہ تعالیٰ کے وجود کو محسوس کرنا ہے چونکہ جس طرح بچہ بڑوں کے موجود ہونے کی وجہ سے خطا نہیں کرتا بالکل اسی طرح اللہ کے حاضر وناظر ہونے کا احساس بندگان خدا کو گناہوں سے دور کرکے اللہ تعالیٰ سے قریب کر دیتا ہے۔

[3]- دنیا میں تمام مالی اور صحتی مشکلات کی وجہ ہمارے اپنے گناہ ہیں چونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے: **وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ** اور جو کوئی میری یاد سے روگردانی کرے گا تو اس کے لئے تنگ زندگی ہوگی، اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا محشور کریں گے (سورۂ طہ، آیت ۱۲۴)، اس کے برخلاف اگر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جائے اور گناہوں سے پرہیز ہو تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے رزق میں وسعت عطا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے اس ضمن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: **وَمَن يَتَّقِ اللَّـهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا، وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ** اور جو کوئی خدا سے ڈرتا ہے اللہ اس کیلئے (مشکل سے نجات کا) راستہ پیدا کر دیتا ہے، اور اسے وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا ہے (سورۂ طلاق، آیت ۲-۳)، لہذا اس مقام پر امام حسین علیہ السلام ہمیں تعلیم فرما رہے ہیں کہ ہم اللہ سے ان گناہوں کی نجات کی دعاء مانگیں کہ جن کے ذریعہ انسان کو بدبختی حاصل ہوتی ہے۔

وَبَارِكْ لِي فِي قَدَرِكَ ﴿١٦٤﴾ حَتَّىٰ لَا أُحِبَّ تَعْجِيلَ مَا أَخَّرْتَ

اور تیری تقدیر کو میرے لئے مبارک فرما، تاکہ میں اس چیز کے مطالبے میں جلد بازی نہ کروں کہ جس میں تو

وَلَا تَأْخِيرَ مَا عَجَّلْتَ ﴿١٦٥﴾ أَللَّهُمَّ اجْعَلْ غِنَايَ فِي

نے تاخیر مقدر کی ہے، اور نہ اس چیز میں تاخیر کروں کہ جس کی انجام دہی فوری طور پر مطلوب ہے، اے

نَفْسِي ﴿١٦٦﴾ وَالْيَقِينَ فِي قَلْبِي ﴿١٦٧﴾ وَالْإِخْلَاصَ فِي عَمَلِي ﴿١٦٨﴾ ﴿١٦٩﴾

میرے پروردگار میرے نفس کو بے نیازی، میرے قلب کو یقین اور میرے عمل کو اخلاص عطا فرما

وَالنُّورَ فِي بَصَرِي ﴿١٧٠﴾ وَالْبَصِيرَةَ فِي دِينِي ﴿١٧١﴾ وَمَتِّعْنِي

اور میری نگاہ میں نورانیت اور میرے دین میں بصیرت عطا فرما، اور میرے اعضاء وجوارح سے مجھ کو

بِجَوَارِحِي ﴿١٧٢﴾ وَاجْعَلْ سَمْعِي وَبَصَرِي الْوَارِثَيْنِ مِنِّي ﴿١٧٣﴾

بہرہ مند فرما، اور میرے کان اور آنکھ کو میرا وارث بنا (یعنی انہیں میرا مطیع اور فرمانبردار بنا) اور میری

وَانْصُرْنِي عَلَىٰ مَنْ ظَلَمَنِي ﴿١٧٤﴾ وَأَرِنِي فِيهِ ثَارِي وَمَآرِبِي ﴿١٧٥﴾

نصرت فرما اس کے مقابلہ میں کہ جس نے مجھ پر ظلم کیا ہے، اور اس میں مجھے انتقام وتسلط کی راہنمائی فرما

وَأَقِرَّ بِذَٰلِكَ عَيْنِي ﴿١٧٦﴾ أَللَّهُمَّ اكْشِفْ كُرْبَتِي ﴿١٧٧﴾ وَاسْتُرْ

اور اس ذریعہ سے میری آنکھوں کو ٹھنڈک عطا فرما، خدایا میری مشکلات کو برطرف فرما، اور میرے گناہوں

عَوْرَتِي ﴿١٧٨﴾ وَاغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي ﴿١٧٩﴾ وَاخْسَأْ شَيْطَانِي ﴿١٨٠﴾

کی پردہ پوشی فرما، اور میرے گناہوں کو بخش دے، اور شیطان کو مجھ سے دور فرما اور (گناہوں کے عوض)

وَفُكَّ رِهَانِي ﴿١٨١﴾ وَاجْعَلْ لِي يَا إِلٰهِي الدَّرَجَةَ الْعُلْيَا فِي الْآخِرَةِ

گرفتاری سے مجھے رہائی عطا فرما، اور اے میرے معبود دنیا و آخرت میں مجھے بلند درجے پر فائز فرما

وَالْأُولَىٰ ﴿١٨٢﴾ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا خَلَقْتَنِي فَجَعَلْتَنِي سَمِيعًا بَصِيرًا

خدایا ساری تعریفیں تیرے لئے ہیں کہ تو میرا خالق ہے کہ جس نے مجھے سننے اور دیکھنے والا بنایا

﴿١٨٣﴾ وَلَكَ الْحَمْدُ كَمَا خَلَقْتَنِي فَجَعَلْتَنِي خَلْقًا سَوِيًّا ﴿١٨٤﴾ رَحْمَةً بِي

اور تمام تعریف تیرے لئے ہے کہ تو میرا خالق ہے اور تو نے مجھ کو اپنی رحمت کے ذریعہ معتدل بنایا

وَقَدْ كُنْتَ عَنْ خَلْقِي غَنِيًّا ﴿١٨٥﴾ رَبِّ بِمَا بَرَأْتَنِي فَعَدَّلْتَ فِطْرَتِي

جبکہ تو میری خلقت سے غنی تھا، اے میرے پروردگار جب تو نے مجھے خلق کیا تو میری فطرت کو

﴿١٨٦﴾ رَبِّ بِمَا أَنْشَأْتَنِي فَأَحْسَنْتَ صُورَتِي ﴿١٨٧﴾ رَبِّ بِمَا أَحْسَنْتَ

معتدل بنایا، اے میرے پروردگار جب تو نے مجھے پیدا کیا تو کیا ہی خوب صورت بنایا[1]، اے میرے پروردگار

إِلَيَّ وَفِي نَفْسِي عَافَيْتَنِي ﴿١٨٨﴾ رَبِّ بِمَا كَلَأْتَنِي وَوَفَّقْتَنِي ﴿١٨٩﴾ رَبِّ

تو نے مجھ پر احسان کیا اور مجھے عافیت بخشی، اے میرے پروردگار تو نے میری حفاظت کی اور مجھے کامیاب

بِمَا أَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَهَدَيْتَنِي ﴿١٩٠﴾ رَبِّ بِمَا أَوْلَيْتَنِي وَمِنْ كُلِّ خَيْرٍ

فرمایا، اے میرے پروردگار تو نے مجھ پر احسان کیا پس تو نے میری ہدایت کی، اے میرے پروردگار تو نے

[1]- اس ضمن میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: **وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ** اور اس نے تمہاری صورت گری کی تو تمہاری بہت اچھی صورتیں بنائیں (سورۂ تغابن، آیت ۳) ۔

أَعْطَيْتَنِي ﴿١٩١﴾ رَبِّ بِمَا أَطْعَمْتَنِي وَسَقَيْتَنِي ﴿١٩٢﴾ رَبِّ بِمَا

مجھے منتخب فرمایا اور ہر خیر سے مجھے نوازا، اے میرے پروردگار تو نے مجھے کھلایا اور پلایا، اے میرے

أَغْنَيْتَنِي وَأَقْنَيْتَنِي ﴿١٩٣﴾ رَبِّ بِمَا أَعَنْتَنِي وَأَعْزَزْتَنِي ﴿١٩٤﴾ رَبِّ

پروردگار تو نے مجھے غنی کیا اور مجھے بے نیاز فرمایا، اے میرے پروردگار تو نے میری مدد کی اور مجھے

بِمَا أَلْبَسْتَنِي مِنْ سِتْرِكَ الصَّافِي ﴿١٩٥﴾ وَيَسَّرْتَ لِي مِنْ صُنْعِكَ

عزت عطا کی، اے میرے پروردگار تو نے مجھے بہترین اور خالص ترین پوشاک پہنائی، اور کافی حد تک

الْكَافِي ﴿١٩٦﴾ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَأَعِنِّي عَلَى بَوَائِقِ الدُّهُورِ

مصنوعات کو میری دسترسی میں رکھا، پس محمدؐ وآل محمدؐ پر درود نازل فرما، اور روزگار کے شر اور شب و روز

وَصُرُوفِ اللَّيَالِي وَالْأَيَّامِ ﴿١٩٧﴾ وَنَجِّنِي مِنْ أَهْوَالِ الدُّنْيَا ﴿١٩٨﴾

کے حوادث میں میری مدد و نصرت فرما، اور مجھے دنیا کے خوف اور آخرت کے غم و اندوہ سے نجات

وَكُرُبَاتِ الْآخِرَةِ ﴿١٩٩﴾ وَاكْفِنِي شَرَّ مَا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ فِي

عطا فرما، اور میرے لئے کافی ہوجا زمین میں ظلم کرنے والوں کے شر کے مقابلہ میں، پروردگارا جس چیز

الْأَرْضِ ﴿٢٠٠﴾ أَللَّهُمَّ مَا أَخَافُ فَاكْفِنِي ﴿٢٠١﴾ وَمَا أَحْذَرُ فَقِنِي

سے میں ڈرتا ہوں تو اس کے مقابلے میں میرے لئے کافی ہوجا، اور جس چیز سے میں خوف کھاتا ہوں مجھے

﴿٢٠٢﴾ وَفِي نَفْسِي وَدِينِي فَاحْرُسْنِي ﴿٢٠٣﴾ وَفِي سَفَرِي فَاحْفَظْنِي

اس سے بچالے، اور میری جان اور دین میں میری محافظت فرما، اور میرے سفر میں میری حفاظت فرما

وَفِي أَهْلِي وَمَالِي فَاخْلُفْنِي ﴿۲۰۴﴾ وَفِيمَا رَزَقْتَنِي فَبَارِكْ ﴿۲۰۵﴾

اور میری نسل و مال کو منقطع نہ فرما، اور اپنے عطا کردہ رزق میں میرے لئے برکت عطا فرما[1]

لِي ﴿۲۰۶﴾ وَفِي نَفْسِي فَذَلِّلْنِي ﴿۲۰۷﴾ وَفِي أَعْيُنِ النَّاسِ فَعَظِّمْنِي

اور میرے نفس کو متواضع بنا[2]، اور لوگوں کی نظروں میں مجھے عظمت عطا فرما

﴿۲۰۸﴾ وَمِنْ شَرِّ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ فَسَلِّمْنِي ﴿۲۰۹﴾ وَبِذُنُوبِي فَلَا

اور جنوں اور انسانوں کے شر سے مجھے محفوظ فرما، اور میرے گناہوں کی وجہ سے مجھے رسوا نہ فرما

تَفْضَحْنِي ﴿۲۱۰﴾ وَبِسَرِيرَتِي فَلَا تُخْزِنِي ﴿۲۱۱﴾ وَبِعَمَلِي فَلَا تَبْتَلِنِي

اور میرے باطنی خیالات سے مجھے ذلیل نہ فرما، اور میرے ناشائستہ عمل میں مجھے مبتلا نہ فرما

﴿۲۱۲﴾ وَنِعَمَكَ فَلَا تَسْلُبْنِي ﴿۲۱۳﴾ وَإِلَى غَيْرِكَ فَلَا تَكِلْنِي ﴿۲۱۴﴾

اور اپنی نعمتوں کو مجھ سے سلب نہ فرما، اور میرے امور کو اپنے علاوہ کسی اور کے حوالہ نہ فرما، خدایا تو مجھے

---

[1]- رزق میں زیادتی کی دعاء سے بہتر رزق میں برکت کے لئے دعاء مانگنا ہے اسی لئے امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں: لَا تَسْئَلُوا اللهَ زِيَادَةَ الرِّزْقِ وَ لٰكِنْ سَلُوْهُ الْبَرَكَةَ اللہ تعالی سے وسعت رزق کے بجائے رزق میں برکت کی دعاء مانگو۔

[2]- نفس میں ذلت سے مراد نفس کا متواضع ہونا ہے چونکہ جو نفس متواضع ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے۔

إِلَٰهِي إِلَىٰ مَنْ تَكِلُنِي إِلَىٰ قَرِيبٍ فَيَقْطَعُنِي ﴿٢١٥﴾ أَمْ إِلَىٰ بَعِيدٍ

کس کے حوالہ کرے گا؟ اگر تو کسی رشتہ دار کے حوالہ فرمائے تو وہ مجھ سے قطع تعلق کرلے، اور اگر کسی بعید

فَيَتَجَهَّمُنِي ﴿٢١٦﴾ أَمْ إِلَى الْمُسْتَضْعِفِينَ لِي ﴿٢١٧﴾ وَأَنْتَ رَبِّي

کے حوالہ کرے تو وہ مجھ سے نفرت کرنے لگے، یا پھر تو مجھے ان کے حوالہ فرمائے کہ جو میری تحقیر کریں

وَمَلِيكُ أَمْرِي ﴿٢١٨﴾ أَشْكُو إِلَيْكَ غُرْبَتِي ﴿٢١٩﴾ وَبُعْدَ دَارِي ﴿٢٢٠﴾

جبکہ تو ہی میرا پالنے والا اور میرے امور کا مالک ہے، میں اپنی غربت، گھر سے دوری اور اس کے

وَهَوَانِي عَلَىٰ مَنْ مَلَّكْتَهُ أَمْرِي ﴿٢٢١﴾ إِلَٰهِي فَلَا تُحْلِلْ عَلَيَّ

مقابلہ میں اپنی ذلت کی شکایت کرتا ہوں کہ جسے تو نے میرے امر کا مالک بنایا ہے، اے میرے معبود مجھ پر

غَضَبَكَ ﴿٢٢٢﴾ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ غَضِبْتَ عَلَيَّ فَلَا أُبَالِي بِسِوَاكَ ﴿٢٢٣﴾

اپنا غضب نازل نہ فرما، اگر تو مجھ پر اپنا غضب نازل نہ فرمائے تو مجھے تیرے علاوہ کسی اور کی پرواہ نہ ہوگی

سُبْحَانَكَ غَيْرَ أَنَّ عَافِيَتَكَ أَوْسَعُ لِي ﴿٢٢٤﴾ فَأَسْأَلُكَ يَا رَبِّ بِنُورِ

تو پاک و منزہ ہے (اور) تیری عافیت میرے لئے وسیع تر ہے، پس اے میرے پروردگار میں تجھ سے

وَجْهِكَ الَّذِي أَشْرَقَتْ لَهُ الْأَرْضُ وَالسَّمَاوَاتُ ﴿٢٢٥﴾ وَانْكَشَفَتْ بِهِ

سوال کرتا ہوں تیری ذات کے نور کے واسطے سے کہ جس سے زمین وآسمان منور اور

الظُّلُمَاتُ ﴿۲۲۶﴾ وَصَلَحَ بِهِ أَمْرُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ ﴿۲۲۷﴾ أَنْ لَا

تاریکیاں روشن ہیں، جس نور سے اولین وآخرین کے امر کی اصلاح ہوئی ہے [1] کہ تو

تُمِيتَنِي عَلَى غَضَبِكَ ﴿۲۲۸﴾ وَلَا تُنْزِلَ بِي سَخَطَكَ ﴿۲۲۹﴾ لَكَ

مجھے اپنے غضب پر موت نہ دے، اور مجھ پر اپنے غضب کو نازل نہ فرما [2]، عتاب کا تجھے حق ہے

الْعُتْبَى لَكَ الْعُتْبَى حَتَّى تَرْضَى قَبْلَ ذَلِكَ ﴿۲۳۰﴾ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ

عتاب کا تجھے حق ہے، یہاں تک کے تو عتاب کرنے سے پہلے مجھ سے راضی ہوجائے، تیرے علاوہ کوئی

رَبَّ الْبَلَدِ الْحَرَامِ ﴿۲۳۱﴾ وَالْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ﴿۲۳۲﴾ وَالْبَيْتِ الْعَتِيقِ

معبود نہیں کہ جو محترم شہر (مکہ مکرمہ) [3]، مشعر الحرام [4] اور کعبہ [5] کا پروردگار ہے

---

[1]- اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ **اللَّـهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ** یعنی اللہ زمین وآسمان کا نور ہے (نور، آیت ۳۵)، امام حسین علیہ السلام کی مذکورہ توصیف سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام مخلوقات کا قوام ودوام نور الٰہی پر موقوف ہے۔

[2]- غضب اور سخط کے ایک ہی معنی ہیں صرف فرق یہ ہے کہ غضب بڑے کے چھوٹے سے اور چھوٹے کے بڑے سے راضی نہ ہونے کو کہتے ہیں جبکہ سخط صرف بڑوں کے چھوٹوں سے ناراض ہونے کو کہا جاتا ہے۔

[3]- بلد الحرام شہر مکہ کو کہتے ہیں چونکہ اس شہر میں شکار کرنا اور درختوں کو کاٹنا اور اس جیسی چیزیں محرِم پر حرام کی گئی ہیں۔

[4]- مزدلفہ کو مشعر الحرام کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: **فَإِذَا أَفَضْتُم مِّنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللَّـهَ عِندَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ** پھر جب عرفات سے کوچ کرو تو مشعر الحرام کے پاس خدا کا ذکر کرو (بقرہ، آیت ۱۹۸)۔

[5]- خانۂ کعبہ کو اس کی قدیم ترین عمارت ہونے کی وجہ سے بیت عتیق کہتے ہیں، اسی لئے خانۂ کعبہ کے طواف کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ** اور قدیم گھر (خانہ کعبہ) کا طواف کریں (حج، آیت ۲۹)۔

الَّذِي أَحْلَلْتَهُ الْبَرَكَةَ وَجَعَلْتَهُ لِلنَّاسِ أَمْنًا ﴿۲۳۳﴾ يَا مَنْ عَفَا

وہ گھر کہ جس پر تو نے برکتیں نازل کیں اور اسے لوگوں کے لئے امن کی جگہ بنایا، اے وہ کہ جس نے عظیم

عَنْ عَظِيمِ الذُّنُوبِ بِحِلْمِهِ ﴿۲۳۴﴾ يَا مَنْ أَسْبَغَ النَّعْمَاءَ بِفَضْلِهِ

گناہوں کو اپنے حلم کی وجہ سے بخشا ہے، اے وہ کہ جس نے اپنے فضل کے ذریعہ نعمتوں میں وسعت عطا

﴿۲۳۵﴾ يَا مَنْ أَعْطَى الْجَزِيلَ بِكَرَمِهِ ﴿۲۳۶﴾ يَا عُدَّتِي فِي شِدَّتِي ﴿۲۳۷﴾

کی، اے وہ کہ جس نے اپنے کرم سے بہت کچھ عطا فرمایا[1]، اے میری سختی میں میرا ذخیرہ

يَا صَاحِبِي فِي وَحْدَتِي ﴿۲۳۸﴾ يَا غِيَاثِي فِي كُرْبَتِي ﴿۲۳۹﴾ يَا

اے میری تنہائی میں میرا مونس، اے میری مصیبتوں میں فریادرسی کرنے والے، اے میرے

وَلِيِّي فِي نِعْمَتِي ﴿۲۴۰﴾ يَا إِلَهِي وَإِلَهَ آبَائِي إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ

ولی نعمت، اے میرے خدا اور میرے آباء ابراہیم واسماعیل واسحاق ویعقوب کے خدا

وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ ﴿۲۴۱﴾ وَرَبَّ جِبْرَئِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ

اور جبرئیل ومیکائیل واسرافیل کے پروردگار

﴿۲۴۲﴾ وَرَبَّ مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَآلِهِ الْمُنْتَجَبِينَ ﴿۲۴۳﴾ مُنْزِلَ التَّوْرَاةِ

اور خاتم الانبیاء اور ان کی برگزیدہ آلؑ کے پروردگار

[1]- کرم اس عطا کو کہتے ہیں کہ جس میں بغیر سوال کئے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ عطا فرماتا ہے۔

وَالْإِنْجِيلِ وَالزَّبُورِ وَالْفُرْقَانِ ﴿٢٤٤﴾ وَمُنَزِّلَ كهيعص وَطه وَيس

توریت وانجیل وزبور وقرآن کے نازل کرنے والے، اور کھیعص، طہ، یس، اور قرآن حکیم کے

وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ ﴿٢٤٥﴾ أَنْتَ كَهْفِي حِينَ تُعْيِينِي الْمَذَاهِبُ فِي

نازل کرنے والے، تو میری پناہ گاہ ہے اس وقت کے لئے کہ جب راہیں اپنی وسعتوں کے ساتھ دشوار

سَعَتِهَا ﴿٢٤٦﴾ وَتَضِيقُ بِيَ الْأَرْضُ بِرُحْبِهَا ﴿٢٤٧﴾ وَلَوْلَا رَحْمَتُكَ

ہو جائیں، اور زمین اپنی پہنائیوں کے باوجود میرے لئے تنگ ہو جائے، اور اگر تیری رحمت نہ ہوتی تو میں

لَكُنْتُ مِنَ الْهَالِكِينَ وَأَنْتَ مُقِيلُ عَثْرَتِي ﴿٢٤٨﴾ وَلَوْلَا سَتْرُكَ

ہلاک ہونے والوں میں سے ہو جاتا، تو میری لغزشوں کو درگزر کرنے والا ہے، اور اگر تیری (میرے گناہوں

إِيَّايَ لَكُنْتُ مِنَ الْمَفْضُوحِينَ وَأَنْتَ مُؤَيِّدِي بِالنَّصْرِ عَلَى

سے) پردہ پوشی نہ ہوتی تو میں رسوا ہونے والوں میں سے ہوجاتا، اور تو میرے دشمنوں کے مقابلے میں میرا

أَعْدَائِي ﴿٢٤٩﴾ وَلَوْلَا نَصْرُكَ إِيَّايَ لَكُنْتُ مِنَ الْمَغْلُوبِينَ ﴿٢٥٠﴾ يَا

مددگار ہے اور اگر تیری مدد نہ ہوتی تو میں مغلوب ہونے والوں میں سے ہوجاتا، اے وہ کہ جس نے

مَنْ خَصَّ نَفْسَهُ بِالسُّمُوِّ وَالرِّفْعَةِ فَأَوْلِيَاؤُهُ بِعِزِّهِ يَعْتَزُّونَ ﴿٢٥١﴾

خود کو بلندی و برتری سے مخصوص فرمایا[1]، پس اس کے اولیاء اسی کی عزت سے عزت پاتے ہیں

[1]- سمو سے مراد علو و بلندی ہے اور رفعت سے مراد مقام و منزلت میں رفیع ہونا ہے۔

يَا مَنْ جَعَلَتْ لَهُ الْمُلُوكُ نِيرَ الْمَذَلَّةِ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ فَهُمْ مِنْ

اے وہ کہ جس کے مقابلے میں تمام بادشاہ ذلت کا طوق اپنی گردنوں میں آویزاں کرتے ہیں، اور وہ اس

سَطَوَاتِهِ خَائِفُونَ ﴿۲۵۲﴾ يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ

کے قہر و عقاب سے خائف ہیں، اللہ آنکھوں کی خیانت[1]، دلوں میں چھپے راز، اور ان حوادث کو جاننے

وَغَيْبَ مَا تَأْتِي بِهِ الْأَزْمِنَةُ وَالدُّهُورُ ﴿۲۵۳﴾ ﴿۲۵۴﴾ يَا مَنْ لَا

والا ہے کہ جو زمانوں اور سالوں کے گزرنے کے ساتھ وجود میں آتے ہیں، اے وہ کہ جس کی کیفیت کو بجز اس

يَعْلَمُ كَيْفَ هُوَ إِلَّا هُوَ ﴿۲۵۵﴾ يَا مَنْ لَا يَعْلَمُ مَا هُوَ إِلَّا هُوَ ﴿۲۵۶﴾ يَا

کے کوئی نہیں جانتا، اے وہ کہ جس کی ہویت کے متعلق سوائے اسی کے کوئی نہیں جانتا، اے وہ کہ جسے

مَنْ لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا هُوَ ﴿۲۵۷﴾ يَا مَنْ كَبَسَ الْأَرْضَ عَلَى الْمَاءِ

خود اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا[2]، اے وہ کہ جس نے بھرپور قدرت کے ساتھ زمین کو پانی میں داخل کیا

﴿۲۵۸﴾ وَسَدَّ الْهَوَاءَ بِالسَّمَاءِ ﴿۲۵۹﴾ يَا مَنْ لَهُ أَكْرَمُ الْأَسْمَاءِ ﴿۲۶۰﴾

(1) اور ہوا کو آسمان کے ذریعے روک دیا (2)، اے وہ ذات کہ جس کے اسامی اکرم و اشرف ہیں

[1]- قرآن مجید کی اس آیت کی جانب اشارہ ہے کہ جس میں باری تعالی نے فرمایا: **يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ** وہ خدا نگاہوں کی خیانت کو بھی جانتا ہے اور دلوں کے چھپے ہوئے بھیدوں سے بھی باخبر ہے (غافر، آیت ۱۹)، آنکھوں کی خیانت سے مراد وہ نگاہ ہے کہ جس سے کسی کا تمسخر کیا جاتا ہے، یا ہر حرام نگاہ کو بھی آنکھوں کی خیانت سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

[2]- اللہ کی کیفیت سے مراد اسکی کامل حقیقت ہے کہ جسے اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا، اسی لئے آیندہ جملوں میں اسکی ہویت و معرفت کے متعلق یہی کہا گیا ہے کہ اللہ کی کیفیت کی طرح اس کی ہویت و معرفت کو اس کے علاوہ کوئی اور نہیں جان سکتا۔

يَا ذَا الْمَعْرُوفِ الَّذِي لَا يَنْقَطِعُ أَبَدًا ﴿۲۶۱﴾ يَا مُقَيِّضَ الرَّكْبِ

اے اس احسان کے مالک کہ جو کبھی منقطع نہیں ہوتا، اے یوسفؑ کے لئے صحرا و بیابان میں

لِيُوسُفَ فِي الْبَلَدِ الْقَفْرِ وَمُخْرِجَهُ مِنَ الْجُبِّ وَجَاعِلَهُ بَعْدَ

قافلہ کو روکنے والے، اور انہیں کنویں سے نکال کر غلامی کے بعد بادشاہ بنانے والے[3]

---

[1]- کبس کے معنی ایک چیز کو دوسرے میں زور سے داخل کرنے کے ہیں، سب سے پہلے زمین کی حقیقت گیس تھی جس کے بعد پانی وجود میں آیا اور پانی سے جامد شیء یعنی زمین وجود میں آئی کہ جسے پانی میں قدرت کے ساتھ رکھا گیا، اس کے متعلق امام علی علیہ السلام نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں: كَبَسَ الأَرْضَ عَلىٰ مُورِ أَمْوَاجٍ مُسْتَفْحِلَةٍ ، وَ لُجَجِ بِحَارٍ زَاخِرَةٍ ، تَلْتَطِمُ أَوَاذِي أَمْوَاجِهَا ، وَ تَصْطَفِقُ مُتَقَاذِفَاتُ أَثْبَاجِهَا ، وَ تَرْغُو زُبَدًا كَالفُحُوْلِ عِنْدَ هِيَاجِهَا ، فَخَضَعَ جِمَاحُ المَاءِ المُتَلَاطِمِ لِثِقْلِ حَمْلِهَا ، وَ سَكَنَ هَيْجَ ارْتِمَائِهِ إِذْ وَطَئَتْهُ بِكُلْكُلِهَا خداوند متعال نے زمین کو شدت کے ساتھ پانی میں داخل فرمایا اور اسے پانی کے گردابوں پر بچھایا، جبکہ دریاؤں کی اوپری موجیں متلاطم تھیں، جو کہ ایک دوسرے سے ٹکرا رہی تھیں، اور ان سے اس طرح کف نکل رہا تھا کہ جیسے شہوت اور مستی کے عالم میں جانوروں کے منہ سے کف نکلتا ہے، پس پانی کا تلاطم زمین کی سنگینی کے مقابلہ میں خاضع ہوگیا، اور جب زمین کا سینہ پانی کی سطح پر بچھ گیا تو موجوں کا ہیجان ساکت ہوا۔۔۔۔(نہج البلاغہ، خطبہ ۹۱)۔

[2]- اس جملہ میں اگر بالسماء میں حرف باء سببیت کے لئے ہو تو اس کے معنی یہ ہونگے: اللہ تعالیٰ نے آسمان کے ذریعے ہوا کو بند فرمادیا یعنی ہوا زمین سے خارج نہیں ہو سکتی لیکن اگر یہ باء ظرفیت کے لئے ہو تو اس جملے کے معنی بدل جائیں گے یعنی وہ خدا کہ جس نے ہوا کو آسمان اور زمین کے بیچ سد بنایا ہے، تاکہ فضاء میں موجود پتھر زمین میں داخل ہو کر کسی کی ہلاکت کا سبب نہ بنیں لہذا اس مقام پر سماء سے مراد کرۂ زمین کا بیرونی حصہ ہے۔

[3]- جناب یوسفؑ کو کنویں سے نکالنے کے بعد غلام بنا کر بیچا گیا اور ایک مدت کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکومت عطا کی۔

ٱلْعُبُودِيَّةِ مَلِكًا ﴿٢٦٢﴾ يَا رَادَّهُ عَلَىٰ يَعْقُوبَ بَعْدَ أَنِ ٱبْيَضَّتْ عَيْنَاهُ

اے یوسفؑ کو یعقوبؑ کے پاس لوٹا دینے والے جبکہ حزن واندوہ سے وہ نابینا ہو چکے تھے لیکن

مِنَ ٱلْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ ﴿٢٦٣﴾ يَا كَاشِفَ ٱلضُّرِّ وَٱلْبَلْوَىٰ عَنْ

پھر بھی انہوں نے صبر و تحمل کیا[1]، اے ایوب سے سختی اور مصیبت کے دور کرنے والے [2]

أَيُّوبَ ﴿٢٦٤﴾ وَمُمْسِكَ يَدَيْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ ذَبْحِ ٱبْنِهِ بَعْدَ كِبَرِ

اور ابراہیمؑ کو بیٹے کے ذبح کرنے سے روکنے والے اس وقت کہ جب وہ بوڑھے ہو چکے تھے

سِنِّهِ وَفَنَاءِ عُمُرِهِ ﴿٢٦٥﴾ يَا مَنِ ٱسْتَجَابَ لِزَكَرِيَّا فَوَهَبَ لَهُ يَحْيَىٰ

اور ان کی عمر انتہاء کو پہنچ چکی تھی[3]، اے وہ کہ جس نے زکریاؑ کی دعاء کو قبول فرمایا اور انہیں یحییٰؑ جیسا فرزند

---

[1]- جناب یعقوبؑ کے یوسفؑ کے غم میں نابینا ہوجانے کو قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے، اس ضمن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: **وَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَا أَسَفَىٰ عَلَىٰ يُوسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ** ہے کہ کر انہوں نے سب سے منہ پھیر لیا اور کہا کہ افسوس ہے یوسفؑ کے حال پر اور اتنا روئے کہ آنکھیں سفید ہو گئیں اور غم کے گھونٹ پیتے رہے (یوسف، آیت ۸۴)۔

[2]- جناب ایوبؑ نبی اللہ پر سالہا سال مصیبتیں نازل ہوئیں لیکن انہوں نے صبر سے کام لیا اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو صابر کا لقب عطا فرمایا، اس ضمن میں قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: **إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا ۚ نِّعْمَ الْعَبْدُ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ** ہم نے اسے (ایوب علیہ السلام کو) صابر پایا ہے، وہ بہترین بندہ اور ہماری طرف رجوع کرنے والا ہے (ص، آیت ۴۴)۔

[3]- اللہ تعالیٰ نے خواب میں جناب ابراہیمؑ کو اپنے فرزند اسماعیلؑ کے ذبح کرنے کا حکم فرمایا تھا، اس حکم کے سامنے جناب ابراہیمؑ اور آپ کے فرزند اسماعیلؑ دونوں نے سر تسلیم خم کیا اور جب ابراہیمؑ نے اپنے فرزند کے گلے پر چھری رکھ کر پھیرنا شروع

وَلَمْ يَدَعْهُ فَرْدًا وَحِيدًا ﴿٢٦٦﴾ يَا مَنْ أَخْرَجَ يُونُسَ مِنْ بَطْنِ

عطا کیا اور انہیں تنہا و بیکس نہ چھوڑا[1]، اے وہ کہ جس نے یونس کو مچھلی کے پیٹ سے باہر نکالا[2]

کی تو اللہ تعالی نے فرمایا: وَنَادَيْنَاهُ أَن يَا إِبْرَاهِيمُ، قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا ۚ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ اور ہم نے آواز دی کہ اے ابراہیمؑ تم نے اپنے خواب کو سچ کر دکھایا ہم اسی طرح حسن عمل والوں کو جزا دیتے ہیں (صافات، آیت ۱۰۴۔۱۰۵)۔

[1]- اللہ تعالی نے جناب زکریا کو بڑھاپے میں اولاد عطا کی، قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ ۖ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۖ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ، فَنَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَىٰ مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَسَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ، قَالَ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَأَتِي عَاقِرٌ ۖ قَالَ كَذَٰلِكَ اللَّهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ اس موقع پر زکریا نے اپنے پروردگار سے دعا کی اور عرض کیا اے میرے پروردگار! مجھے اپنی طرف سے پاک و پاکیزہ اولاد عطا فرما، بے شک تو (ہر ایک کی) دعا کا سننے والا ہے، تو فرشتوں نے انہیں اس حالت میں آواز دی جب کہ وہ محراب میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے، کہ خدا آپ کو یحییٰ کی بشارت دیتا ہے جو اللہ کے ایک کلمہ (عیسیٰ) کی تصدیق کرنے والا ہوگا، سردار، ضبط نفس کرنے والا پارسا اور نیکوکار جماعت میں سے نبی ہوگا، جناب زکریا نے (یہ خوشخبری سن کر) کہا: اے پروردگار! میرے یہاں لڑکا کس طرح ہوگا جبکہ میرا بڑھاپا آگیا، اور میری بیوی بانجھ ہے؟ ارشاد ہوا اسی طرح (خدا) جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے (آل عمران، آیت ۳۸۔۴۰)۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے جناب یحییٰ کو جناب زکریاؑ کے بعد انکا وارث و جانشین نبی بنایا۔

[2]- اس متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ، إِذْ أَبَقَ إِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ، فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِينَ، فَالْتَقَمَهُ الْحُوتُ وَهُوَ مُلِيمٌ، فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ لَلَبِثَ فِي بَطْنِهِ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ اور یقیناً یونس (ع) (بھی) پیغمبروں میں سے تھے، جبکہ وہ (سوار ہونے کیلئے) بھری ہوئی کشتی کی طرف بھاگ کر گئے، پھر وہ قرعہ اندازی میں شریک ہوئے تو وہ پھینک دیئے گئے، تو انہیں مچھلی نے نگل لیا درآنحالیکہ کہ وہ (اپنے آپ کو) ملامت کر رہے تھے، پس اگر وہ تسبیح (خدا) کرنے والوں میں سے نہ ہوتے، تو (دوبارہ) اٹھائے جانے والے دن (قیامت) تک اسی (مچھلی) کے پیٹ میں رہتے (صافات، آیت ۱۳۹۔۱۴۴)۔

الْحُوتِ ﴿٢٦٧﴾ يَا مَنْ فَلَقَ الْبَحْرَ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ فَأَنْجَاهُمْ

اے وہ کہ جس نے بنی اسرائیل کے لئے دریا میں شگاف پیدا کرکے انہیں (فرعون سے) نجات عطا کی

وَجَعَلَ فِرْعَوْنَ وَجُنُودَهُ مِنَ الْمُغْرَقِينَ ﴿٢٦٨﴾ يَا مَنْ أَرْسَلَ

اور فرعون اور اس کے لشکر والوں کو غرق کر دیا[1]، اے وہ کہ جس نے ہواؤں کو بھیجا جو اس کی رحمت کی

الرِّيَاحَ مُبَشِّرَاتٍ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ﴿٢٦٩﴾ يَا مَنْ لَمْ يَعْجَلْ عَلَى

کی بشارت لے کر آتے ہیں[2]، اے وہ کہ جو اپنی نافرمان مخلوقات پر عذاب نازل کرنے میں جلد بازی

1- بنی اسرائیل کی فرعون سے نجات کو اللہ تعالیٰ قرآن مجید یوں بیان فرماتا ہے: فَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنِ اضْرِب بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۖ فَانفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيمِ، وَأَزْلَفْنَا ثَمَّ الْآخَرِينَ، وَأَنجَيْنَا مُوسَىٰ وَمَن مَّعَهُ أَجْمَعِينَ، ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْآخَرِينَ سو ہم نے موسیٰ کو وحی کی کہ اپنا عصا دریا پر مارو، چنانچہ وہ دریا پھٹ گیا اور (پانی کا) ہر حصہ ایک بڑے پہاڑ کی طرح ہوگیا، اور ہم وہاں دوسرے فریق کو بھی نزدیک لائے، اور ہم نے موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کو نجات دی، اور پھر ہم نے دوسرے فریق کو غرق کر دیا (شعراء، آیات ٦٣-٦٦)۔

اسرائیل جناب یعقوب کے القاب میں سے ایک لقب تھا لہذا جناب یعقوب کی آل کو بنی اسرائیل کہا جاتا ہے۔

2- ہوائیں باران رحمت کی بشارت لے کر آتی ہیں اسی لئے اللہ تعالی نے قرآن مجید میں فرمایا: وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا أَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنَاهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَأَنزَلْنَا بِهِ الْمَاءَ فَأَخْرَجْنَا بِهِ مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ ۚ كَذَٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ وہ وہی (خدا) ہے جو اپنی رحمت (بارش) سے پہلے ہواؤں کو خوشخبری کے لئے بھیجتا ہے یہاں تک کہ جب وہ بھاری بادلوں کو اٹھا لیتی ہیں تو ہم انہیں کسی مردہ بستی کی طرف ہانک کر لے جاتے ہیں اور پھر وہاں پانی برسا دیتے ہیں، اور پھر ہم اس کے ذریعہ سے طرح طرح کے پھل نکالتے ہیں، اسی طرح ہم مردوں کو (بھی زندہ کرکے) باہر نکالیں گے شاید تم عبرت اور نصیحت حاصل کرو (اعراف، آیت ٥٧)۔

مَنْ عَصَاهُ مِنْ خَلْقِهِ ﴿٢٧٠﴾ يَا مَنِ اسْتَنْقَذَ السَّحَرَةَ مِنْ بَعْدِ

سے کام نہیں لیتا[1]، اے وہ کہ جس نے (فرعون کے) جادوگروں کو سالہا سال انکار و کفر کے باوجود نجات

طُولِ الْجُحُودِ ﴿٢٧١﴾ وَقَدْ غَدَوْا فِي نِعْمَتِهِ يَأْكُلُونَ رِزْقَهُ

عطا کی، جبکہ وہ اللہ کی نعمتوں سے متنعم تھے، اس کا رزق کھاتے تھے لیکن اغیار کی پرستش کرتے تھے

وَيَعْبُدُونَ غَيْرَهُ ﴿٢٧٢﴾ وَقَدْ حَادُّوهُ وَنَادُّوهُ وَكَذَّبُوا رُسُلَهُ ﴿٢٧٣﴾

اور وہ اللہ کے حدود کو تجاوز اور اس کا شریک قرار دیتے تھے اور اس کے پیغمبروں کی تکذیب کرتے تھے

يَا أَللَّهُ يَا أَللَّهُ يَا بَدِيءُ يَا بَدِيعُ لَا نِدَّ لَكَ ﴿٢٧٤﴾ يَا دَائِمًا لَا

اے اللہ، اے اللہ، اے آغاز کرنے والے، اے پیدا کرنے والے کہ تیرا کوئی مثل نہیں[2]، اے وہ جاوداں

نَفَادَ لَكَ ﴿٢٧٥﴾ يَا حَيًّا حِينَ لَا حَيَّ ﴿٢٧٦﴾ يَا مُحْيِيَ الْمَوْتَى ﴿٢٧٧﴾

کہ تیرا کوئی زوال نہیں، اے وہ زندہ کہ جب کوئی زندہ نہ تھا، اے مردوں کو زندہ کرنے والے[3]

1- یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ وہ ہر گناہ کے بعد عذاب نازل نہیں فرماتا تاکہ بندہ کے لئے اللہ کی طرف پلٹ آنے کا موقع ہمیشہ فراہم ہو۔

2- بدیع یعنی ابداع کرنے والا یعنی ایسی مخلوق کو پیدا کرنے والا کہ جس کا پہلے کبھی وجود نہ تھا، لہذا بدیع وہ خالق ہے کہ جو نئی سے نئی مخلوقات کو پیدا کرتا ہے۔

3- اللہ تبارک و تعالیٰ دنیا و آخرت میں مردوں کا زندہ کرنے والا ہے اس دنیا میں اس نے نبی عزیر کو زندہ فرمایا جس کے متعلق قرآن مجید میں فرماتا ہے: أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَىٰ قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا قَالَ أَنَّىٰ يُحْيِي هَٰذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۖ فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ ۖ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ۖ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۖ قَالَ بَل لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانظُرْ إِلَىٰ طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۖ وَانظُرْ إِلَىٰ حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِّلنَّاسِ ۖ وَانظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا

يَا مَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ﴿۲۷۸﴾ يَا مَنْ قَلَّ لَهُ

اے وہ کہ جو ہر نفس کے عمل سے باخبر ہے [1]، اے وہ کہ جس کے لئے میرا شکر کم ہوا تو اس نے مجھے

لَحْمًا ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ یا اسی طرح اس شخص کو (نہیں دیکھا) جو ایک بستی پر سے گزرا جو اپنی چھتوں پر گری پڑی تھی تو اس نے کہا کہ اللہ اس کی موت کے بعد اسے کیسے زندہ فرمائے گا، سو (اپنی قدرت کا مشاہدہ کرانے کے لئے) اللہ نے اسے سو برس تک مردہ رکھا پھر اُسے زندہ کیا، (بعد ازاں) پوچھا: تو یہاں (مرنے کے بعد) کتنی دیر ٹھہرا رہا (ہے)؟ اس نے کہا: میں ایک دن یا ایک دن کا (بھی) کچھ حصہ ٹھہرا ہوں، فرمایا: (نہیں) بلکہ تو سو برس پڑا رہا (ہے) پس (اب) تو اپنے کھانے اور پینے (کی چیزوں) کو دیکھ (وہ) متغیر (باسی) بھی نہیں ہوئیں اور (اب) اپنے گدھے کی طرف نظر کر (جس کی ہڈیاں بھی سلامت نہیں رہیں) اور یہ اس لئے کہ ہم تجھے لوگوں کے لئے (اپنی قدرت کی) نشانی بنا دیں اور (اب ان) ہڈیوں کی طرف دیکھ ہم انہیں کیسے جنبش دیتے (اور اٹھاتے) ہیں پھر انہیں گوشت (کا لباس) پہناتے ہیں جب یہ (معاملہ) اس پر خوب آشکار ہو گیا تو بول اٹھا: میں (مشاہداتی یقین سے) جان گیا ہوں کہ بیشک اللہ ہر چیز پر خوب قادر ہے (بقرہ، آیت ۲۵۹)۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ قیامت میں مردوں کو زندہ کرنے کے متعلق فرماتا ہے: قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ فرما دیجئے: انہیں وہی زندہ فرمائے گا جس نے انہیں پہلی بار پیدا کیا تھا، اور وہ ہر مخلوق کو خوب جاننے والا ہے (یس، آیت ۷۹)۔

[1]- اللہ تبارک وتعالیٰ تمام بندوں کے اعمال پر حاضر وناظر ہے اسی لئے قرآن مجید میں باری تعالیٰ نے فرمایا: يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا لِّيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ، فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ، وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ اس دن لوگ مختلف گروہ بن کر (جدا جدا حالتوں کے ساتھ) نکلیں گے تاکہ انہیں ان کے اَعمال دکھائے جائیں، تو جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا، اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہوگی وہ اسے (بھی) دیکھ لے گا (زلزلہ، آیت ۶۔۸)۔

شُكْرِي فَلَمْ يَحْرِمْنِي ﴿٢٧٩﴾ وَعَظُمَتْ خَطِيئَتِي فَلَمْ يَفْضَحْنِي

(نعمتوں سے) محروم نہیں فرمایا، اور جب میری خطائیں بزرگ ہوئیں تو مجھے رسوا نہیں فرمایا

﴿٢٨٠﴾ وَرَآنِي عَلَى الْمَعَاصِي فَلَمْ يَشْهَرْنِي ﴿٢٨١﴾ يَا مَنْ حَفِظَنِي فِي

اور اس نے معصیت کرتے ہوئے دیکھا لیکن پردہ دری نہیں کی، اے وہ کہ جس نے بچپن میں میری

صِغَرِي ﴿٢٨٢﴾ يَا مَنْ رَزَقَنِي فِي كِبَرِي ﴿٢٨٣﴾ يَا مَنْ أَيَادِيهِ

حفاظت کی، اے وہ کہ جس نے بڑے ہونے پر مجھے رزق عطا فرمایا، اے وہ کہ جس کی مجھ پر نعمتیں قابل

عِنْدِي لَا تُحْصَى ﴿٢٨٤﴾ وَنِعَمُهُ لَا تُجَازَى ﴿٢٨٥﴾ يَا مَنْ عَارَضَنِي

شمار نہیں [1]، اور اسکی نعمتوں پر شکریہ کا حق ادا نہیں کیا جاسکتا، اے وہ کہ جس نے مجھ پر خیر اور

بِالْخَيْرِ وَالْإِحْسَانِ ﴿٢٨٦﴾ وَعَارَضْتُهُ بِالْإِسَاءَةِ وَالْعِصْيَانِ ﴿٢٨٧﴾

احسان کیا [2] اور میں اس کے سامنے برائی اور معصیت کے ساتھ روبرو ہوا

يَا مَنْ هَدَانِي لِلْإِيمَانِ مِنْ قَبْلِ أَنْ أَعْرِفَ شُكْرَ الْإِمْتِنَانِ ﴿٢٨٨﴾

اے وہ کہ جس نے مجھے ایمان کی طرف ہدایت دی اس سے پہلے کہ میں اس احسان پر شکرگزاری کا سلیقہ

[1]- اس ضمن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَإِن تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا اور اگر تم اس کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو گے تو ہرگز شمار نہیں کرسکتے (ابراہیم، آیت ۳۴)۔

[2]- یہ اللہ کا ہم پر لطف وکرم ہے کہ اس نے بغیر کسی عوض کے ہماری اطاعت سے پہلے ہمیں مختلف نعمتوں سے نوازا، اس کا کرم اس قدر زیادہ ہے کہ وہ معصیت کے باوجود اپنی نعمتوں کو ہم پر جاری رکھتا ہے۔

يَا مَنْ دَعَوْتُهُ مَرِيضًا فَشَفَانِي ﴿۲۸۹﴾ وَعُرْيَانًا فَكَسَانِي ﴿۲۹۰﴾

سیکھ سکوں، اے وہ کہ جسے میں نے عالم مرض میں پکارا تو اس نے شفاء دی، اور برہنگی میں پکارا تو لباس

وَجَائِعًا فَأَشْبَعَنِي ﴿۲۹۱﴾ وَعَطْشَانًا فَأَرْوَانِي ﴿۲۹۲﴾ وَذَلِيلًا

عطا فرمایا، بھوک کے وقت پکارا تو سیر اور پیاس کے وقت پکارا تو سیراب فرمایا، اور ذلت کے وقت پکارا تو

فَأَعَزَّنِي ﴿۲۹۳﴾ وَجَاهِلًا فَعَرَّفَنِي ﴿۲۹۴﴾ وَوَحِيدًا فَكَثَّرَنِي ﴿۲۹۵﴾ وَغَائِبًا

عزت اور جہالت کے وقت پکارا تو معرفت عطا کی، اور تنہائی کے وقت پکارا تو کثیر بنایا[1]، اور غربت

فَرَدَّنِي ﴿۲۹۶﴾ وَمُقِلًّا فَأَغْنَانِي ﴿۲۹۷﴾ وَمُنْتَصِرًا فَنَصَرَنِي ﴿۲۹۸﴾ وَغَنِيًّا

کے وقت پکارا تو وطن لوٹا دیا، مال کی قلت کے وقت پکارا تو غنی فرمایا، اور مدد کے وقت پکارا تو میری

فَلَمْ يَسْلُبْنِي ﴿۲۹۹﴾ وَأَمْسَكْتُ عَنْ جَمِيعِ ذَٰلِكَ فَابْتَدَأَنِي ﴿۳۰۰﴾

نصرت کی[2]، مالداری کے وقت پکارا تو اس نے مجھ سے (نعمتوں کو) سلب نہیں فرمایا، اور جب ان تمام دعاؤں سے رک گیا تو اس نے دوبارہ مجھ پر نعمتوں کی ابتداء کردی

فَلَكَ الْحَمْدُ وَالشُّكْرُ ﴿۳۰۱﴾ يَا مَنْ أَقَالَ عَثْرَتِي ﴿۳۰۲﴾ وَنَفَّسَ

پس حمد و شکر تیرے ہی لئے سزاوار ہے، اے وہ کہ جس نے میری لغزشوں سے درگزر فرمایا، اور میری

---

[1]- تنہائی کے وقت کثیر بنانے سے مراد زوجہ اور اولاد کا عطا کرنا ہے۔

[2]- اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے رسولوں اور مومنین کی دنیا وآخرت میں مدد فرماتا ہے، قرآن مجید میں اس ضمن میں ارشاد باری ہے: إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ بیشک ہم اپنے رسول اور ایمان لانے والوں کی زندگانی دنیا میں بھی مدد کرتے ہیں اور اس دن بھی مدد کریں گے جب سارے گواہ اٹھ کھڑے ہوں گے (غافر، آیت ۵۱)۔

كُرْبَتِي ﴿٣٠٣﴾ وَأَجَابَ دَعْوَتِي ﴿٣٠٤﴾ وَسَتَرَ عَوْرَتِي ﴿٣٠٥﴾ وَغَفَرَ

مشکل کو دور فرمایا، اور میری دعاء کو قبول فرمایا، اور میرے عیوب کی پردہ پوشی کی، اور میرے گناہوں

ذُنُوبِي ﴿٣٠٦﴾ وَبَلَّغَنِي طَلِبَتِي ﴿٣٠٧﴾ وَنَصَرَنِي عَلَى عَدُوِّي ﴿٣٠٨﴾

کو بخشا، اور میری حاجت کو پورا فرمایا، اور میرے دشمن کے مقابلہ میری نصرت کی، لہذا اگر میں تیری

وَإِنْ أَعُدَّ نِعَمَكَ وَمِنَنَكَ وَكَرَائِمَ مِنَحِكَ لَا أُحْصِيهَا ﴿٣٠٩﴾ يَا مَوْلَايَ

نعمت، تیرے احسانات اور تیرے عظیم کرم کا شمار کرنا چاہوں تو ان کا شمار میرے لئے ممکن

أَنْتَ الَّذِي مَنَنْتَ ﴿٣١٠﴾ أَنْتَ الَّذِي أَنْعَمْتَ ﴿٣١١﴾ أَنْتَ الَّذِي

نہیں ہے، اے میرے مولا تو نے ہی احسان کیا، تو نے ہی نعمت نازل کی، تو نے ہی

أَحْسَنْتَ ﴿٣١٢﴾ أَنْتَ الَّذِي أَجْمَلْتَ ﴿٣١٣﴾ أَنْتَ الَّذِي أَفْضَلْتَ

احسان فرمایا، تو نے ہی خوبی کی، تو نے ہی فضیلت عطا کی

﴿٣١٤﴾ أَنْتَ الَّذِي أَكْمَلْتَ ﴿٣١٥﴾ أَنْتَ الَّذِي رَزَقْتَ ﴿٣١٦﴾

تو نے ہی کامل فرمایا، تو نے ہی رزق عطا فرمایا

أَنْتَ الَّذِي وَفَّقْتَ ﴿٣١٧﴾ أَنْتَ الَّذِي أَعْطَيْتَ ﴿٣١٨﴾ أَنْتَ

تو نے ہی توفیق عطا کی، تو نے ہی مال عطا کیا

الَّذِي أَغْنَيْتَ ﴿٣١٩﴾ أَنْتَ الَّذِي أَقْنَيْتَ ﴿٣٢٠﴾ أَنْتَ الَّذِي آوَيْتَ ﴿٣٢١﴾

تو نے ہی غنی فرمایا، تو نے ہی غناء پر (مجھے) راضی فرمایا، تو نے ہی پناہ دی

أَنتَ ٱلَّذِي كَفَيْتَ ﴿٣٢٢﴾ أَنتَ ٱلَّذِي هَدَيْتَ ﴿٣٢٣﴾ أَنتَ ٱلَّذِي

تو ہی کافی ہوا، تو نے ہی ہدایت عطا کی، تو نے ہی محفوظ فرمایا

عَصَمْتَ ﴿٣٢٤﴾ أَنتَ ٱلَّذِي سَتَرْتَ ﴿٣٢٥﴾ أَنتَ ٱلَّذِي غَفَرْتَ ﴿٣٢٦﴾

تو نے ہی پردہ پوشی کی، تو نے ہی کے بخشش و درگذر فرمایا

أَنتَ ٱلَّذِي أَقَلْتَ ﴿٣٢٧﴾ أَنتَ ٱلَّذِي مَكَّنْتَ ﴿٣٢٨﴾ أَنتَ ٱلَّذِي

تو نے ہی چشم پوشی کی، تو نے ہی قدرت عطا کی، تو نے ہی عزت دی

أَعْزَزْتَ ﴿٣٢٩﴾ أَنتَ ٱلَّذِي أَعَنْتَ ﴿٣٣٠﴾ أَنتَ ٱلَّذِي عَضَدْتَ

تو نے ہی اعانت کی [1]، تو نے ہی مدد کی

---

[1]- اللہ تعالیٰ انسانوں کی مدد کرنے والا ہے اسی لئے مومنین اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہیں اور سورۂ حمد کی آیۂ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ (کہ ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے مدد مانگتے ہیں) کی ہر نماز میں تلاوت کرتے ہیں، البتہ یہ شبہ ایجاد کیا جاتا ہے کہ اللہ کے علاوہ رسولؐ و ائمہؑ سے مانگنا کفر ہے جوکہ ایک مردود اور متروکہ شبہ ہے چونکہ ائمہ سے مانگنا والدین سے مانگنے کی طرح ہے، حضورؐ نے فرمایا: اَنَا وَ عَلِيٌّ اَبَوَا هَذِهِ الأُمَّةِ کہ میںؐ اور علیؑ اس امت کے باپ ہیں لہذا جس طرح والدین سے مانگنا کفر نہیں ہے اسی طرح ائمہؑ سے مانگنا کفر نہیں، والدین صرف ظاہری وجود کا سبب ہیں لیکن محمدؐ و آل محمدؐ معنوی کمال کے ساتھ ساتھ انسان کے ظاہری وجود کا سبب ہیں چونکہ اللہ تعالیٰ نے عالم ہستی کو انہی کی وجہ سے خلق فرمایا اسی لئے ہم حدیث کساء میں پڑھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل سے فرمایا: فَقالَ اللّهُ عَزَّ وَجَلَّ: يا مَلائِكَتي وَيا سُكّانَ سَماواتي إِنّي ما خَلَقتُ سَماءً مَبنَّيةً وَلا أرضاً مَدحيَّةً وَلا قَمَراً مُنيراًوَلا شَمساً مُضيئَةً وَلا فَلَكاً يَدُورُ وَلا بَحراً يَجري وَلا فُلكاً يَسري إلاّ في مَحَبَّةِ هؤُلاءِ الخَمسَةِ الَّذينَ هُم تَحتَ الكِساءِ، فَقالَ الأَمينُ جِبرائِيلُ: يا رَبِّ وَمَنْ تَحتَ الكِساءِ؟ فَقالَ عَزَّ وَجَلَّ: هُم أَهلُ بَيتِ النُّبُوَّةِ وَمَعدِنُ الرِّسالَةِ هُم فاطِمَةُ وَأَبُوها، وَبَعلُها وَبَنوها، پس خدا نے فرمایا اے میرے ملائکہ اور اے میرے آسمان میں رہنے والو، میں نے بلند شدہ آسمان کو پیدا نہیں کیا اور نہ پھیلی ہوئی زمین کو اور نہ روشن چاند کو اور نہ درخشاں سورج کو اور نہ

﴿۳۳۱﴾ أَنتَ الَّذِي أَيَّدتَ ﴿۳۳۲﴾ أَنتَ الَّذِي نَصَرتَ ﴿۳۳۳﴾ أَنتَ

تو نے ہی تائید کی، تو نے ہی نصرت کی

الَّذِي شَفَيتَ ﴿۳۳۴﴾ أَنتَ الَّذِي عَافَيتَ ﴿۳۳۵﴾ أَنتَ الَّذِي أَكرَمتَ ﴿۳۳۶﴾

تو نے ہی شفاء دی[1]، تو نے ہی عافیت دی، تو نے ہی کرامت عطا کی[2]

تَبَارَكتَ وَتَعَالَيتَ فَلَكَ الحَمدُ دَائِمًا ﴿۳۳۷﴾ وَلَكَ الشُّكرُ وَاصِبًا

تو بزرگ و برتر ہے پس تعریفیں ہمیشہ تیرے ہی لئے ہیں، اور تیرا شکریہ ہمیشہ واجب ہے

أَبَدًا ﴿۳۳۸﴾ ثُمَّ أَنَا يَا إِلَهِي المُعتَرِفُ بِذُنُوبِي فَاغفِرهَا لِي ﴿۳۳۹﴾

پس اے میرے معبود، میں کہ جو اپنے گناہوں پر معترف ہوں تو تو میرے ان گناہوں کو بخش دے

أَنَا الَّذِي أَسَأتُ ﴿۳۴۰﴾ أَنَا الَّذِي أَخطَأتُ ﴿۳۴۱﴾ أَنَا الَّذِي

میں ہی وہ ہوں جس نے برائی کا ارتکاب کیا، میں نے ہی خطاء کی، میں نے ہی برائی کا

چلنے والے آسمان کو اور نہ بہنے والے دریا اور نہ چلنے والی کشتی کو مگر ان پانچ افراد کی محبت میں کہ جو کساء کے اندر ہیں، جبرئیل امین نے کہا پروردگار کساء کے اندر کون ہیں؟ تو خداوند عزوجل نے فرمایا یہ نبوت کے اہل بیتؑ، رسالت کے معدن، یہ فاطمہؑ ان کے پدرؐ ان کے شوہرؑ اور انکے بچے ہیں۔

[1]- قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ اور جب بیمار ہوجاتا ہوں تو وہی شفا بھی دیتا ہے (شعراء، آیت ۸۰)۔

[2]- اس ضمن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُم مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا اور ہم نے بنی آدم کو کرامت عطا کی ہے اور انہیں خشکی اور دریاؤں میں سواریوں پر اٹھایا ہے اور انہیں پاکیزہ رزق عطا کیا اور اپنی مخلوقات میں سے بہت سوں پر فضیلت دی ہے (اسراء، آیت ۷۰)۔

هَمَمْتُ ﴿٣٤٢﴾ أَنَا الَّذِي جَهِلْتُ ﴿٣٤٣﴾ أَنَا الَّذِي غَفَلْتُ ﴿٣٤٤﴾

اہتمام کیا، میں نے ہی نادانی کی، میں نے ہی غفلت کی

أَنَا الَّذِي سَهَوْتُ ﴿٣٤٥﴾ أَنَا الَّذِي اعْتَمَدْتُ ﴿٣٤٦﴾ أَنَا الَّذِي

میں نے ہی بھول کی، میں نے ہی (غیر خدا پر) اعتماد کیا، میں نے ہی عمداً خطاء کی

تَعَمَّدْتُ ﴿٣٤٧﴾ أَنَا الَّذِي وَعَدْتُ ﴿٣٤٨﴾ وَأَنَا الَّذِي أَخْلَفْتُ

میں نے ہی وعدہ کیا اور میں نے ہی وعدے کی مخالفت کی، میں نے ہی وعدے کو

﴿٣٤٩﴾ أَنَا الَّذِي نَكَثْتُ ﴿٣٥٠﴾ أَنَا الَّذِي أَقْرَرْتُ ﴿٣٥١﴾ أَنَا

توڑا[1]، اور میں ہی (اپنی خطاؤں کا) اقرار کرتا ہوں، اور میں ہی اعتراف کرتا ہوں تیری مجھ پر اور

الَّذِي اعْتَرَفْتُ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَعِنْدِي ﴿٣٥٢﴾ وَأَبُوءُ بِذُنُوبِي

میرے پاس موجود نعمتوں پر، لہذا میں اپنے گناہوں کے ساتھ تیری بارگاہ میں لوٹتا ہوں

﴿٣٥٣﴾ فَاغْفِرْهَا لِي يَا مَنْ لَا تَضُرُّهُ ذُنُوبُ عِبَادِهِ ﴿٣٥٤﴾ وَهُوَ الْغَنِيُّ

پس تو مجھے بخش دے اے وہ خدا کہ جسے بندوں کے گناہ نقصان نہیں پہنچاتے، اور وہ اپنے بندوں کی

[1]- وعدے کا توڑنا دین اسلام میں ایک مذموم عمل ہے، قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: الَّذِينَ يَنقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِن بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَن يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ جو خدا سے مستحکم عہد و پیمان کرنے کے بعد اسے توڑ دیتے ہیں اور جس (رشتہ) کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے وہ اسے توڑتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں (دراصل) یہی لوگ ہیں جو نقصان اٹھانے والے ہیں (بقرہ، آیت ۲۷)۔

عَنْ طَاعَتِهِمْ، وَالْمُوَفِّقُ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْهُمْ بِمَعُونَتِهِ وَرَحْمَتِهِ ﴿۳۵۵﴾

اطاعت سے غنی ہے، اور نیکو کاروں کو اپنی مدد و رحمت سے توفیق دینے والا ہے، پس تمام تعریفیں

فَلَكَ الْحَمْدُ إِلَهِي وَسَيِّدِي ﴿۳۵۶﴾ إِلَهِي أَمَرْتَنِي فَعَصَيْتُكَ

تیرے ہی لئے ہیں اے میرے معبود و سردار، اے میرے خدا تونے حکم دیا تو میں نے تیری معصیت کی

﴿۳۵۷﴾ وَنَهَيْتَنِي فَارْتَكَبْتُ نَهْيَكَ ﴿۳۵۸﴾ فَأَصْبَحْتُ لَا ذَا بَرَاءَةٍ

تو نے مجھے روکا لیکن میں نے نہی شدہ فعل انجام دیا، اب میری حالت ایسی ہے کہ نہ تو کوئی گناہوں سے

لِي فَأَعْتَذِرُ ﴿۳۵۹﴾ وَلَا ذَا قُوَّةٍ فَأَنْتَصِرُ ﴿۳۶۰﴾ فَبِأَيِّ شَيْءٍ أَسْتَقْبِلُكَ

بری کرنے والا ہے کہ جس کے سامنے عذر کر سکوں اور نہ ہی کوئی قدرت مند ہے کہ جس سے مدد طلب کر

يَا مَوْلَايَ أَبِسَمْعِي أَمْ بِبَصَرِي ﴿۳۶۱﴾ أَمْ بِلِسَانِي أَمْ بِيَدِي

سکوں، پس اے میرے مولا کس وسیلہ سے تجھ سے روبرو ہوؤں ؟ اپنے کان یا اپنی آنکھ کے وسیلہ سے ؟ یا

أَمْ بِرِجْلِي ﴿۳۶۲﴾ أَلَيْسَ كُلُّهَا نِعَمَكَ عِنْدِي ﴿۳۶۳﴾ وَبِكُلِّهَا

پھر اپنی زبان یا ہاتھ یا پیر کے وسیلہ سے ؟ کیا یہ سب تیری نعمتیں نہیں ہیں کہ جو میرے پاس موجود تھیں اور

عَصَيْتُكَ يَا مَوْلَايَ ﴿۳۶۴﴾ فَلَكَ الْحُجَّةُ وَالسَّبِيلُ عَلَيَّ ﴿۳۶۵﴾

میں نے اے میرے مولا ان سب کے ذریعہ تیری مخالفت کی، پس تجھے مجھ پر حجت اور پورا اختیار حاصل

يَا مَنْ سَتَرَنِي مِنَ الْآبَاءِ وَالْأُمَّهَاتِ أَنْ يَزْجُرُونِي ﴿۳۶۶﴾

ہے (کہ تو جیسے چاہے مواخذہ فرمائے)، اے وہ خدا کہ جس نے والدین کے سامنے میری پردہ پوشی کی تاکہ

وَمِنَ الْعَشَائِرِ وَالْاِخْوَانِ أَنْ يُعَيِّرُونِي ﴿۳۶۷﴾ وَمِنَ السَّلَاطِينِ

وہ مجھے خود سے دور نہ کردیں، اور میرے عیوب کو بھائیوں اور قبیلہ والوں سے چھپایا تاکہ وہ میری سرزنش

أَنْ يُعَاقِبُونِي ﴿۳۶۸﴾ وَلَوِ اطَّلَعُوا يَا مَوْلَايَ عَلَى مَا اطَّلَعْتَ

نہ کرسکیں، اور سلاطین کے مقابلہ میں پردہ پوشی کی تاکہ وہ مجھ پر عقاب نہ کریں، اے میرے مولا تو میرے

عَلَيْهِ مِنِّي إِذًا مَا أَنْظَرُونِي ﴿۳۶۹﴾ وَلَرَفَضُونِي وَقَطَعُونِي ﴿۳۷۰﴾

جن برے اعمال سے مطلع ہے اگر وہ ان سے آگاہ ہوجائیں تو مجھے بغیر کسی مہلت کے خود سے دو کرکے

فَهَا أَنَا ذَا يَا إِلَـٰهِي بَيْنَ يَدَيْكَ ﴿۳۷۱﴾ يَا سَيِّدِي خَاضِعٌ ذَلِيلٌ

قطع تعلق کرلیں، پس وہی گناہگار بندہ تیرے حضور کھڑا ہے، اے میرے سردار (میں تیرے حضور کھڑا ہوں)

﴿۳۷۲﴾ حَصِيرٌ حَقِيرٌ ﴿۳۷۳﴾ لَا ذُو بَرَاءَةٍ فَأَعْتَذِرُ وَلَا ذُو قُوَّةٍ

خضوع و خوار اور عاجز و ناتوان بن کر، نہ تو گناہوں سے کوئی برائت کا ذریعہ ہے کہ جس کے توسط سے عذر کر

فَأَنْتَصِرُ ﴿۳۷۴﴾ وَلَا حُجَّةٍ فَأَحْتَجُّ بِهَا ﴿۳۷۵﴾ وَلَا قَائِلٌ لَمْ أَجْتَرِحْ

سکوں، نہ ہی کوئی قدرت مند ہے کہ جس سے مدد طلب کرسکوں، نہ ہی کوئی دلیل ہے کہ جس کے ذریعہ

وَلَمْ أَعْمَلْ سُوءًا ﴿۳۷۶﴾ وَمَا عَسَى الْجُحُودُ وَلَوْ جَحَدْتُ يَا مَوْلَايَ

حجت قائم کرسکوں، اور نہ ہی یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں نے گناہ اور برے اعمال انجام نہیں دیئے، اور

يَنْفَعُنِي ﴿۳۷۷﴾ كَيْفَ وَأَنَّى ذَٰلِكَ؟ وَجَوَارِحِي كُلُّهَا شَاهِدَةٌ

بفرض انکار اے میرے مولا میرا یہ انکار کیونکر اور کیسے فائدہ مند ہوسکتا ہے جبکہ میرے تمام اعضاء و جوارح

عَلَيَّ بِمَا قَدْ عَمِلْتُ ﴿۳۷۸﴾ وَعَلِمْتُ يَقِيناً غَيْرَ ذِي شَكٍّ أَنَّكَ

میرے اعمال پر گواہ ہیں، اور میں یقینا بغیر کسی شک و تردید کے جانتا ہوں کہ بیشک تو میرے

سَائِلِي مِنْ عَظَائِمِ الْأُمُورِ ﴿۳۷۹﴾ وَأَنَّكَ الْحَكَمُ الْعَدْلُ الَّذِي

عظیم امور کے متعلق مجھ سے بازپرسی فرمائے گا[1]، اور بیشک تو وہ عادل حاکم ہے کہ جو (ذرہ برابر) ظلم

لَا تَجُورُ ﴿۳۸۰﴾ وَعَدْلُكَ مُهْلِكِي ﴿۳۸۱﴾ وَمِنْ كُلِّ عَدْلِكَ مَهْرَبِي

نہیں کرتا، اور تیری عدالت میرے لئے مہلک ہے[2]، اور میں تیری عدالت سے گریزاں ہوں[3]

﴿۳۸۲﴾ فَإِنْ تُعَذِّبْنِي يَا إِلَهِي فَبِذُنُوبِي بَعْدَ حُجَّتِكَ عَلَيَّ ﴿۳۸۳﴾

پس اے میرے معبود اگر تو مجھے عذاب میں مبتلاء فرمائے گا تو وہ میرے گناہوں کی وجہ سے ہوگا تیری

وَإِنْ تَعْفُ عَنِّي فَبِحِلْمِكَ وَجُودِكَ وَكَرَمِكَ ﴿۳۸۴﴾ لَا إِلَهَ إِلَّا

حجت کے قائم ہونے کے بعد، اور اگر تو مجھے بخش دے تو یہ تیرے حلم و جود و کرم کی وجہ سے ہوگا، بجز تیرے

---

[1]- عظیم امور سے مراد عقائد اور گناہ ہیں کہ جن کے متعلق قیامت میں بازپرس کی جائے گی، اسی لئے باری تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے: فَوَرَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ پس آپ کے پروردگار کی قسم کہ ہم ان سے ضرور سوال کریں گے (حجر، آیت ۹۲)۔

[2]- اگر اللہ تعالیٰ ہمارا فیصلہ عدالت کی بنیاد پر کرے تو ہمیں جہنم سے کوئی نجات نہیں دلا سکتا، اسی لئے ہم اللہ تعالیٰ سے دعاء مانگتے ہیں کہ اے پروردگار ہمارے ساتھ اپنے فضل و کرم کے ساتھ فیصلہ فرما نہ کہ اپنے عدل کے ساتھ۔

[3]- کوئی بھی اللہ تعالیٰ کی عدالت سے فرار نہیں کر سکتا، اس مقام پر امام عالی مقام کی مراد یہ ہے کہ اے اللہ بجائے تیری عدالت کے (جوکہ میرے لئے مہلک ہے اور میں اس سے گریزاں ہوں) تو مجھ سے اپنے فضل و کرم کے ذریعے فیصلہ فرما۔

أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿۳۸۵﴾ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنْتَ

کوئی معبود نہیں تو پاک و پاکیزہ ہے (اور) بیشک میں ظالموں میں سے ہوں[1]، بجز تیرے کوئی معبود نہیں تو

سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الْمُسْتَغْفِرِينَ ﴿۳۸۶﴾ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنْتَ

پاک و پاکیزہ ہے (اور) بیشک میں استغفار کرنے والوں میں سے ہوں[2]، بجز تیرے کوئی معبود نہیں تو پاک و

سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الْمُوَحِّدِينَ ﴿۳۸۷﴾ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ

پاکیزہ ہے (اور) بیشک میں وحدانیت پرستوں میں سے ہوں، بجز تیرے کوئی معبود نہیں تو پاک و پاکیزہ

إِنِّي كُنْتُ مِنَ الْخَائِفِينَ ﴿۳۸۸﴾ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي

ہے (اور) بیشک میں (تیرا) خوف رکھنے والوں میں سے ہوں، بجز تیرے کوئی معبود نہیں تو پاک و پاکیزہ

---

[1]- گناہوں کا اقرار بے حد ضروری ہے چونکہ جب تک گناہ کا اعتراف اور اقرار نہ ہو استغفار کا تصور ہی پیدا نہیں ہوتا، اسی لئے امام حسین علیہ السلام نے ہمیں تعلیم دی کہ پہلے گناہ کا اعتراف کرو اور پھر اللہ کے حضور کہو لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الْمُسْتَغْفِرِیْنَ یعنی بجز تیرے کوئی معبود نہیں تو پاک و پاکیزہ ہے (اور) بیشک میں استغفار کرنے والوں میں سے ہوں۔

[2]- اللہ تعالیٰ نے ہمیں توبہ کا حکم فرمایا ہے اور اس نے وعدہ کیا ہے کہ وہ توبہ کے ذریعہ ہمیں معاف فرمائے گا اسی لئے ارشاد باری تعالیٰ ہے: أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَهُ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ یہ لوگ خدا کی بارگاہ میں توبہ اور استغفار کیوں نہیں کرتے جب کہ اللہ بہت بخشنے والا اور مہربان ہے (مائدہ، آیت ۷۴)، اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا: وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنتَ فِيهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ اور اللہ ایسا نہیں ہے کہ ان پر عذاب نازل کرے جبکہ آپؐ ان کے درمیان موجود ہیں اور اللہ ایسا بھی نہیں ہے کہ ان پر عذاب نازل کرے جبکہ وہ استغفار کر رہے ہیں (انفال، آیت ۳۳)۔

كُنتُ مِنَ ٱلْوَجِلِينَ ﴿٣٨٩﴾ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ

ہے (اور) بیشک میں (تیرا) ہراس رکھنے والوں میں سے ہوں، بجز تیرے کوئی معبود نہیں تو پاک و پاکیزہ

مِنَ ٱلرَّاجِينَ ﴿٣٩٠﴾ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ

ہے (اور) بیشک میں (تجھ سے) امید رکھنے والوں میں سے ہوں[1]، بجز تیرے کوئی معبود نہیں تو پاک و

ٱلرَّاغِبِينَ ﴿٣٩١﴾ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ ٱلْمُهَلِّلِينَ

پاکیزہ ہے (اور) بیشک میں (تیری طرف) رغبت رکھنے والوں میں سے ہوں[2]، بجز تیرے کوئی معبود

﴿٣٩٢﴾ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ ٱلسَّائِلِينَ ﴿٣٩٣﴾ لَا

نہیں تو پاک و پاکیزہ ہے (اور) بیشک میں تہلیل کرنے والوں میں سے ہوں[3]، بجز تیرے کوئی معبود نہیں

إِلَٰهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ ٱلْمُسَبِّحِينَ ﴿٣٩٤﴾ لَا إِلَٰهَ إِلَّا

تو پاک و پاکیزہ ہے (اور) بیشک میں سوال کرنے والوں میں سے ہوں[1]، بجز تیرے کوئی معبود نہیں تو پاک

---

[1]- اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید رکھنا مومنین کی اہم صفات میں سے ایک صفت ہے اسی لئے باری تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور خدا کی راہ میں جہاد کیا یہ ہیں وہ لوگ جو خدا کی رحمت کے امیدوار ہیں اور خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

[2]- مومنین کی صفات میں سے ایک اور صفت ان کا اللہ کی طرف شوق و رغبت رکھنا ہے، اللہ تعالیٰ اس ضمن میں قرآن مجید میں فرماتا ہے: سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ إِنَّا إِلَى اللَّهِ رَاغِبُونَ وہ عنقریب ہمیں اپنے فضل وکرم سے عطا فرمائے گا اور اس کا رسول بھی، ہم تو بس اللہ کی طرف ہی رغبت کرنے والے ہیں (توبہ، آیت ۵۹)۔

[3]- تہلیل کرنے والوں سے مراد کلمۂ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کا اقرار کرنے والے ہیں۔

أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الْمُكَبِّرِينَ ﴿٣٩٥﴾ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنْتَ

و پاکیزہ ہے (اور) بیشک میں تسبیح کرنے والوں میں سے ہوں[2]، بجز تیرے کوئی معبود نہیں تو پاک و پاکیزہ

سُبْحَانَكَ رَبِّي وَرَبُّ آبَائِيَ الْأَوَّلِينَ ﴿٣٩٦﴾ أَللَّهُمَّ هَذَا ثَنَائِي

ہے (اور) بیشک میں تکبیر کہنے والوں سے ہوں[3]، بجز تیرے کوئی معبود نہیں تو پاک و پاکیزہ میرا اور

عَلَيْكَ مُمَجِّدًا ﴿٣٩٧﴾ وَإِخْلَاصِي لِذِكْرِكَ مُوَحِّدًا ﴿٣٩٨﴾ وَإِقْرَارِي

میرے گذشتہ آباء کا رب ہے[4]، اے میرے اللہ تیرے لئے یہ میری ثناء ہے تیری تعظیم کے ساتھ، اور

بِآلَائِكَ مُعَدِّدًا ﴿٣٩٩﴾ وَإِنْ كُنْتُ مُقِرًّا أَنِّي لَمْ أُحْصِهَا ﴿٤٠٠﴾

مقام توحید میں تیرے لئے میرا یہ اخلاص ہے، اور تیری نعمتوں کا اقرار ہے ان کو شمار کرنے کے بعد

---

[1]- کائنات میں تمام بسنے والے اللہ کی بارگاہ میں دست بہ دعاء ہیں، اس ضمن میں اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے: يَسْأَلُهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہیں سب اسی سے سوال کرتے ہیں (رحمن، آیت ۲۹)۔

[2]- اللہ تعالیٰ نے ہمیں تسبیح کا حکم فرمایا ہے: فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ پس اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرو (نصر، آیت ۳)۔

[3]- اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کی بزرگی کے اعتراف کا حکم فرمایا ہے، اس ضمن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُن لَّهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُن لَّهُ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ ۖ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا اور کہو کہ ساری حمد اس اللہ کے لئے ہے جس نے نہ کسی کو فرزند بنایا ہے اور نہ کوئی اس کے ملک میں شریک ہے اور نہ کوئی اس کی کمزوری کی بنا پر اس کا سرپرست ہے اور پھر باقاعدہ اس کی بزرگی کا اعلان کرتے رہو (اسراء، آیت ۱۱۱)۔

[4]- قرآن مجید کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے کہ جس میں باری تعالیٰ نے فرمایا: اللَّهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ اللہ تمہارے اور تمہارے باپ داد کا پالنے والا ہے (صافات، آیت ۱۲۶)۔

لِكَثْرَتِهَا وَسُبُوغِهَا ﴿٤٠١﴾ وَتَظَاهُرِهَا وَتَقَادُمِهَا ﴿٤٠٢﴾ إِلَى

گرچہ مجھے اقرار ہے کہ میں ان کا شمار نہیں کر سکتا ان کی کثرت و بزرگی اور ان کے ظہور اور میرے وجود

حَادِثٍ مَا لَمْ تَزَلْ تَتَعَهَّدُنِي بِهِ مَعَهَا مُنْذُ خَلَقْتَنِي ﴿٤٠٣﴾

پر تقدم کی وجہ سے[1]، اور تو نے میری خلقت سے ہمیشہ کے لئے ان نعمتوں کو میرے لئے محفوظ فرمایا

وَبَرَأْتَنِي مِنْ أَوَّلِ الْعُمُرِ مِنَ الْإِغْنَاءِ مِنَ الْفَقْرِ ﴿٤٠٤﴾

اور ابتدائے عمر سے تو نے مجھے فقر سے بری کر کے غنی فرمایا

وَكَشْفِ الضُّرِّ ﴿٤٠٥﴾ وَتَسْبِيبِ الْيُسْرِ ﴿٤٠٦﴾ وَدَفْعِ الْعُسْرِ ﴿٤٠٧﴾

اور مجھ سے بلاء کو دور فرمایا، اور آسائش کے اسباب مہیا فرمائے، اور مشکلات کو برطرف فرمایا

وَتَفْرِيجِ الْكَرْبِ ﴿٤٠٨﴾ وَالْعَافِيَةِ فِي الْبَدَنِ ﴿٤٠٩﴾ وَالسَّلَامَةِ فِي

اور حزن والم کو دور فرمایا، اور بدن میں صحت و عافیت عطا کی، اور دین میں سلامتی عطا کی[2]

الدِّينِ ﴿٤١٠﴾ وَلَوْ رَفَدَنِي عَلَى قَدْرِ ذِكْرِ نِعْمَتِكَ جَمِيعُ الْعَالَمِينَ

اور اگر اولین و آخرین سے عالمین میں بسنے والے میری مدد کریں تاکہ میں تیری نعمتوں کا تذکرہ کر سکوں

---

[1]- تَقَادُمِهَا اِلٰی حَادِثٍ سے اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کی طرف اشارہ ہے کہ جو انسان کے پیدا ہونے سے پہلے اور پیدا ہونے کے بعد انسان کے شامل حال ہیں۔

[2]- دین میں سلامتی سے مراد آخر عمر تک صحیح اعتقاد پر باقی رہنا ہے، اسی لئے دعاء میں وارد ہوا ہے: اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ مُصِيْبَتِیْ فِیْ دِیْنِیْ، خدایا میرے لئے دین میں کسی قسم کی مصیبت قرار نہ دے۔

مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ مَا قَدَرْتُ وَلَا هُمْ عَلَى ذَلِكَ ﴿٤١١﴾

تو نہ میں اس پر قدرت رکھتا ہوں اور نہ ہی وہ (مددگار) لوگ قدرت رکھتے ہیں

تَقَدَّسْتَ وَتَعَالَيْتَ مِنْ رَبٍّ كَرِيمٍ ﴿٤١٢﴾ عَظِيمٍ رَحِيمٍ ﴿٤١٣﴾

تو پاک اور بلند ہے چونکہ تو کریم عظیم اور رحیم رب ہے

لَا تُحْصَى آلَاؤُكَ ﴿٤١٤﴾ وَلَا يُبْلَغُ ثَنَاؤُكَ ﴿٤١٥﴾ وَلَا تُكَافَى نَعْمَاؤُكَ

تیری نعمتوں کا احصاء ممکن نہیں، اور تیری ثناء کی انتہاء نہیں، اور نہ ہی تیری نعمتوں کا کوئی بدلہ ہے

﴿٤١٦﴾ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَأَتْمِمْ عَلَيْنَا نِعَمَكَ ﴿٤١٧﴾ وَأَسْعِدْنَا

محمدؐ وآل محمدؐ پر درود نازل فرما، اور ہم پر اپنی نعمتوں کو کامل فرما، اور اپنی اطاعت میں ہماری مدد و نصرت فرما

بِطَاعَتِكَ ﴿٤١٨﴾ سُبْحَانَكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ ﴿٤١٩﴾ اللَّهُمَّ إِنَّكَ تُجِيبُ

تو پاک و پاکیزہ ہے، بجز تیرے کوئی اور معبود نہیں، اے میرے پروردگار تو مضطر کو جواب دیتا ہے[1]

الْمُضْطَرَّ وَتَكْشِفُ السُّوءَ ﴿٤٢٠﴾ وَتُغِيثُ الْمَكْرُوبَ وَتَشْفِي السَّقِيمَ

اور مصیبت کو دور فرماتا ہے، اور تو مصیبت زدہ کی مدد فرماتا ہے اور بیمار کو شفاء عطا فرماتا ہے

---

[1]- اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات مضطر اور پریشان حال کے لئے پناہ گاہ ہے اسی لئے باری تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ۗ أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ ۚ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ کون ہے جو مضطر و بے قرار کی دعاء و پکار کو قبول کرتا ہے، جب وہ اسے پکارتا ہے؟ اور اس کی تکلیف و مصیبت کو دور کر دیتا ہے؟ اور تمہیں زمین میں (اگلوں کا) جانشین بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الہ ہے؟ نہیں، بلکہ یہ لوگ بہت کم نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

﴿۴۲۱﴾ وَتُغْنِي الْفَقِيرَ ﴿۴۲۲﴾ وَتَجْبُرُ الْكَسِيرَ ﴿۴۲۳﴾ وَتَرْحَمُ الصَّغِيرَ

اور فقیر کو بے نیاز فرماتا ہے، ٹوٹے ہوئے کو جوڑتا ہے، اور چھوٹے پر رحم کرتا ہے

﴿۴۲۴﴾ وَتُعِينُ الْكَبِيرَ ﴿۴۲۵﴾ وَلَيْسَ دُونَكَ ظَهِيرٌ ﴿۴۲۶﴾ وَلَا فَوْقَكَ

اور بوڑھوں کی مدد کرتا ہے، اور تیرے علاوہ کوئی مدد گار نہیں، اور نہ ہی تیرے علاوہ کوئی قادر ہے

قَدِيرٌ ﴿۴۲۷﴾ وَأَنْتَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ﴿۴۲۸﴾ يَا مُطْلِقَ الْمُكَبَّلِ الْأَسِيرِ

اور تو بلند و بزرگ ہے، اے وہ کہ جو ہتھکڑیوں اور بیڑیوں میں مبتلاء اسیر کو نجات دینے والا ہے

﴿۴۲۹﴾ يَا رَازِقَ الطِّفْلِ الصَّغِيرِ ﴿۴۳۰﴾ يَا عِصْمَةَ الْخَائِفِ الْمُسْتَجِيرِ

اے چھوٹے بچے کو رزق دینے والے[1]، اے خوف زدہ پناہ طلب کرنے والے کے محافظ

﴿۴۳۱﴾ يَا مَنْ لَا شَرِيكَ لَهُ وَلَا وَزِيرَ ﴿۴۳۲﴾ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ

اے وہ کہ جس کا نہ کوئی شریک ہے اور نہ ہی کوئی وزیر، محمدؐ و آل محمدؐ پر صلوات نازل فرما

---

[1]- رازق اور رزاق اللہ تعالیٰ کے نام ہیں لہذا انسانوں میں سے کسی کو اختیار حاصل نہیں کہ وہ اپنا نام رازق یا رزاق رکھے مگر یہ کہ عبد کا شروع میں اضافہ ہو اور عبد الرزاق یا عبد الرازق کہا جائے تو اس صورت میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کے رزاق ہونے میں دو مرحلے ہیں پہلے مرحلے میں وہ رزق پیدا کرتا ہے اور پھر اسے مخلوقات تک پہنچاتا ہے، چونکہ چھوٹے بچے ہر قسم کا کھانا نہیں کھا سکتے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ماں کے دودھ کو مہیا فرمایا ہے جو کہ سائنسی اعتبار سے ہر قسم کی غذا سے بہتر ہے، اس رزق کی اہمیت کے پیش نظر لطف خداوندی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام حسین علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اے چھوٹے بچے کو رزق دینے والے۔

وَأَعْطِنِي فِي هَٰذِهِ الْعَشِيَّةِ أَفْضَلَ مَا أَعْطَيْتَ وَأَنْلْتَ ﴿٤٣٣﴾

اور مجھے اس شام کے وقت عطا فرما اس سے بہتر کہ جو تو نے اپنے بندوں میں سے کسی ایک کو عطا

أَحَدًا مِنْ عِبَادِكَ مِنْ نِعْمَةٍ تُولِيهَا ﴿٤٣٤﴾ وَآلَاءٍ تُجَدِّدُهَا ﴿٤٣٥﴾

فرمایا ہے، ان نعمتوں میں سے جو تو بخشتا ہے، اور ان نعمتوں میں سے کہ جو جاری و مستمر ہیں

وَبَلِيَّةٍ تَصْرِفُهَا ﴿٤٣٦﴾ وَكُرْبَةٍ تَكْشِفُهَا ﴿٤٣٧﴾ وَدَعْوَةٍ تَسْمَعُهَا ﴿٤٣٨﴾

اور ان بلاؤں سے کہ جنہیں تو دور کرتا ہے، اور ان مصیبتوں سے کہ جنہیں تو دور کرتا ہے، اور اس دعاء سے کہ

وَحَسَنَةٍ تَتَقَبَّلُهَا ﴿٤٣٩﴾ وَسَيِّئَةٍ تَتَغَمَّدُهَا ﴿٤٤٠﴾ إِنَّكَ لَطِيفٌ بِمَا

جسے تو سنتا ہے، اور اس نیکی سے کہ جسے تو قبول کرتا ہے، اور اس برائی سے کہ جس کی تو پردہ پوشی فرماتا ہے

تَشَاءُ خَبِيرٌ ﴿٤٤١﴾ وَعَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٤٤٢﴾ اللَّهُمَّ إِنَّكَ أَقْرَبُ

بیشک تو بڑا باریک بین اور جس چیز سے چاہے باخبر ہے، اور ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، خدایا تو ان سب میں

مَنْ دُعِيَ ﴿٤٤٣﴾ وَأَسْرَعُ مَنْ أَجَابَ ﴿٤٤٤﴾ وَأَكْرَمُ مَنْ عَفَىٰ ﴿٤٤٥﴾

قریب ہے کہ جن سے دعاء کی جائے[1]، اور ہر ایک سے جلد جواب دینے والا ہے[1]، اور معاف کرنے

---

[1]- اس ضمن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ اور (اے حبیب!) جب میرے بندے آپ سے میری نسبت سوال کریں تو (بتا دیا کریں کہ) میں نزدیک ہوں (بقرہ، آیت ۱۸۶) ایک اور مقام پر فرمایا: وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ اور ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں (ق، آیت ۱۶)، اسی طرح تیسرے مقام پر فرمایا: وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنكُمْ وَلَٰكِن لَّا تُبْصِرُونَ اور ہم اس (مرنے والے) سے تمہاری نسبت زیادہ قریب ہوتے ہیں لیکن تم (ہمیں) دیکھتے نہیں ہو (واقعہ، آیت ۸۵)۔

وَأَوْسَعُ مَنْ أَعْطَىٰ ﴿٤٤٦﴾ وَأَسْمَعُ مَنْ سُئِلَ ﴿٤٤٧﴾ يَا رَحْمَانَ الدُّنْيَا

والوں میں سب سے زیادہ کریم ہے، اور عطا کرنے والوں میں سب سے زیادہ وسیع ہے، اور سوال کئے

وَالْآخِرَةِ وَرَحِيمَهُمَا ﴿٤٤٨﴾ لَيْسَ كَمِثْلِكَ مَسْؤُولٌ ﴿٤٤٩﴾ وَلَا سِوَاكَ

جانے والوں میں سے سب سے زیادہ سننے والا ہے، اے دنیا و آخرت کے رحمان، اور دونوں (مقامات)

مَأْمُولٌ ﴿٤٥٠﴾ دَعَوْتُكَ فَأَجَبْتَنِي ﴿٤٥١﴾ وَسَأَلْتُكَ فَأَعْطَيْتَنِي ﴿٤٥٢﴾

کے رحیم، تیرے مثل کوئی نہیں کہ جس سے سوال کیا جائے اور نہ ہی تیرے سوا کسی سے امید کی جا سکتی

وَرَغِبْتُ إِلَيْكَ فَرَحِمْتَنِي ﴿٤٥٣﴾ وَوَثِقْتُ بِكَ فَنَجَّيْتَنِي ﴿٤٥٤﴾

ہے، میں نے تجھے پکارا تو تونے جواب دیا، اور جب مانگا تو تونے عطا کیا اور جب تیری طرف رغبت کی تو

وَفَزِعْتُ إِلَيْكَ فَكَفَيْتَنِي ﴿٤٥٥﴾ أَللَّهُمَّ فَصَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ

تونے رحم فرمایا، اور تجھ پر اعتماد کیا تو تونے نجات عطا کی، اور تیری بارگاہ میں فریاد کی تو تو میرے لئے کافی ہوا

وَرَسُولِكَ وَنَبِيِّكَ وَعَلَىٰ آلِهِ الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ أَجْمَعِينَ

پس اے پروردگار تیرے عبد و رسول و نبی محمدؐ اور ان کی طیب و طاہر تمام آلؑ پر درود نازل فرما[2]

---

[1]- آیۂ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ (میں پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں) کی طرف اشارہ ہے (بقرہ، آیت ۱۸۶)۔

[2]- طیب و طاہر آل سے مراد وہ اہلبیتؑ ہیں کہ جن کی طہارت کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا بس اللہ کا ارادہ یہ ہے اے اہلبیتؑ کہ تم سے ہر برائی کو دور رکھے اور اس طرح پاک و پاکیزہ رکھے جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے (احزاب، آیت ۳۳)۔

وَتَمِّمْ لَنَا نَعْمَاءَكَ ﴿۴۵۶﴾ وَهَنِّئْنَا عَطَاءَكَ ﴿۴۵۷﴾ وَاكْتُبْنَا لَكَ ﴿۴۵۸﴾

اور ہمارے لئے اپنی نعمتوں کو کامل فرما[1]، اور تیری عطا میں ہمارے لئے رحمت و آسانی قرار دے، اور ہمارا

شَاكِرِينَ ﴿۴۵۹﴾ وَلِآلَائِكَ ذَاكِرِينَ ﴿۴۶۰﴾ آمِينَ آمِينَ رَبَّ

نام تیرے شکر کرنے والوں اور تیری نعمتوں کو یاد کرنے والوں میں لکھ دے[2]، قبول فرما، قبول فرما، اے

الْعَالَمِينَ ﴿۴۶۱﴾ اَللّٰهُمَّ يَا مَنْ مَلَكَ فَقَدَرَ ﴿۴۶۲﴾ وَقَدَرَ فَقَهَرَ ﴿۴۶۳﴾ وَعُصِيَ

عالمین کے پروردگار، خدایا اے وہ کہ جو مالک ہوا تو قادر بھی ہوا[3]، اور جب قادر ہوا تو قاہر و غالب بھی ہوا اور

فَسَتَرَ ﴿۴۶۴﴾ وَاسْتُغْفِرَ فَغَفَرَ ﴿۴۶۵﴾ يَا غَايَةَ الطَّالِبِينَ الرَّاغِبِينَ ﴿۴۶۶﴾

جب اس کی معصیت کی گئی تو اس نے پردہ پوشی کی، اور جب اس سے مغفرت طلب کی گئی تو اس نے

وَمُنْتَهَىٰ أَمَلِ الرَّاجِينَ ﴿۴۶۷﴾ يَا مَنْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿۴۶۸﴾

معاف فرمایا، اے مانگنے اور رغبت رکھنے والوں کی منزل، اور امید رکھنے والوں کا منتہیٰ، اے وہ کہ جس کا علم

---

[1]- دنیوی نعمتوں کے اکمال کے ساتھ ساتھ دینی نعمت کا اکمال بھی ضروری ہے اور دینی نعمت کا اکمال ولایت علیؑ ابن ابی طالب پر ثابت قدم رہنا ہے، اسی لئے بعد از اعلان ولایت علیؑ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کردیا ہے اور اپنی نعمتوں کو تمام کردیا ہے اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسندیدہ بنادیا ہے (مائدہ، آیت ۳)۔

[2]- اللہ تعالیٰ کے نزدیک شکر کرنے والوں کا بلند مقام ہے جن کی جزاء کے بارے میں باری تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ اور ہم عنقریب شکرگزاروں کو ان کی جزا دیں گے (آل عمران، آیت ۱۴۴)۔

[3]- اسی مطلب کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں فرمایا: تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ بابرکت ہے وہ ذات جس کے ہاتھوں میں سارا ملک ہے اور وہ ہر شے پر قادر و مختار ہے (ملک، آیت ۱)۔

وَوَسِعَ الْمُسْتَقِيلِينَ رَأْفَةً وَرَحْمَةً وَحِلْمًا ﴿٤٦٩﴾ اَللّٰهُمَّ إِنَّا

ہر شی پر محیط ہے[1]، اور جس کی مہربانی و رحمت و علم (بردباری) عذر خواہوں پر وسیع ہے، خدایا ہم اس

نَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ فِي هٰذِهِ الْعَشِيَّةِ الَّتِي شَرَّفْتَهَا وَعَظَّمْتَهَا

شام کے وقت تیری بارگاہ میں حاضر ہوئے ہیں وہ شام کہ جسے تونے شرافت و عظمت عطا کی ہے محمدؐ

بِمُحَمَّدٍ نَبِيِّكَ وَرَسُولِكَ ﴿٤٧٠﴾ وَخِيَرَتِكَ مِنْ خَلْقِكَ ﴿٤٧١﴾

کے ذریعہ کہ جو تیرے نبیؐ، رسولؐ اور تیری مخلوق میں بہترین

وَأَمِينِكَ عَلَى وَحْيِكَ ﴿٤٧٢﴾ اَلْبَشِيرِ النَّذِيرِ ﴿٤٧٣﴾ اَلسِّرَاجِ الْمُنِيرِ

اور تیری وحی پر امین[2]، بشارت دینے والے، ڈرانے والے، روشن وتابندہ چراغ ہیں[3]

﴿٤٧٤﴾ الَّذِي أَنْعَمْتَ بِهِ عَلَى الْمُسْلِمِينَ ﴿٤٧٥﴾ وَجَعَلْتَهُ رَحْمَةً

جن کے ذریعے تونے مسلمانوں پر نعمتیں نازل کیں، اور انہیں عالمین کے لئے رحمت بنایا[1]

---

[1]- آیۂ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا (اور بیشک اللہ کا علم تمام اشیاء پر محیط ہے) کی طرف اشارہ ہے (طلاق، آیت ۱۲)۔

[2]- آیۂ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ (بیشک میں تمہارے لئے ایک امانت دار پیغمبر ہوں) کی طرف اشارہ ہے (دخان، آیت ۱۸)۔

[3]- امام عالی مقام نے قرآن مجید کی اس آیت کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ جس میں باری تعالیٰ نے فرمایا: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا اے پیغمبر ہم نے آپ کو گواہ، بشارت دینے والا عذاب الٰہی سے ڈرانے والا اور خدا کی طرف اس کی اجازت سے دعوت دینے والا اور روشن چراغ بناکر بھیجا ہے (احزاب، آیت ۴۵-۴۶)۔

لِلْعَالَمِينَ ﴿۴۷۶﴾ أَللّٰهُمَّ فَصَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا مُحَمَّدٌ أَهْلٌ

خدایا محمدؐ وآل محمدؐ پر درود نازل فرما ایسا درود کہ جس کے محمدؐ تیری جانب سے اہل ہیں

لِذَالِكَ مِنْكَ ﴿۴۷۷﴾ يَا عَظِيمُ فَصَلِّ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ الْمُنْتَجَبِينَ

اے صاحب عظمت انؐ پر اور انؐ کی برگزیدہ طیب و طاہر تمام آل پر درود نازل فرما

الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ أَجْمَعِينَ ﴿۴۷۸﴾ وَتَغَمَّدْنَا بِعَفْوِكَ عَنَّا

اور اپنی عفو و بخشش کے ذریعے ہماری پردہ پوشی فرما

فَإِلَيْكَ عَجَّتِ الْأَصْوَاتُ ﴿۴۷۹﴾ بِصُنُوفِ اللُّغَاتِ ﴿۴۸۰﴾ فَاجْعَلْ

پس (مخلوقات کی) تمام صدائیں مختلف زبانوں میں تیری ہی بارگاہ میں فریادی ہیں

لَنَا أَللّٰهُمَّ فِي هَـٰذِهِ الْعَشِيَّةِ نَصِيبًا مِنْ كُلِّ خَيْرٍ تَقْسِمُهُ

پس اے خدا تو اس شام کے وقت ہمارے لئے قرار دے ہر اس خیر میں سے ایک حصہ کہ جو تو اپنے بندوں

بَيْنَ عِبَادِكَ ﴿۴۸۱﴾ وَنُورٍ تَهْدِي بِهِ وَرَحْمَةٍ تَنْشُرُهَا ﴿۴۸۲﴾

میں تقسیم کرتا ہے، اور اس نور کا حصہ کہ جس کے ذریعے تو ہدایت کرتا ہے، اور اس رحمت سے کہ جسے تو

---

[1]- آیۂ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (اے رسولؐ ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر عالمین کے لئے رحمت بنا کر) کی طرف اشارہ ہے (انبیاء، آیت ۱۰۷)۔

وَبَرَكَةٍ تُنْزِلُهَا ﴿٤٨٣﴾ وَعَافِيَةٍ تُجَلِّلُهَا ﴿٤٨٤﴾ وَرِزْقٍ تَبْسُطُهُ يَا

عام کرتا ہے[1]، اور اس برکت سے کہ جسے تو نازل فرماتا ہے، اور اس عافیت سے کہ جسے تو عطا کرتا ہے، اور

أَرْحَمَ ٱلرَّاحِمِينَ ﴿٤٨٥﴾ أَللَّهُمَّ أَقْلِبْنَا فِي هَذَا ٱلْوَقْتِ مُنْجِحِينَ

اس رزق سے کہ جسے تو وسعت دیتا ہے[2]، اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے[3]، خدایا ہمیں اس

﴿٤٨٦﴾ مُفْلِحِينَ مَبْرُورِينَ غَانِمِينَ ﴿٤٨٧﴾ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنَ ٱلْقَانِطِينَ ﴿٤٨٨﴾

وقت ایک اور مرتبہ نجات یافتہ، فلاح یافتہ، نیکوکار اور فائدہ مند لوگوں میں قرار دے اور ہمیں مایوس ہونے

وَلَا تُخْلِنَا مِنْ رَحْمَتِكَ ﴿٤٨٩﴾ وَلَا تَحْرِمْنَا مَا نُؤَمِّلُهُ مِنْ فَضْلِكَ

والوں میں قرار نہ دے، اور اپنی رحمت سے ہم کو بے بہرہ نہ فرما، اور جس چیز کی ہم تیرے فضل سے امید

---

[1] - آیۂ وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِن بَعْدِ مَا قَنَطُوا وَيَنشُرُ رَحْمَتَهُ (وہی وہ ہے جو ان کے مایوس ہوجانے کے بعد بارش کو نازل کرتا ہے اور اپنی رحمت کو منتشر کرتا ہے) کی طرف اشارہ ہے (شوری، آیت ۲۸)۔

[2] - اللہ تبارک وتعالٰی انسانوں کو ان کی فلاح و بہبودی کے لئے بقدر ضرورت رزق عطا فرماتا ہے اور بعض کو رزق میں وسعت دیتا ہے، اس تنگی وفراخی کی وجہ کے متعلق قرآن مجید میں فرماتا ہے: وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَبَغَوْا فِي الْأَرْضِ وَلَٰكِن يُنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَاءُ ۚ إِنَّهُ بِعِبَادِهِ خَبِيرٌ بَصِيرٌ اور اگر خدا تمام بندوں کے لئے رزق کو وسیع کردیتا ہے تو یہ لوگ زمین میں بغاوت کردیتے مگر وہ اپنی مشیت کے مطابق معینہ مقدار میں نازل کرتا ہے کہ وہ اپنے بندوں سے خوب باخبر ہے اوران کے حالات کا دیکھنے والا ہے (شوری، آیت ۲۷)، اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا: إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا تمہارا پروردگار جس کے لئے چاہتا ہے رزق کو وسیع یا تنگ بنا دیتا ہے وہ اپنے بندوں کے حالات کا خوب جاننے والا اور دیکھنے والا ہے (اسراء، آیت ۳۰)۔

[3] - آیۂ فَاللَّهُ خَيْرٌ حَافِظًا ۖ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ (پس خدا بہترین حفاظت کرنے والا ہے اور وہی سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے) کی طرف اشارہ ہے (یوسف، آیت ٦۴)۔

﴿۴۹۰﴾ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْ رَحْمَتِكَ مَحْرُومِينَ ﴿۴۹۱﴾ وَلَا لِفَضْلِ مَا نُؤَمِّلُهُ

لگائے ہیں اس سے ہمیں محروم نہ فرما، اور ہمیں اپنی رحمت سے محروم ہونے والوں میں قرار نہ دے

مِنْ عَطَائِكَ قَانِطِينَ ﴿۴۹۲﴾ وَلَا تَرُدَّنَا خَائِبِينَ ﴿۴۹۳﴾ وَلَا مِنْ

اور اپنی عطاء میں اضافہ کی امید سے ہمیں نا امید نہ فرما، اور ہمیں بغیر آرزو کے خالی ہاتھ واپس نہ لوٹا، اور نہ ہی

بَابِكَ مَطْرُودِينَ ﴿۴۹۴﴾ يَا أَجْوَدَ الْأَجْوَدِينَ ﴿۴۹۵﴾ وَأَكْرَمَ

اپنے دروازے سے خالی واپس فرما، اے سب سے زیادہ سخی، اور سب سے بڑے کرم کرنے والے

الْأَكْرَمِينَ ﴿۴۹۶﴾ إِلَيْكَ أَقْبَلْنَا مُوقِنِينَ ﴿۴۹۷﴾ وَلِبَيْتِكَ الْحَرَامِ

ہم نے یقین کے ساتھ تیرے در کا رخ کیا ہے، اور تیرے محترم گھر کی دعوت پر لبیک کہہ کر اس کی زیارت

آمِّينَ قَاصِدِينَ ﴿۴۹۸﴾ فَأَعِنَّا عَلَىٰ مَنَاسِكِنَا ﴿۴۹۹﴾ وَأَكْمِلْ لَنَا حَجَّنَا ﴿۵۰۰﴾

کا قصد کیا ہے، پس تو مناسک (حج) کی ادائیگی پر ہماری مدد فرما، اور ہمارے لئے ہمارے حج کو کامل فرما

وَاعْفُ عَنَّا وَعَافِنَا ﴿۵۰۱﴾ فَقَدْ مَدَدْنَا إِلَيْكَ أَيْدِيَنَا ﴿۵۰۲﴾

اور ہم سے درگزر فرما اور ہمیں عافیت عطا فرما، ہم نے تیری جانب اپنے ہاتھ پھیلائے ہیں

فَهِيَ بِذِلَّةِ الْاِعْتِرَافِ مَوْسُومَةٌ ﴿۵۰۳﴾ أَللّٰهُمَّ فَأَعْطِنَا فِي

کہ جو اعتراف گناہ کی ذلت کی نشاندہی کرتے ہیں[1]، پس اے خدا تو اس شام کے وقت ہمیں عطاء فرما

[1]- گرچہ گناہ کا اعتراف ذلت کی نشانی ہے، جیسے خود گناہ کرنا بھی ذلت ہے، لیکن توبہ کے لئے اللہ کی بارگاہ میں اعتراف گناہ ذلت کے بجائے باعث عزت ہے۔

هَذِهِ الْعَشِيَّةِ مَا سَأَلْنَاكَ ﴿٥٠٤﴾ وَاكْفِنَا مَا اسْتَكْفَيْنَاكَ

ہر اس چیز سے کہ جس کا ہم نے تجھ سے سوال کیا ہے، اور جس چیز کی کفایت چاہی ہے تو اس میں ہمارے

فَلَا كَافِيَ لَنَا سِوَاكَ ﴿٥٠٥﴾ وَلَا رَبَّ لَنَا غَيْرُكَ ﴿٥٠٦﴾ نَافِذٌ فِينَا

لئے کافی ہوجا[1]، چونکہ تیرے علاوہ کوئی کافی ہونے والا نہیں، اور نہ ہی تیرے علاوہ ہمارا کوئی پروردگار ہے

حُكْمُكَ ﴿٥٠٧﴾ مُحِيطٌ بِنَا عِلْمُكَ ﴿٥٠٨﴾ عَدْلٌ فِينَا قَضَاؤُكَ ﴿٥٠٩﴾

تیرا حکم ہم پر نافذ ہے، تیرا علم ہم پر محیط ہے، ہمارے متعلق تیرا فیصلہ عدالت پر استوار ہے

إِقْضِ لَنَا الْخَيْرَ ﴿٥١٠﴾ وَاجْعَلْنَا مِنْ أَهْلِ الْخَيْرِ ﴿٥١١﴾ أَللَّهُمَّ

تو ہمارے لئے نیکی و خیر کو مقدر فرما، اور ہمیں اہل خیر میں قرار دے، خدایا اپنے جود و کرم کے ذریعے

أَوْجِبْ لَنَا بِجُودِكَ عَظِيمَ الْأَجْرِ ﴿٥١٢﴾ وَكَرِيمَ الذُّخْرِ ﴿٥١٣﴾

ہمارے لئے عظیم اجر اور کریم ذخیرہ اور دائمی آسائش کو واجب قرار دے

وَدَوَامَ الْيُسْرِ ﴿٥١٤﴾ وَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا أَجْمَعِينَ ﴿٥١٥﴾ وَلَا تُهْلِكْنَا

اور ہمارے لئے ہمارے تمام گناہوں کو بخش دے، اور ہمیں ہلاک ہونے والوں کے ساتھ

---

[1]- اللہ ہر ایک کے لئے کافی ہے، اسی لئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس مطلب کو سوالیہ انداز میں بیان فرمایا ہے: أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ کیا خدا اپنے بندوں کے لئے کافی نہیں ہے (زمر، آیت ٦٣)، اور اس سوال کے جواب میں ایک اور مقام پر فرمایا: فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ تو عنقریب ان کے مقابلہ میں اللہ تمہارے لئے کافی ہوگا اور وہ بڑا سننے والا، بڑا جاننے والا ہے (بقرہ، آیت ١٣٧)۔

مَعَ الْهَالِكِينَ ﴿۵۱۶﴾ وَلَا تَصْرِفْ عَنَّا رَأْفَتَكَ وَرَحْمَتَكَ

ہلاک نہ فرما، اور ہم سے اپنی مہربانی و رحمت کو دور نہ فرما

يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ﴿۵۱۷﴾ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا فِي هٰذَا الْوَقْتِ مِمَّنْ

اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے، خدایا مجھے اس وقت اس شخص کی مانند قرار دے کہ جس نے جب

سَأَلَكَ فَأَعْطَيْتَهُ ﴿۵۱۸﴾ وَشَكَرَكَ فَزِدْتَهُ ﴿۵۱۹﴾ وَتَابَ إِلَيْكَ

تجھ سے سوال کیا تو تو نے عطا کیا، اور جب شکر کیا تو تو نے (نعمت میں) اضافہ فرمایا، اور جب تیری بارگاہ

فَقَبِلْتَهُ ﴿۵۲۰﴾ وَتَنَصَّلَ إِلَيْكَ مِنْ ذُنُوبِهِ كُلِّهَا فَغَفَرْتَهَا لَهُ

میں توبہ کی تو تو نے قبول فرمایا، اور جب اپنے تمام گناہوں سے تیری بارگاہ میں برائت کا اظہار کیا تو تو نے ان

يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ﴿۵۲۱﴾ اَللّٰهُمَّ وَنَقِّنَا وَسَدِّدْنَا ﴿۵۲۲﴾ وَاقْبَلْ

گناہوں کو بخش دیا، اے صاحب جلالت اور بزرگی والے[1]، خدایا ہمیں پاکیزہ اور (دین میں) قوی فرما، اور

تَضَرُّعَنَا ﴿۵۲۳﴾ يَا خَيْرَ مَنْ سُئِلَ ﴿۵۲۴﴾ وَيَا أَرْحَمَ مَنِ اسْتُرْحِمَ ﴿۵۲۵﴾

ہمارے تضرع کو قبول فرما[2]، اے وہ بہترین ذات کہ جس سے سوال کیا جائے، اے سب سے زیادہ رحم

---

[1]- آیۂ تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (بابرکت ہے تمہارے پروردگار کا نام جو بڑی عظمت اور کرامت والا ہے رحمن، آیت ۷۸۔) کی طرف اشارہ ہے۔

[2]- یہاں تضرع کے قبول کرنے سے ایک معنی اس حاجت کو قبول کرنے کے ہیں کہ جو خضوع و تواضع کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کی جاتی ہے۔

يَا مَنْ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ إِغْمَاضُ الْجُفُونِ ﴿٥٢٦﴾ وَلَا لَحْظُ الْعُيُونِ

کرنے والی ذات کہ جس سے رحم کی درخواست کی جائے، اے وہ خدا کہ جس سے پلکوں کی آپس کی ملاقات

﴿٥٢٧﴾ وَلَا مَا اسْتَقَرَّ فِي الْمَكْنُونِ ﴿٥٢٨﴾ وَلَا مَا انْطَوَتْ عَلَيْهِ

مخفی نہیں اور نہ ہی گوشۂ چشم کا اشارہ مخفی ہے، اور نہ وہ اس سے پوشیدہ ہے کہ جو دل میں چھپا ہوا ہے[1]

مُضْمَرَاتُ الْقُلُوبِ ﴿٥٢٩﴾ أَلَا كُلُّ ذَٰلِكَ قَدْ أَحْصَاهُ عِلْمُكَ

اور نہ ہی وہ کہ جس پر دلوں کے راز مشتمل ہیں، بیشک ان میں سے ہر چیز کو تیرے علم نے احصاء کیا ہے

﴿٥٣٠﴾ وَوَسِعَهُ حِلْمُكَ ﴿٥٣١﴾ سُبْحَانَكَ وَتَعَالَيْتَ عَمَّا يَقُولُ الظَّالِمُونَ

اور تیرا حلم ان سب پر حاوی ہے، تو پاک اور برتر ہے اس بات سے کہ جو ظالمین کہتے ہیں اور یہ برتری بہت

عُلُوًّا كَبِيرًا ﴿٥٣٢﴾ تُسَبِّحُ لَكَ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرَضُونَ

عظیم ہے، ساتوں آسمانوں اور زمینوں اور ان میں موجود تمام مخلوقات تیری تسبیح کرتے ہیں اور کوئی شی

وَمَنْ فِيهِنَّ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ ﴿٥٣٣﴾ فَلَكَ

نہیں کہ جو تیری ستائش کے ساتھ تیری تسبیح نہ کرتی ہو[2]، پس تمام تعریفیں، عزت و رفعت

---

[1]- اس آیت کی طرف اشارہ ہے کہ جس میں باری تعالیٰ نے فرمایا: وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ اور یقیناً آپ کا پروردگار خوب جانتا ہے اسے جو ان کے سینے چھپائے ہوئے ہیں اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں (نمل، آیت ۷۴)۔

[2]- سورۂ اسراء کی آیت ۴۴ کی طرف اشارہ ہے کہ جس میں باری تعالیٰ نے فرمایا: تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَن فِيهِنَّ ۚ وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَٰكِن لَّا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ ۗ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ساتوں آسمان اور زمین اور

أَلْحَمْدُ وَالْمَجْدُ ﴿٥٣٤﴾ وَعُلُوُّ الْجَدِّ ﴿٥٣٥﴾ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ﴿٥٣٦﴾

اور عظمت و جلالت تیرے ہی لئے ہیں، اے جلالت و بزرگی والے

وَالْفَضْلِ وَالْإِنْعَامِ ﴿٥٣٧﴾ وَالْأَيَادِي الْجِسَامِ ﴿٥٣٨﴾ وَأَنْتَ

اور (اے) فضل واحسان اور عظیم نعمتوں والے

الْجَوَادُ الْكَرِيمُ ﴿٥٣٩﴾ الرَّؤُوفُ الرَّحِيمُ ﴿٥٤٠﴾ أَللَّهُمَّ أَوْسِعْ عَلَيَّ

تو سخی، کرم کرنے والا، مہربان اور رحم کرنے والا ہے، خدایا اپنے رزق حلال سے میرے رزق میں وسعت

مِنْ رِزْقِكَ الْحَلَالِ ﴿٥٤١﴾ وَعَافِنِي فِي بَدَنِي وَدِينِي ﴿٥٤٢﴾

عطا فرما، اور مجھے میرے بدن اور دین میں عافیت عطا فرما

وَآمِنْ خَوْفِي ﴿٥٤٣﴾ وَأَعْتِقْ رَقَبَتِي مِنَ النَّارِ ﴿٥٤٤﴾

اور میرے خوف کو امن سے بدل دے، اور جہنم کی آگ سے مجھے آزاد فرما

أَللَّهُمَّ لَا تَمْكُرْ بِي ﴿٥٤٥﴾ وَلَا تَسْتَدْرِجْنِي ﴿٥٤٦﴾ وَلَا تَخْدَعْنِي

خدایا اپنے مکر کا مجھے نشانہ نہ بنا[1]، اور آہستہ آہستہ گناہوں میں اضافے کے بعد ناگہانی عذاب میں مبتلا

جو کوئی بھی ان میں موجود ہیں اس کی تسبیح کرتے ہیں اور کوئی بھی چیز ایسی نہیں ہے جو حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کرتی ہو، لیکن تم ان کی تسبیح کو سمجھتے نہیں ہو بے شک وہ بڑا بردبار، بڑا بخشنے والا ہے۔

[1]- یعنی میرے گناہوں کے عوض ان راستوں سے مجھ پر عذاب نازل نہ فرما کہ جن کا میں تصور و گمان بھی نہیں کر سکتا۔

﴿۵۴۷﴾ وَادْرَءْ عَنِّي شَرَّ فَسَقَةِ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ ﴿۵۴۸﴾ يَا أَسْمَعَ

نہ فرما[1]، اور مجھے دھوکے میں نہ رہنے دے[2]، اور مجھ سے جنات اور انسانی فاسقوں کے شر کو دور فرما

السَّامِعِينَ ﴿۵۴۹﴾ يَا أَبْصَرَ النَّاظِرِينَ ﴿۵۵۰﴾ وَيَا أَسْرَعَ الْحَاسِبِينَ

[3]اے سب سننے والوں سے زیادہ سننے والے[4]، اے سب سے زیادہ دیکھنے والے، اے سب سے جلد

﴿۵۵۱﴾ وَيَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ﴿۵۵۲﴾ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ السَّادَةِ

حساب کرنے والے، اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے، درود نازل فرما محمدؐ اور ان کی آلؑ پر جو سردار اور

---

[1]- استدراج وہ عمل ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ گناہگاروں کو مہلت دیتا ہے تاکہ ان کے گناہوں میں اضافہ ہو اور وہ ان سے نعمتوں کو بھی سلب نہیں کرتا یہاں تک کہ یکبارگی ان کو گرفت میں لے کر ان پر عذاب نازل فرماتا ہے، اس ضمن میں قرآن مجید کی یہ دو آیات قابل ملاحظہ ہیں: وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُم مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ اور جن لوگوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا ہم انہیں بتدریج (آہستہ آہستہ) ان کے انجام بد کی طرف لے جائیں گے کہ انہیں اس کی خبر تک نہ ہوگی (اعراف، آیت ۱۸۲)، فَذَرْنِي وَمَن يُكَذِّبُ بِهَٰذَا الْحَدِيثِ ۖ سَنَسْتَدْرِجُهُم مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ تواب مجھے اور اس بات کے جھٹلانے والوں کو چھوڑ دو ہم عنقریب انہیں اس طرح گرفتار کریں گے کہ انہیں اندازہ بھی نہ ہوگا (قلم، آیت ۴۴)۔

[2]- منافقین سمجھتے تھے کہ وہ خدا کو دھوکا دے رہے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ اللہ ہے کہ جو انہیں دھوکا دے رہا ہے، اس ضمن میں خداوند عالم نے فرمایا: إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ منافق (بزعم خود) خدا کو دھوکہ دے رہے ہیں حالانکہ وہ (خدا) انہیں دھوکے میں رکھ رہا ہے (نساء، آیت ۱۴۲)۔

[3]- اس موقع پر امام حسین علیہ السلام نے اپنے سر اور آنکھوں کو آسمان کی طرف بلند کیا، اس حال میں آپ کے آنکھوں سے آنسو رواں تھے جس کے بعد آپ نے بلند آواز سے فرمایا: یا اسمع السامعین یا ابصر الناظرین۔۔۔

[4]- یہاں سننے والے سے مراد حاجت قبول کرنے والے کے ہیں۔

ٱلْمَيَامِينَ ﴿٥٥٣﴾ وَأَسْأَلُكَ ٱللَّهُمَّ حَاجَتِيَ ٱلَّتِي إِنْ أَعْطَيْتَنِيهَا لَمْ

صاحب برکت ہیں، اور اے خدا میں تجھ سے اپنی اس حاجت کو طلب کرتا ہوں کہ اگر تو مجھے وہ حاجت عطا

يَضُرَّنِي مَا مَنَعْتَنِي ﴿٥٥٤﴾ وَإِنْ مَنَعْتَنِيهَا لَمْ يَنْفَعْنِي مَا أَعْطَيْتَنِي

کردے تو جس چیز سے بھی مجھے محروم رکھے وہ مجھے نقصان نہ پہنچائے گی، اور اگر اس حاجت کو پورا نہ فرمائے

﴿٥٥٥﴾ أَسْأَلُكَ فَكَاكَ رَقَبَتِي مِنَ ٱلنَّارِ ﴿٥٥٦﴾ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنْتَ

تو پھر جو کچھ عطا فرمائے گا اس کا فائدہ نہ ہوگا[1]، (اور وہ حاجت یہ ہے کہ) میں تجھ سے جہنم کی آگ سے

وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ ﴿٥٥٧﴾ لَكَ ٱلْمُلْكُ وَلَكَ ٱلْحَمْدُ وَأَنْتَ عَلَىٰ

آزادی کا سوال کرتا ہوں، تیرے علاوہ کوئی خدا نہیں، تو اکیلا ہے کہ جس کا کوئی شریک نہیں، حکومت و

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٥٥٨﴾ يَا رَبُّ يَا رَبُّ يَا رَبُّ ﴿٥٥٩﴾

بادشاہت اور حمد تیرے لئے ہے، اور تو ہر چیز پر قادر و توانا ہے، اے رب، اے رب، اے رب[2]

[1]- اس مقام پر سائل اللہ سے خاص دعاء کا طلب گار ہے، جس کی بناء پر وہ کہہ رہا ہے کہ اگر تو میری خاص حاجت کو قبول فرمائے تو دیگر حاجات کہ جس کو تو نے قبول نہیں کیا اس کی مجھے پرواہ نہیں، لیکن اگر تو نے میری خاص حاجت کو پورا نہ فرمایا تو جو دیگر حاجتیں پوری کی ہیں اس کا کوئی فائدہ نہیں، یہ عبد اور معبود میں راز و نیاز کا ایک خاص انداز ہے کہ جس میں بندہ اپنے رب سے خاص حاجت کے پورا ہونے پر ان الفاظ کے ذریعے اصرار کرتا ہے۔

[2]- راوی کہتا ہے کہ اس مقام پر امام حسین علیہ السلام مکرر طور یارب کہتے گئے، اور جو لوگ اس پوری دعاء میں امام عالی مقام کے ساتھ شریک تھے وہ صرف دعاء کو سن کر آمین کہتے تھے، اس وقت تمام اصحاب کی امام حسین علیہ السلام کے ساتھ گریہ وبکاء میں آواز بلند ہوئی، یہاں تک کے سورج غروب کرگیا، جس کے بعد لوگ مشعر الحرام کی طرف روانہ ہوئے۔



شمارۂ دعاء: ۲۔ ملحق دعاء عرفہ [1] ۱۲۶ جملے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے کہ جو رحمٰن و رحیم ہے

إِلٰهِي أَنَا الْفَقِيرُ فِي غِنَايَ ﴿۱﴾ فَكَيْفَ لَا أَكُونُ فَقِيرًا فِي

خدایا میں اپنے غنی ہونے میں فقیر ہوں، تو اپنے فقر میں کیونکر فقیر نہ ہوؤں گا[1]، خدایا میں (تیرے وجود و

[1]- کفعمی نے دعاء عرفہ امام حسین علیہ السلام کو بلد الامین میں یہیں تک (یارب یارب یارب تک) ذکر کیا ہے، لیکن سید ابن طاوس نے اقبال میں یارب یارب یارب کے بعد ملحق دعاء عرفہ کو تحریر کیا ہے، جس کا قدیم کتبِ ادعیہ میں کسی بھی مقام پر ذکر نہیں ہے لہذا علامہ مجلسی اور دیگر علماء متقدمین کے نزدیک ملحق دعاء عرفہ کا امام حسین علیہ السلام سے منسوب ہونا مندرجہ ذیل مختلف وجوہات کی بناء پر غیر یقینی ہے۔

۱۔ اس دعاء کا کسی بھی قدیم کتب ادعیہ میں موجود نہ ہونا۔ ۲۔ علماء اعلام کا اسے امام حسین علیہ السلام سے منسوب نہ جاننا۔ ۳۔ اس میں بہت سے جملوں کا فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے دعائے عرفہ کے جملوں کے معیار پر نہ ہونا۔

لہذا قارئین کرام صرف ترجمہ ہی کے ذریعے اس بات کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ملحق دعاء عرفہ خود دعاء عرفہ کے جملات اور معانی سے کس قدر مختلف ہے، لیکن چونکہ یہ دعاء ابن طاوس نے اقبال میں ذکر کی ہے لہذا ہم بھی اسی سند کے تحت ملحق دعاء عرفہ کو اس مقام پر ذکر کرتے ہیں۔ واللہ العالم بحقائق الامور۔

فَقْرِي ﴿۲﴾ إِلَٰهِي أَنَا الْجَاهِلُ فِي عِلْمِي ﴿۳﴾ فَكَيْفَ لَا أَكُونُ

عظمت کے بارے میں) اپنے علم کے باوجود (تیری کنہ حقیقت سے) ناآگاہ ہوں پس اگر کچھ بھی نہ جانتا تو

جَهُولًا فِي جَهْلِي ﴿۴﴾ إِلَٰهِي إِنَّ اخْتِلَافَ تَدْبِيرِكَ ﴿۵﴾ وَسُرْعَةَ

میری ناآگاہی کی کیا کیفیت ہوتی [2]، اے میرے معبود، بیشک تیری تدبیر کا تبدیل ہونا اور تیرے مقدرات

طَوَاءِ مَقَادِيرِكَ ﴿۶﴾ مَنَعَا عِبَادَكَ الْعَارِفِينَ بِكَ عَنِ السُّكُونِ إِلَىٰ

کے سریع تحوّل نے تیرے عارف بندوں کو عطاء پر سکون اور بلاء میں ناامیدی سے روک دیا ہے [3]

عَطَاءٍ ﴿۷﴾ وَالْيَأْسِ مِنْكَ فِي بَلَاءٍ ﴿۸﴾ إِلَٰهِي مِنِّي مَا يَلِيقُ بِلُؤْمِي

خدایا مجھ سے موجبِ ملامت عمل سرزد ہونے کے امکان کے باوجود تجھ سے اس چیز کی امید

---

[1]- اس جملے میں تاکید ہے کہ انسان ہر حال میں اللہ کی بارگاہ میں فقیر ہے، چاہے وہ مالدار ہو یا فقیر، چونکہ ہر صورت میں انسان اللہ تعالی کی عنایت وکرم کا محتاج ہے۔

[2]- یعنی انسان عالم ہونے کے ساتھ ساتھ جاہل بھی ہے چونکہ دنیا میں ہر عالم ایک جہت سے عالم اور دوسری جہت سے جاہل ہے چونکہ جس فن میں انسان ماہر ہو اس فن میں وہ عالم اور دیگر تمام علوم میں جاہل ہوگا، صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات وہ ہے کہ جو ہر شی کا علم رکھتا ہے اور اس کے علم سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے، اسی طرح کوئی شخص خدا کی معرفت کے جس درجہ کو پالے مگر اس کی کنہ حقیقت سے ناآگاہ ہی رہتا ہے۔

[3]- یعنی اللہ کی تدبیر اور مقدرات میں تغیر وتبدل کی وجہ سے اللہ کی نعمت پر سکون حاصل نہیں ہو سکتا، چونکہ عطا کردہ نعمت کسی بھی وقت سلب کی جاسکتی ہے، اور اسی طرح ہم اللہ سے ناامید نہیں ہو سکتے چونکہ اس کی رحمت کے ذریعے ہر قسم کی بلاء برطرف ہوتی ہے۔

وَمِنْكَ مَا يَلِيقُ بِكَرَمِكَ ﴿٩﴾ إِلٰهِي وَصَفْتَ نَفْسَكَ بِاللُّطْفِ وَالرَّأْفَةِ

باقی ہے کہ جو تیرے شایانِ کرم ہے، اے میرے معبود تو نے لطف و مہربانی سے

لِي قَبْلَ وُجُودِ ضَعْفِي ﴿١٠﴾ أَفَتَمْنَعُنِي مِنْهُمَا بَعْدَ وُجُودِ ضَعْفِي

اپنی توصیف کی ہے اس سے پہلے کہ میں ضعف محسوس کروں [1]، پس کیا تو میرے ضعف کے وجود میں

﴿١١﴾ إِلٰهِي إِنْ ظَهَرَتِ الْمَحَاسِنُ مِنِّي فَبِفَضْلِكَ ﴿١٢﴾ وَلَكَ الْمِنَّةُ

آنے کے بعد ان (لطف و مہربانی) سے مجھے محروم فرمائے گا؟[2]، خدایا اگر مجھ سے نیکیاں ظاہر ہوں تو وہ

عَلَيَّ وَإِنْ ظَهَرَتِ الْمَسَاوِي مِنِّي فَبِعَدْلِكَ ﴿١٣﴾ وَلَكَ الْحُجَّةُ

تیرے فضل کی وجہ سے ہے، اور تیرا مجھ پر احسان ہے، اور اگر برائیاں مجھ سے ظاہر ہوں تو فیصلہ تیرے عدل

عَلَيَّ ﴿١٤﴾ إِلٰهِي كَيْفَ تَكِلُنِي وَقَدْ تَكَفَّلْتَ لِي ﴿١٥﴾ وَكَيْفَ

پر ہے اور تیری حجت مجھ پر قائم ہے[3]، خدایا تو مجھے کس طرح میرے حال پر چھوڑ دیگا جبکہ تو میرا کفیل ہے

---

[1]- قرآن مجید کی وہ آیات کہ جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے لطیف و رئوف ہونے کا تذکرہ فرمایا یہ ہیں: اللَّهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهِ اللہ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے (شوریٰ، آیت ۱۹)، وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ اور اللہ بندوں پر بہت مہربان ہے (آل عمران، آیت ۳۰)۔

[2]- ضعف کے ایک معنیٰ گناہ کے مقابلہ میں ضعیف ہوکر گناہ کا ارتکاب کرنے کے ہیں، لہذا اس مقام پر بندہ اپنے رب سے راز و نیاز کرتے ہوئے سوالیہ انداز میں گناہ کے ارتکاب کے بعد بھی اللہ کے لطف و رافت کا خواہاں ہے۔

[3]- گناہ کے ارتکاب کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی حجت ہم پر قائم ہے یعنی وہ چاہے تو عذاب نازل کرے یا اپنے کرم و لطف و رحمت سے معاف فرمائے۔

أُضَامُ وَأَنْتَ النَّاصِرُ لِي ﴿۱۶﴾ أَمْ كَيْفَ أَخِيبُ وَأَنْتَ الْحَفِيُّ

اور کس طرح مجھ پر ظلم واقع ہو سکتا ہے جبکہ تو میرا مددگار ہے، یا میں کس طرح نا امید ہو سکتا ہوں جبکہ تو مجھ پر

بِي ﴿۱۷﴾ هَا أَنَا أَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِفَقْرِي إِلَيْكَ ﴿۱۸﴾ وَكَيْفَ أَتَوَسَّلُ

مہربان ہے، پس میں تیری بارگاہ میں متوسل ہوتا ہوں اپنے فقر و فاقہ کے ذریعہ[1]، اور میں کیونکر اس چیز

إِلَيْكَ بِمَا هُوَ مَحَالٌ أَنْ يَصِلَ إِلَيْكَ ﴿۱۹﴾ أَمْ كَيْفَ أَشْكُو إِلَيْكَ حَالِي

کے ذریعے تجھ تک رسائی حاصل کر سکتا ہوں کہ خود جس کی رسائی تجھ تک محال ہے، یا میں کیونکر تیری بارگاہ

وَهُوَ لَا يَخْفَى عَلَيْكَ ﴿۲۰﴾ أَمْ كَيْفَ أُتَرْجِمُ بِمَقَالِي وَهُوَ مِنْكَ بَرَزٌ

میں اپنی حالت کی شکایت کر سکتا ہوں جبکہ میری حالت تجھ پر پوشیدہ نہیں ہے، یا کس طرح اپنے کلام کے

إِلَيْكَ ﴿۲۱﴾ أَمْ كَيْفَ تُخَيِّبُ آمَالِي وَهِيَ قَدْ وَفَدَتْ إِلَيْكَ ﴿۲۲﴾

ذریعہ اپنا حال بیان کر سکتا ہوں جبکہ وہ تیرے سامنے ظاہر ہے، یا کیونکر تو میری امیدوں کو نا امیدی میں بدل

أَمْ كَيْفَ لَا تُحْسِنُ أَحْوَالِي وَبِكَ قَامَتْ ﴿۲۳﴾ إِلَهِي مَا أَلْطَفَكَ بِي

سکتا ہے جبکہ وہ تیری بارگاہ میں پہنچی ہیں، یا کیونکر تو میرے احوال کو نیک نہ بنائے جبکہ میرے تمام حالات

مَعَ عَظِيمِ جَهْلِي ﴿۲۴﴾ وَمَا أَرْحَمَكَ بِي مَعَ قَبِيحِ فِعْلِي ﴿۲۵﴾

کا دارومدار تجھ ہی پر ہے، خدایا میری بھرپور ناآگاہی کے باوجود تو کس قدر مجھ پر مہربان ہے، اور میرے

---

[1]- بِفَقْرِیْ اِلَیْکَ یعنی چونکہ میں تیرا محتاج ہوں اسی لئے اپنے فقر وفاقہ کے ساتھ تیری بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں۔

إِلَـٰهِي مَا أَقْرَبَكَ مِنِّي وَأَبْعَدَنِي عَنْكَ ﴿۲۶﴾ وَمَا أَرْأَفَكَ بِي

نادرست اعمال کے باوجود تو کس قدر مجھ پر رحیم ہے، خدایا تو مجھ سے کس قدر نزدیک ہے اور میں تجھ سے کس

فَمَا ٱلَّذِي يَحْجُبُنِي عَنْكَ ﴿۲۷﴾ إِلَـٰهِي عَلِمْتُ بِاخْتِلَافِ الْآثَارِ

قدر دور ہوں [1]، اور تو کس قدر مجھ پر مہربان ہے پس کون ہے کہ جو مجھے تجھ سے دور کردے؟ خدایا آثار کے

وَتَنَقُّلَاتِ الْأَطْوَارِ ﴿۲۸﴾ أَنَّ مُرَادَكَ مِنِّي أَنْ تَتَعَرَّفَ إِلَيَّ فِي

اختلاف اور حالات کی دگرگونیوں سے مجھے علم حاصل ہوا کہ تو مجھے اس ذریعے ہر چیز میں اپنی معرفت سے

كُلِّ شَيْءٍ ﴿۲۹﴾ حَتَّىٰ لَا أَجْهَلَكَ فِي شَيْءٍ ﴿۳۰﴾ إِلَـٰهِي كُلَّمَا

بہرمند کرنا چاہتا ہے تاکہ میں تجھ سے کسی بھی چیز میں غافل نہ ہوجاوں، خدایا جب بھی میری ناآگاہی

أَخْرَسَنِي لُؤْمِي أَنْطَقَنِي كَرَمُكَ ﴿۳۱﴾ وَكُلَّمَا آيَسَتْنِي أَوْصَافِي أَطْمَعَتْنِي

نے میرے لبوں پر مہر لگائی تو تیرے کرم نے گویائی عطا کی، اور جب بھی میرے اوصاف نے مجھے مایوس

مِنَنُكَ ﴿۳۲﴾ إِلَـٰهِي مَنْ كَانَتْ مَحَاسِنُهُ مَسَاوِيَ فَكَيْفَ لَا تَكُونُ

کرنے کی کوشش کی تو تیری نعمتوں نے مجھے امیدوار بنادیا، خدایا جس کی نیکیاں برائیاں ہوں تو کیونکر اس کی

[1]- اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بہت قریب ہے، اسی لئے قرآن مجید میں باری تعالیٰ نے فرمایا: فَإِنِّي قَرِيبٌ کہ بیشک میں قریب ہوں (بقرہ، آیت ۱۸۶)، اسی طرح قرآن مجید کی ایک اور آیت میں ارشاد ہوا: وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ اور ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں (ق، آیت ۱۶) لیکن غیر معصوم انسان اپنے گناہوں کی وجہ سے اللہ سے دور ہوجاتا ہے، اسی لئے یہ جملہ معصومین کے متعلق صحیح نہیں ہے چونکہ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے قریب ہوتے ہیں۔

مَسَاوِيهِ مَسَاوِيَ ﴿٣٤﴾ وَمَنْ كَانَتْ حَقَايِقُهُ دَعَاوِيَ فَكَيْفَ

برائیاں برائیاں نہ ہوں گی[1]، اور جس کے حقائق محض گمان ہوں تو کیونکر اس کی گمان آرائیاں گمان نہ ہوں

لَا تَكُونُ دَعَاوِيهِ دَعَاوِيَ ﴿٣٥﴾ إِلَهِي حُكْمُكَ النَّافِذُ وَمَشِيَّتُكَ

گے خدایا تیرے نافذ حکم اور غالب وقاہر مشیت کے سامنے نہ کسی صاحب گفتار کو مجال گفتگو حاصل ہے

الْقَاهِرَةُ لَمْ يَتْرُكَا لِذِي مَقَالٍ مَقَالًا ﴿٣٦﴾ وَلَا لِذِي

اور نہ ہی کسی صاحب مقام کا حکم تیرے حکم کے مقابل حیثیت رکھتا ہے

حَالٍ حَالًا ﴿٣٧﴾ إِلَهِي كَمْ مِنْ طَاعَةٍ بَنَيْتُهَا وَحَالَةٍ شَيَّدْتُهَا هَدَمَ

خدایا میں نے کتنی ہی اطاعتوں کی بنیاد رکھی، اور کتنے ہی حالات کو مستحکم بنایا لیکن تیرے عدل نے ان پر

اعْتِمَادِي عَلَيْهَا عَدْلُكَ ﴿٣٨﴾ بَلْ أَقَالَنِي مِنْهَا فَضْلُكَ ﴿٣٩﴾ إِلَهِي

میرے اعتماد کو منہدم کر دیا، جبکہ تیرے فضل نے مجھے نجات عطا کی[2]، خدایا تو جانتا ہے کہ میری اطاعت

إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنِّي وَإِنْ لَمْ تَدُمِ الطَّاعَةُ مِنِّي فِعْلًا جَزْمًا ﴿٤٠﴾ فَقَدْ دَامَتْ

دائم و مستمر نہیں ہے لیکن میں تیری اطاعت کو دوست رکھتا ہوں اور عزم کرتا ہوں کے اسے جاری رکھوں

مَحَبَّةً وَعَزْمًا ﴿٤١﴾ إِلَهِي كَيْفَ أَعْزِمُ وَأَنْتَ الْقَاهِرُ ﴿٤٢﴾ وَكَيْفَ

خدایا میں کیسے عزم کر سکتا ہوں جبکہ تو قاہر ہے[1]، اور کیسے عزم نہیں کر سکتا جبکہ تو نے عزمِ اطاعت کا حکم

---

[1]- بعض اوقات انسان خوش فہمی میں مبتلاء رہتا ہے کہ وہ نیکیاں انجام دے رہا ہے لیکن در حقیقیت وہ شر کو خیر سمجھ بیٹھتا ہے۔

[2]- یعنی خدایا وہ تمام اطاعتیں کہ جن میں ریاکاری یا اسی طرح کے دوسرے نقص تھے وہ تیری عدالت کی وجہ سے رد ہوگئیں جبکہ انہی اعمال کے ذریعے مجھے نجات کی امید تھی، لیکن تیرے فضل وکرم نے مجھے نجات عطا کی۔

لَا أَعْزِمُ وَأَنْتَ الْآمِرُ ﴿۴۳﴾ إِلَـٰهِي تَرَدُّدِي فِي الْآثَارِ ﴿۴۴﴾ يُوجِبُ

فرمایا ہے، خدایا تیرے آثار میں میرا غور و فکر کرنا مجھ کو تجھ سے دور کرتا ہے

بُعْدَ الْمَزَارِ ﴿۴۵﴾ فَاجْمَعْنِي عَلَيْكَ بِخِدْمَةٍ تُوصِلُنِي إِلَيْكَ ﴿۴۶﴾

لہذا تو مجھے اپنی بارگاہ میں ایسی خدمت کی توفیق عطا فرما کہ جو مجھے تجھ تک پہنچا دے

كَيْفَ يُسْتَدَلُّ عَلَيْكَ بِمَا هُوَ فِي وُجُودِهِ مُفْتَقِرٌ إِلَيْكَ ﴿۴۷﴾

اس چیز کے ذریعے کیسے تجھ پر استدلال کیا جاسکتا ہے جوکہ خود تیری محتاج ہو[2]

أَيَكُونُ لِغَيْرِكَ مِنَ الظُّهُورِ مَا لَيْسَ لَكَ حَتَّىٰ يَكُونَ هُوَ الْمُظْهِرَ

کیا تیرے علاوہ کسی اور کے لئے ایسا ظہور ہے کہ جو تیرے لئے نہ ہو تاکہ وہ تیرا ظاہر کرنے والا بنے؟

لَكَ ﴿۴۸﴾ مَتَىٰ غِبْتَ حَتَّىٰ تَحْتَاجَ إِلَىٰ دَلِيلٍ يَدُلُّ عَلَيْكَ ﴿۴۹﴾

تو کب غائب تھا کہ جس کی وجہ سے تو محتاج ہوجائے اس دلیل کا کہ جو تجھ پر دلالت کرے

وَمَتَىٰ بَعُدْتَ حَتَّىٰ تَكُونَ الْآثَارُ هِيَ الَّتِي تُوصِلُ إِلَيْكَ ﴿۵۰﴾

اور تو کب (ہم سے) دور ہوا تاکہ تیرے آثار ہمیں تجھ تک پہنچا سکیں

---

[1]۔ یعنی اگر میں اطاعت کرنا چاہوں تو اس وقت تک اطاعت نہیں کر سکتا جب تک کہ تیری طرف سے مجھ میں توانائی و قدرت نہ ہو، یعنی تو ہی ہے کہ جو اطاعت کی توفیق عطا کرتا ہے، لہذا ساری اچھائیاں تیری جانب سے ہیں اور تمام برائیوں کا میں ہی ذمہ دار ہوں۔

[2]۔ یعنی دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں کہ جو اللہ کو پوری طرح پہچنوا سکے چونکہ ہر چیز اپنے وجود و بقاء اور اپنی پہچان میں اللہ کی محتاج ہے، تو جو چیز خود محتاج ہو وہ خدا کو کیسے پہچنوا سکتی ہے؟

عَمِيَتْ عَيْنٌ لَا تَرَاكَ عَلَيْهَا رَقِيبًا ﴿۵۱﴾ وَخَسِرَتْ صَفْقَةُ عَبْدٍ

وہ آنکھ اندھی ہے کہ جو تجھ کو اس پر نگراں نہ سمجھے[1]، اور اس بندے کا معاملہ نقصان میں ہے کہ جس کے لئے

لَمْ تَجْعَلْ لَهُ مِنْ حُبِّكَ نَصِيبًا ﴿۵۲﴾ إِلَهِي أَمَرْتَ بِالرُّجُوعِ إِلَى

تو نے اپنی محبت کا حصہ قرار نہیں دیا[2]، خدایا تو نے اپنے آثار کی جانب رجوع کرنے کا حکم فرمایا (تاکہ میں

الْآثَارِ فَارْجِعْنِي إِلَيْكَ بِكِسْوَةِ الْأَنْوَارِ ﴿۵۳﴾ وَهِدَايَةِ الْإِسْتِبْصَارِ

تیری معرفت حاصل کرسکوں) پس تو مجھے تیری جانب لوٹا دے، اپنی نورانی پوشش اور صحیح فہم و شعور کی

حَتَّى أَرْجِعَ إِلَيْكَ مِنْهَا ﴿۵۴﴾ كَمَا دَخَلْتُ إِلَيْكَ مِنْهَا ﴿۵۵﴾ ﴿۵۶﴾

راہنمائی کے ساتھ، تاکہ میں ان آثار سے تیری جانب لوٹ آؤں جس طرح کہ میں تیری معرفت کے حصول

مَصُونَ السِّرِّ عَنِ النَّظَرِ إِلَيْهَا ﴿۵۷﴾ وَمَرْفُوعَ الْهِمَّةِ عَنِ الْإِعْتِمَادِ

کے لئے ان میں داخل ہوا تھا (اس حال میں کہ) ان آثار کے مشاہدہ سے محفوظ اور ان پر اعتماد کے

[1]- لَا تَرَاكَ عَلَيْهَا میں عَلَيْهَا کی ضمیر عین کی طرف پلٹ رہی ہے نہ کہ نفس کی طرف جو کہ خلاف ظاہر ہے، لہذا اللہ وہ ہے کہ جو آنکھ کے اشاروں اور اس کی خیانت کو جاننے والا ہے يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ وہ خیانت کرنے والی نگاہوں کو جانتا ہے اور (ان باتوں کو بھی) جو سینے کے (اپنے اندر) چھپائے رکھتے ہیں (غافر، آیت ۱۹)۔

[2]- یعنی دنیوی اور دینی امور کے تمام معاملات کا تعلق اللہ تبارک و تعالیٰ سے ہونا چاہیئے تاکہ اس ذریعے سے لطف و عنایت خداوندی شامل حال رہے، اور اس ذریعے سے بندہ اپنے رب سے محبت کا اظہار کرتے ہوئے ہمہ وقت اسی سے منسلک رہے۔

عَلَيْهَا ﴿٥٨﴾ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٥٩﴾ إِلَٰهِي هَٰذَا ذُلِّي

اہتمام سے بری ہو جاؤں[1]، بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے، خدایا میری یہ ذلت و حقارت تیرے سامنے ظاہر ہے

ظَاهِرٌ بَيْنَ يَدَيْكَ ﴿٦٠﴾ وَهَٰذَا حَالِي لَا يَخْفَىٰ عَلَيْكَ ﴿٦١﴾ مِنْكَ

اور میری یہ حالت تجھ پر پوشیدہ نہیں ہے، میں تجھ ہی سے تیری جانب پہنچنے کا

أَطْلُبُ الْوُصُولَ إِلَيْكَ ﴿٦٢﴾ وَبِكَ أَسْتَدِلُّ عَلَيْكَ ﴿٦٣﴾ فَاهْدِنِي

مطالبہ رکھتا ہوں، اور تیرے ہی ذریعے تجھ پر استدلال کرتا ہوں، تو اپنے ہی نور سے اپنی جانب میری ہدایت

بِنُورِكَ إِلَيْكَ ﴿٦٤﴾ وَأَقِمْنِي بِصِدْقِ الْعُبُودِيَّةِ بَيْنَ يَدَيْكَ ﴿٦٥﴾ إِلَٰهِي

فرما، اور مجھے اپنے حضور خالص بندگی پر قائم اور دائم فرما، خدایا مجھے اپنے مخزون علم سے

عَلِّمْنِي مِنْ عِلْمِكَ الْمَخْزُونِ ﴿٦٦﴾ وَصُنِّي بِسِتْرِكَ الْمَصُونِ ﴿٦٧﴾

علم عطا فرما[2]، اور مجھے اپنے محفوظ پردے سے محفوظ فرما، خدایا مجھے (اپنے) مقرب بندوں کے

إِلَٰهِي حَقِّقْنِي بِحَقَائِقِ أَهْلِ الْقُرْبِ ﴿٦٨﴾ وَاسْلُكْ بِي مَسْلَكَ أَهْلِ

حقائق سے آگاہ فرما[3]، اور مجھے تیرے مشتاق اور تیری طرف جذب ہونے والے بندوں کی راہ پر گامزن فرما

[1]- یعنی عبد اپنے معبود کی معرفت کو بغیر کسی آثار کی جانب رجوع کرنے کے حاصل کرنا چاہتا ہے۔

[2]- علم مخزون یعنی وہ علم کہ جو خزانۂ علم الٰہی میں محفوظ ہے۔

[3]- حق کے ایک معنی یقین کے بھی ہیں تو اس صورت میں ترجمہ کچھ اس طرح سے ہوگا: خدایا مجھے ان حقائق پر یقین عطا فرما کہ جن حقائق پر تو نے مقربین کو یقین عطا کیا۔

الْجَذْبِ ﴿۶۹﴾ إِلَهِي أَغْنِنِي بِتَدْبِيرِكَ لِي عَنْ تَدْبِيرِي ﴿۷۰﴾

خدایا مجھ کو اپنی تدبیر کے ذریعے میری تدبیر سے بے نیاز فرما[1]، اور اپنے اختیار کے ذریعے مجھے

وَبِاخْتِيَارِكَ عَنِ اخْتِيَارِي ﴿۷۱﴾ وَأَوْقِفْنِي عَلَى مَرَاكِزِ اضْطِرَارِي

میرے اختیار و انتخاب سے بے نیاز فرما[2]، اور مجھے اضطرار کے مقامات میں مبتلاء ہونے سے روک دے

﴿۷۲﴾ إِلَهِي أَخْرِجْنِي مِنْ ذُلِّ نَفْسِي ﴿۷۳﴾ وَطَهِّرْنِي مِنْ شَكِّي

خدایا مجھے میرے نفس کی ذلت و خواری سے نجات دے، اور میری موت کے آنے اور قبر میں داخل

وَشِرْكِي ﴿۷۴﴾ قَبْلَ حُلُولِ رَمْسِي ﴿۷۵﴾ بِكَ أَنْتَصِرُ فَانْصُرْنِي ﴿۷۶﴾

ہونے سے پہلے مجھے شک و شرک کی آلودگی سے پاک رکھ[3]، میں تجھ سے مدد چاہتا ہوں پس تو میری نصرت

وَعَلَيْكَ أَتَوَكَّلُ فَلَا تَكِلْنِي ﴿۷۷﴾ وَإِيَّاكَ أَسْأَلُ فَلَا تُخَيِّبْنِي

فرما، اور میں تجھ پر توکل کرتا ہوں تو تو مجھے اپنے حال پر نہ چھوڑ[1]، میں فقط تجھ سے سوال کرتا ہوں پس تو مجھے

---

[1]- کائنات میں ہر چیز کی تدبیر اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں میں ہے اور وہی بہترین تدبیر کرنے والا ہے، اس ضمن میں قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ وہ خدا آسمان سے زمین تک کے اُمور کی تدبیر کرتا ہے پھر یہ امر اس کی بارگاہ میں اس دن پیش ہوگا جس کی مقدار تمہارے حساب کے مطابق ہزار سال کے برابر ہوگی (سجدہ، آیت ۵)۔

[2]- یعنی اے میرے معبود میں خیر دنیا و آخرت کے اختیار کو تیرے سپرد کرتا ہوں تو جو بہتر سمجھے اسے اختیار فرما، اس جملہ سے اللہ تبارک و تعالیٰ پر توکل کا اظہار ہوتا ہے۔

[3]- رمس قبر کو کہتے ہیں لیکن یہاں اس سے مراد موت کا آنا ہے۔

﴿۷۸﴾ وَفِي فَضْلِكَ أَرْغَبُ فَلَا تَحْرِمْنِي ﴿۷۹﴾ وَبِجَنَابِكَ أَنْتَسِبُ

ناامید نہ فرما[2]، اور میں تیرے فضل کی طرف رغبت رکھتا ہوں تو مجھے محروم نہ فرما، اور میں نے تیری

فَلَا تُبْعِدْنِي ﴿۸۰﴾ وَبِبَابِكَ أَقِفُ فَلَا تَطْرُدْنِي ﴿۸۱﴾ إِلَٰهِي تَقَدَّسَ

جناب سے خود کو منسوب کیا ہے پس تو مجھے دور نہ فرما، اور تیرے در پر کھڑا ہوں پس تو مجھے اس در سے نہ ہٹا

رِضَاكَ أَنْ تَكُونَ لَهُ عِلَّةٌ مِنْكَ فَكَيْفَ يَكُونُ لَهُ عِلَّةٌ مِنِّي ﴿۸۲﴾ إِلَٰهِي

خدایا تیری رضامندی اس سے پاک ہے کہ تیری جانب سے اس میں کسی قسم کا نقص و عیب وارد ہو پس

أَنْتَ الْغَنِيُّ بِذَاتِكَ أَنْ يَصِلَ إِلَيْكَ النَّفْعُ مِنْكَ فَكَيْفَ لَا تَكُونُ

کیسے ممکن ہے کہ میری وجہ سے اس میں عیب وارد ہوجائے[3]، خدایا تو اپنی ذات میں غنی ہے اس سے

غَنِيًّا عَنِّي ﴿۸۳﴾ إِلَٰهِي إِنَّ الْقَضَاءَ وَالْقَدَرَ يُمَنِّيَنِي ﴿۸۴﴾ وَإِنَّ

کہ تجھ کو تیری ہی ذات سے نفع پہنچے تو کیونکر تو مجھ سے مستغنی نہ ہوگا، خدایا (ایک طرف) قضاء وقدر مجھے

---

[1]- اللہ پر بھروسہ اور توکل ہر مومن کے لئے ضروری ہے اس ضمن میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ اور جب ارادہ کرلو تو اللہ پر بھروسہ کروکہ وہ بھروسہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے (آل عمران، آیت ۱۵۹)، اور جو اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں اللہ ان کے لئے کافی ہوجاتا ہے جیسے کہ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ اور جو خدا پر بھروسہ کرے گا خدا اس کے لئے کافی ہے (طلاق، آیت ۳)۔

[2]- آیۂ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ (یعنی ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں) کی طرف اشارہ ہے (فاتحہ، آیت ۵)۔

[3]- یعنی جب خدا کی رضایت کسی وجہ سے متاثر نہیں ہوسکتی تو میرے گناہ کیونکر اللہ کی رضایت میں تاثیر پذیر ہوسکتے ہیں۔

ٱلْهَوَىٰ بِوَثَائِقِ الشَّهْوَةِ أَسَرَنِي ﴿٨٥﴾ فَكُنْ أَنْتَ النَّصِيرَ لِي حَتَّىٰ تَنْصُرَنِي

امیدوار بناتے ہیں اور (دوسری طرف) خواہشِ نفس مجھے شہوت کی زنجیروں میں اسیر کرتی ہے، پس توہی

وَتُبَصِّرَنِي ﴿٨٦﴾ وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ حَتَّىٰ أَسْتَغْنِيَ بِكَ عَنْ طَلَبِي ﴿٨٧﴾ وَأَنْتَ

میرا مددگار ہوجاتاکہ تو میری مدد کرے اور مجھے بصیرت عطا فرمائے، اور مجھے اپنے فضل سے غنی فرماتاکہ

ٱلَّذِي أَشْرَقْتَ ٱلْأَنْوَارَ فِي قُلُوبِ أَوْلِيَآئِكَ حَتَّىٰ عَرَفُوكَ وَوَحَّدُوكَ

تیری وجہ سے میں اپنی طلب میں (اغیار سے) بے نیاز ہوجاؤں[1]، اور توہی وہ ہے کہ جس نے (معرفت کے) انوار کو اپنے اولیاء کے قلوب میں چمکایا یہاں تک کہ انہوں نے تجھے پہچانا اور تیری وحدانیت کا اقرار کیا

﴿٨٨﴾ وَأَنْتَ ٱلَّذِي أَزَلْتَ ٱلْأَغْيَارَ عَنْ قُلُوبِ أَحِبَّائِكَ حَتَّىٰ لَمْ

اور توہی وہ ہے کہ جس نے اپنے چاہنے والوں کے دلوں سے اغیار (کی محبت) کو محو کیا یہاں تک کہ وہ

يُحِبُّوا سِوَاكَ وَلَمْ يَلْجَئُوا إِلَىٰ غَيْرِكَ ﴿٨٩﴾ أَنْتَ ٱلْمُؤْنِسُ لَهُمْ حَيْثُ

تیرے علاوہ نہ کسی اور سے محبت کرتے ہیں اور نہ ہی کسی اور سے پناہ چاہتے ہیں، توہی ان کا مونس و ہمدم

أَوْحَشَتْهُمُ الْعَوَالِمُ ﴿٩٠﴾ وَأَنْتَ ٱلَّذِي هَدَيْتَهُمْ حَيْثُ اسْتَبَانَتْ

ہے جب سارے عالم انہیں وحشت میں مبتلاء کریں، اور جب نشانیاں ان کے لئے واضح ہوگئیں تو تونے

[1]- یعنی میں تیرے علاوہ کسی اور کا محتاج نہ رہوں۔

لَهُمُ ٱلْمَعَالِمُ ﴿٩١﴾ مَاذَا وَجَدَ مَنْ فَقَدَكَ ﴿٩٢﴾ وَمَا ٱلَّذِي فَقَدَ

ہی ان کی ہدایت کی، اس نے کیا پایا جس نے تجھے کھودیا، اور جس نے تجھے پالیا اس نے کیا کھویا

مَنْ وَجَدَكَ ﴿٩٣﴾ لَقَدْ خَابَ مَنْ رَضِيَ دُونَكَ بَدَلًا ﴿٩٤﴾ وَلَقَدْ

مایوس ہوا جو تیرے علاوہ کسی اور بدل پر راضی ہوا، اور جس نے تجھ سے منہ موڑ کر کسی اور کی طرف

خَسِرَ مَنْ بَغَىٰ عَنْكَ مُتَحَوِّلًا ﴿٩٥﴾ كَيْفَ يُرْجَىٰ سِوَاكَ وَأَنْتَ مَا

توجہ کی وہ کھاٹے میں رہا، کیونکر تیرے علاوہ کسی اور سے امید کی جا سکتی ہے جبکہ تو نے احسان کو منقطع نہیں

قَطَعْتَ ٱلْإِحْسَانَ ﴿٩٦﴾ وَكَيْفَ يُطْلَبُ مِنْ غَيْرِكَ وَأَنْتَ مَا بَدَّلْتَ

فرمایا، اور کیونکر تیرے علاوہ کسی اور سے طلب کیا جا سکتا ہے جبکہ تو نے اپنے احسان کرنے کی عادت کو نہیں

عَادَةَ ٱلْإِمْتِنَانِ ﴿٩٧﴾ يَا مَنْ أَذَاقَ أَحِبَّائَهُ حَلَاوَةَ ٱلْمُؤَانَسَةِ فَقَامُوا

بدلا، اے وہ کہ جس نے اپنے چاہنے والوں کو ہمدم و ہم صحبت ہونے کی چاشنی سے لطف اندوز فرمایا لہذا وہ

بَيْنَ يَدَيْهِ مُتَمَلِّقِينَ ﴿٩٨﴾ وَيَا مَنْ أَلْبَسَ أَوْلِيَائَهُ مَلَابِسَ هَيْبَتِهِ

تیرے سامنے عشق و محبت کے ساتھ کھڑے ہوئے، اور اے وہ کہ جس نے اپنے اولیاء کو اپنی ہیبت کا

فَقَامُوا بَيْنَ يَدَيْهِ مُسْتَغْفِرِينَ ﴿٩٩﴾ أَنْتَ ٱلذَّاكِرُ قَبْلَ ٱلذَّاكِرِينَ

لباس پہنایا لہذا وہ تیرے سامنے استغفار کے لئے کھڑے ہوئے، تو (اپنے بندوں کو) یاد کرنے والا ہے اس

﴿١٠٠﴾ وَأَنْتَ ٱلْبَادِي بِٱلْإِحْسَانِ قَبْلَ تَوَجُّهِ ٱلْعَابِدِينَ ﴿١٠١﴾ وَأَنْتَ

سے پہلے کہ یاد کرنے والے (تجھے) یاد کریں، اور عابدوں کی توجہ سے پہلے تو ہی احسان میں ابتداء کرنے

ٱلْجَوَادُ بِٱلْعَطَآءِ قَبْلَ طَلَبِ ٱلطَّالِبِينَ ﴿١٠٢﴾ وَأَنْتَ ٱلْوَهَّابُ ثُمَّ

والا ہے، اور مانگنے والوں کے مانگنے سے پہلے توہی عطاء کرنے میں سخی ہے، تو بڑا بخشنے والا ہے اور اپنی

لِمَا وَهَبْتَ لَنَا مِنَ ٱلْمُسْتَقْرِضِينَ ﴿١٠٣﴾ إِلَٰهِي أُطْلُبْنِي بِرَحْمَتِكَ

عطا کردہ چیزوں ہی سے قرض مانگنے والا ہے[1]، خدایا مجھ کو اپنی رحمت کے ذریعے طلب فرماتاکہ میں تیرا

حَتَّىٰ أَصِلَ إِلَيْكَ ﴿١٠٤﴾ وَاجْذِبْنِي بِمَنِّكَ حَتَّىٰ أُقْبِلَ عَلَيْكَ ﴿١٠٥﴾

وصال حاصل کر سکوں، اور مجھے اپنے احسان کے ذریعے مجذوب فرماتاکہ میں تیری طرف توجہ کر سکوں، خدایا

إِلَٰهِي إِنَّ رَجَآئِي لَا يَنقَطِعُ عَنْكَ وَإِنْ عَصَيْتُكَ ﴿١٠٦﴾ كَمَا أَنَّ

اگر میں معصیت کا مرتکب بھی ہوں تب بھی میری امید تجھ سے منقطع نہیں ہوتی، جس طرح تیری اطاعت

خَوْفِي لَا يُزَايِلُنِي وَإِنْ أَطَعْتُكَ ﴿١٠٧﴾ فَقَدْ دَفَعَتْنِي ٱلْعَوَالِمُ إِلَيْكَ

کے باوجود تیرا خوف ختم نہیں ہوتا[2]، مجھ کو دنیا والوں نے تیری طرف دھکیلا ہے، اور اس علم کہ جو تیرے کرم

---

[1]- اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا ہے ہر چیز اسی کی عطاکردہ ہے لیکن اس کا کرم یہ ہے کہ وہ اپنی عطاکردہ اشیاء میں سے قرض حسنہ مانگتا ہے تاکہ اس کے عوض عطیات میں اضافہ فرمائے، اس ضمن میں ارشاد باری ہے: مَّن ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً کون ہے جو خدا کو قرضِ حسن دے اور پھر خدا اسے کئی گنا کر کے واپس کر دے (بقرہ، آیت ۲۴۵) ۔

[2]- ہر مومن کو چاہیئے کہ وہ اللہ سے خوف اور امید دونوں رکھے چونکہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: لَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مُومِنًا حَتّىٰ يَكُوْنَ خَائِفًا رَاجِيًا بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اللہ سے خوف اور امید نہ رکھے، امام صادق علیہ السلام نے اس خوف و امید کے حدود و اندازے کو بھی معین فرمایا ہے اسی لئے ایک اور حدیث میں آپ نے فرمایا:

وَقَدْ أَوْقَعَنِي عِلْمِي بِكَرَمِكَ عَلَيْكَ ﴿۱۰۸﴾ إِلَـٰهِي كَيْفَ ﴿۱۰۹﴾

کی وجہ سے میرے پاس ہے نے مجھے تیری بارگاہ میں حضور بخشا ہے، خدایا میں کیونکر ناامید ہو سکتا ہوں جبکہ

أَخِيبُ وَأَنْتَ أَمَلِي ﴿۱۱۰﴾ أَمْ كَيْفَ أُهَانُ وَعَلَيْكَ مُتَّكَلِي

تو میری آرزو ہے، یا کس طرح رسوا کیا جا سکتا ہوں جبکہ تو میرا معتمد ہے، خدایا میں کس طرح عزت کا دعویٰ کر

﴿۱۱۱﴾ إِلَـٰهِي كَيْفَ أَسْتَعِزُّ وَفِي الذِّلَّةِ أَرْكَزْتَنِي ﴿۱۱۲﴾ أَمْ كَيْفَ

سکتا ہوں جبکہ تو نے مجھے (دنیا والوں کی پست نگاہوں میں) ذلت میں رکھا ہے، یا کس طرح عزت نہ چاہوں

لَا أَسْتَعِزُّ وَإِلَيْكَ نَسَبْتَنِي ﴿۱۱۳﴾ إِلَـٰهِي كَيْفَ لَا أَفْتَقِرُ وَأَنْتَ

جبکہ تو نے مجھے اپنی طرف نسبت دی ہے، خدایا میں کیونکر فقیر نہ ہوں جبکہ تو نے مجھے فقراء میں رکھا ہے

ٱلَّذِي فِي ٱلْفُقَرَآءِ أَقَمْتَنِي ﴿۱۱۴﴾ أَمْ كَيْفَ أَفْتَقِرُ وَأَنْتَ ٱلَّذِي

یا کیونکر فقیر رہوں جبکہ تو نے اپنی بخشش و عنایت سے مجھے غنی فرمایا ہے

بِجُودِكَ أَغْنَيْتَنِي ﴿۱۱۵﴾ وَأَنْتَ ٱلَّذِي لَا إِلَـٰهَ غَيْرُكَ تَعَرَّفْتَ

اور تو وہ ہے کہ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں، تو نے ہر چیز کے ذریعے خود کو پہچنوایا، لہذا کوئی شئے

لِكُلِّ شَيْءٍ فَمَا جَهِلَكَ شَيْءٌ ﴿۱۱۶﴾ وَأَنْتَ ٱلَّذِي تَعَرَّفْتَ إِلَيَّ

ایسی نہیں کہ جو تجھے نہ جانتی ہو، اور تو وہ ہے کہ جس نے خود کو ہر چیز میں مجھے پہچنوایا ہے لہذا میں ہر چیز میں

أُرْجُ اللهَ رَجَاءً لَا يُجْرِئُكَ عَلىٰ مَعْصِيَةٍ، وَ خِفِ اللهَ خَوْفًا لَا يُؤَيِّسْكَ مِنْ رَحْمَتِهِ اللہ سے ایسی امید لگاؤ کہ وہ امید تمہیں معصیت پر جری نہ کرے، اور اللہ سے ایسا خوف کرو کہ وہ خوف تمہیں اس کی رحمت سے ناامید نہ کرے۔

فِي كُلِّ شَيْءٍ فَرَأَيْتُكَ ظَاهِرًا فِي كُلِّ شَيْءٍ ﴿١١٧﴾ وَأَنْتَ الظَّاهِرُ

تیرے ظہور کو دیکھتا ہوں، اور تو ہر شئے کے لئے ظاہر ہے

لِكُلِّ شَيْءٍ ﴿١١٨﴾ يَا مَنِ اسْتَوَىٰ بِرَحْمَانِيَّتِهِ فَصَارَ الْعَرْشُ غَيْبًا

اے وہ کہ جس نے اپنی رحمانیت کی ذریعے ہر چیز پر احاطہ کیا ہے یہاں تک کے عرش

فِي ذَاتِهِ ﴿١١٩﴾ مَحَقْتَ الْآثَارَ بِالْآثَارِ ﴿١٢٠﴾ وَمَحَوْتَ الْأَغْيَارَ

بھی اپنی ذات میں غائب ہوا، تو نے آثار کے ذریعے آثار کو نابود کیا ہے، اور نور کے

بِمُحِيطَاتِ أَفْلَاكِ الْأَنْوَارِ ﴿١٢١﴾ يَا مَنِ احْتَجَبَ فِي

افلاک کا احاطہ کرنے والوں کے ذریعے اغیار کو محو کیا ہے، اے وہ کہ جو اپنے عرش

سُرَادِقَاتِ عَرْشِهِ عَنْ أَنْ تُدْرِكَهُ الْأَبْصَارُ ﴿١٢٢﴾ يَا مَنْ

کے پردوں میں محجوب ہے کہ نگاہ اسے دیکھ سکے، اے وہ کہ جو اپنے کمال عظمت کے

تَجَلَّىٰ بِكَمَالِ بَهَائِهِ فَتَحَقَّقَتْ عَظَمَتُهُ الْاِسْتِوَاءَ ﴿١٢٣﴾

ساتھ ظاہر ہوا تو اس کی عظمت کا غلبہ متحقق ہوا

كَيْفَ تَخْفَىٰ وَأَنْتَ الظَّاهِرُ ﴿١٢٤﴾ أَمْ كَيْفَ تَغِيبُ وَأَنْتَ

تو کیونکر مخفی ہو سکتا ہے جبکہ تو ظاہر ہے، یا تو کیونکر غائب ہو سکتا ہے جبکہ تو نگہبان و حاضر ہے

الرَّقِيبُ الْحَاضِرُ ﴿١٢٥﴾ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَالْحَمْدُ

بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے اور اس اللہ کے لئے حمد ہے

لِلّٰهِ وَحْدَهُ ﴿۱۲۶﴾.

کہ جو یکتا ہے۔



شمارۂ دعاء: ۳۔ مظلوم کی دعاء (ظالم کے خلاف) [1] ۲۰۹ جملے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے کہ جو رحمان و رحیم ہے

أَللّٰهُمَّ إِنَّكَ أَنْتَ الْمَلِكُ الْمُتَعَزِّزُ بِالْكِبْرِيَاءِ ﴿۱﴾ الْمُتَفَرِّدُ بِالْبَقَاءِ ﴿۲﴾

خدایا بیشک تو مالک حقیقی اپنی کبریائی کے ساتھ صاحب عزت، اپنی بقاء میں بے نظیر، زندۂ جاوید[2]

---

[1]- سید امین نے اپنی کتاب الاعیان میں اس دعاء کو دعاء انتصار المظلوم من الظالم (مظلوم کی ظالم کے مقابلے میں مدد کی استدعاء) کے نام سے موسوم کیا ہے، لیکن امام ہادی علیہ السلام سے نقل شدہ روایت میں اس دعاء کو دعاء المظلوم علی الظالم (مظلوم کی ظالم کے خلاف دعاء) کا عنوان دیا گیا ہے، سید امین کتاب الاعیان میں فرماتے ہیں کہ اس دعاء (کہ جو امام حسین علیہ السلام سے منسوب ہے) کو امام ہادی علیہ السلام نے اپنے آباء و اجداد سے نقل فرمایا ہے، کہ جسے علامہ مجلسی نے بحار الانوار کی جلد ۹۲ ص ۲۳۶، سید ابن طاووس نے مہج الدعوات صفحہ ۴۰۷۔۴۱۳، سید محسن علی عاملی نے اعیان الشیعۃ جلد ۸ ص ۲۰۹، میں نقل کیا ہے۔

[2]- اللہ تعالٰی ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے اس متعلق قرآن مجید میں ارشاد ہے: كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ جو بھی روئے زمین پر ہیں وہ سب فنا ہونے والے ہیں، اور آپ (ص) کے پروردگار کی ذات باقی رہے گی جو عظمت و اکرام والی ہے (رحمن، آیت ۲۶۔۲۷)۔

الْحَيُّ الْقَيُّومُ الْمُقْتَدِرُ الْقَهَّارُ ﴿٣﴾ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ ﴿٤﴾

(سارے عالم کو اپنی تدبیر سے) قائم رکھنے والا، صاحب قدرت اور بڑا غالب ہے[1]، تیرے سوا کوئی معبود

أَنَا عَبْدُكَ وَأَنْتَ رَبِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ﴿٥﴾ وَاعْتَرَفْتُ بِإِسَاءَتِي

نہیں میں تیرا بندہ اور تو میرا رب ہے، میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے[2]، اور اپنی خطاؤں کا اعتراف کرتا

وَأَسْتَغْفِرُ إِلَيْكَ مِنْ ذُنُوبِي ﴿٦﴾ فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ

ہوں اور میں تجھ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں، بیشک حقیقت تو یہ ہے کہ تیرے علاوہ گناہوں کو بخشنے

﴿٧﴾ اللَّهُمَّ إِنِّي فُلَانُ ابْنُ فُلَانٍ مِنْ عَبِيدِكَ ﴿٨﴾ نَوَاصِينَا

والا کوئی نہیں[1]، خدایا میں اور فلاں ابن فلاں تیرے بندوں میں سے ہیں[2]، ہمارے تمام امور تیرے قبضۂ

---

[1]- قرآن مجید میں خداوند کریم کے مقتدر اور قہار ہونے کو یوں بیان کیا گیا ہے: وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے (کھف، آیت ۴۵)، كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كُلِّهَا فَأَخَذْنَاهُمْ أَخْذَ عَزِيزٍ مُّقْتَدِرٍ تو انہوں نے ہماری ساری نشانیوں کو جھٹلایا تو ہم نے انہیں اس طرح پکڑا جس طرح کوئی زبردست اقتدار والا (طاقتور) پکڑتا ہے (قمر، آیت ۴۲)، سُبْحَانَهُ ۖ هُوَ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ وہ پاک و بے نیاز ہے اور وہی خدائے یکتا اور قہار ہے (زمر، آیت ۴)۔

[2]- جناب بلقیس اور نبی موسیٰ نے انہی الفاظ کا استعمال کیا ہے، جناب بلقیس نے عرض کی: قَالَتْ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي بلقیس نے کہا کہ اے میرے پروردگار بیشک میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا (نمل، آیت ۴۴)، اور جناب موسی نے عرض کی: قَالَ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَغَفَرَ لَهُ ۚ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ اے میرے پروردگار میں نے اپنے اوپر ظلم کیا تو مجھے بخش دے تو خدا نے اسے بخش دیا، بے شک وہ بڑا بخشنے والا، بڑا رحم کرنے والا ہے (قصص، آیت ۱۶)۔
البتہ قابل ذکر بات یہ ہے کہ جناب موسی کے ظلم کے معنی ترک اولیٰ کے ہیں۔

بِيَدِكَ ﴿۹﴾ تَعْلَمُ مُسْتَقَرَّنَا وَمُسْتَوْدَعَنَا ﴿۱۰﴾ وَتَعْلَمُ مُنْقَلَبَنَا

قدرت میں ہیں[3]، تو ہمارے ٹھکانے اور سونپے جانے کی جگہ کو جانتا ہے[4]، تو ہماری حرکت اور منزل اور

وَمَثْوَانَا ﴿۱۱﴾ وَسِرَّنَا وَعَلَانِيَتَنَا ﴿۱۲﴾ وَتَطَّلِعُ عَلَىٰ نِيَّاتِنَا ﴿۱۳﴾

ہمارے پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا ہے[5]، اور تو ہماری نیتوں سے مطلع ہے

---

[1]- بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ بڑا بخشنے والا اور غفور ورحیم ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر توبہ قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے اور اس نے بخشنے کو اپنی ایک صفات میں سے قرار دیا ہے، مثلا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: غَافِرِ الذَّنبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ (وہ ایسا خدا ہے کہ) جوگناہ معاف کرنے والا (اور) توبہ قبول کرنے والا ہے (غافر آیت ۳)، قابل ذکر بات یہ ہے کہ قرآن مجید کی مذکورہ آیت اس سورے کی ہے کہ جس کا نام ہی غافر ہے یعنی بخشنے والا جوکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات اور اس کی اس عظیم صفت کی طرف توجہات کو مبذول کرتا ہے، قرآن مجید کے ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَىٰ اور جوکوئی توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک عمل بجا لائے اور پھر راہِ راست پر قائم رہے تو میں اس کو بہت ہی بخشنے والا ہوں (طہٰ، آیت ۸۲)۔

[2]- اس مقام پر امام حسین علیہ السلام نے اپنے دشمن کا نام ذکر نہیں کیا بلکہ اس کی طرف فلاں ابن فلاں کے ذریعے اشارہ فرمایا ہے۔

[3]- یعنی میرے اور میرے دشمن کے تمام امو تجھ پر عیاں ہیں اور تو ہم دونوں پر قدرت وغلبہ رکھتا ہے۔

[4]- بعض مفسرین نے مُسْتَقَرَّنَا وَ مُسْتَوْدَعَنَا کو اصلاب وارحام اور حیات وموت سے تعبیر کیا ہے، عین ممکن ہے کہ اس سے مراد دونوں تفسیریں ہوں۔

[5]- قرآن مجید کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے کہ جس میں حضرت حق نے فرمایا: وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ اللہ وہ (سب کچھ) جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو (نحل، آیت ۱۹)۔

وَتُحِيطُ بِضَمَائِرِنَا ﴿١٤﴾ عِلْمُكَ بِمَا نُبْدِيهِ كَعِلْمِكَ بِمَا نُخْفِيهِ ﴿١٥﴾

اور ہمارے ضمیروں پر احاطہ رکھتا ہے[1]، تیرا علم مساوی ہے اس چیز کے لئے کہ جسے تو ظاہر کرتا ہے اور

وَمَعْرِفَتُكَ بِمَا نُبْطِنُهُ كَمَعْرِفَتِكَ بِمَا نُظْهِرُهُ ﴿١٦﴾ وَلَا يَنْطَوِي عَلَيْكَ

جسے تو ہم سے مخفی رکھتا ہے[2]، اور جس چیز کو ہم چھپاتے ہیں یا ظاہر کرتے ہیں دونوں کے متعلق تیرا علم

شَيْءٌ مِنْ أُمُورِنَا ﴿١٧﴾ وَلَا يَسْتَتِرُ دُونَكَ حَالٌ مِنْ أَحْوَالِنَا ﴿١٨﴾

یکساں ہے[3]، ہمارے امور میں سے کچھ بھی تجھ سے مخفی نہیں، اور نہ ہمارے حالات میں سے کوئی حالت

وَلَا لَنَا مِنْكَ مَعْقِلٌ يُحْصِنُنَا ﴿١٩﴾ وَلَا حِرْزٌ يُحْرِزُنَا ﴿٢٠﴾ وَلَا مَهْرَبٌ

تجھ پر پوشیدہ ہے، اور نہ ہمارے لئے کوئی پناہگاہ ہے کہ جو ہمیں تجھ سے محفوظ کر سکے، اور نہ کوئی حرز ہے جو

يَفُوتُكَ مِنَّا ﴿٢١﴾ وَلَا يَمْتَنِعُ الظَّالِمُ مِنْكَ بِسُلْطَانِهِ ﴿٢٢﴾ وَلَا

ہمیں بچا سکے، اور نہ کوئی قرارگاہ ہے کہ جو تجھے ہم سے دور کر سکے، اور ظالم اپنی تمام قدرت کے ساتھ تجھ سے

يُجَاهِدُكَ عَنْهُ جُنُودُهُ ﴿٢٣﴾ وَلَا يُغَالِبُكَ مُغَالِبٌ بِمَنَعَةٍ ﴿٢٤﴾

مقابلہ نہیں کر سکتا، اور نہ اس کا لشکر تجھ سے جنگ کر سکتا ہے، اور نہ کوئی غالب اپنی قدرت سے تجھ پر غلبہ

---

[1]- ضمیروں پر احاطہ سے مراد انسان کے باطن کے تمام جوانب سے آگاہ ہونا ہے۔

[2]- یعنی بندوں کے لئے جو چیز ظاہر یا مخفی ہے وہ اللہ کے نزدیک ظاہر ہے اور اللہ کے لئے ظاہر و مخفی کا علم یکساں ہے۔

[3]- یعنی اللہ تعالٰی کے نزدیک مخفی اور باطن کوئی معنی نہیں رکھتے اس کے لئے ہر شی ظاہر و آشکار ہے۔

وَلَا يُعَازُّكَ مُتَعَزِّزٌ بِكَثْرَةٍ ﴿٢٥﴾ أَنْتَ مُدْرِكُهُ أَيْنَ مَا سَلَكَ ﴿٢٦﴾

پاسکتا ہے، اور نہ ہی کوئی صاحب عزت کثرت کی بناء پر تجھ پر غلبہ پاسکتا، وہ جہاں بھی چلا جائے تو

وَقَادِرٌ عَلَيْهِ أَيْنَ لَجَأَ فَمَعَاذُ الْمَظْلُومِ مِنَّا بِكَ ﴿٢٧﴾

اس پر قابو پانے والا ہے، اور جہاں بھی وہ پناہ لے تو اس پر قدرت رکھتا ہے، پس ہم میں سے ہر مظلوم کی

وَتَوَكُّلُ الْمَقْهُورِ مِنَّا عَلَيْكَ ﴿٢٨﴾ وَرُجُوعُهُ إِلَيْكَ ﴿٢٩﴾

بازگشت تیری ہی طرف ہے، اور ہم میں سے ہر مغلوب کا توکل اور اس کی بازگشت تیری جانب ہے

وَيَسْتَغِيثُ بِكَ إِذَا خَذَلَهُ الْمُغِيثُ ﴿٣٠﴾ وَيَسْتَصْرِخُكَ إِذَا

اور جب فریادرس مظلوم کو تنہا چھوڑ کر اس کی نصرت نہ کرے تو وہ تجھ سے مدد طلب کرتا ہے، اور جب یار و

قَعَدَ عَنْهُ النَّصِيرُ ﴿٣١﴾ وَيَلُوذُ بِكَ إِذَا نَفَتْهُ الْأَفْنِيَةُ ﴿٣٢﴾

یاور اپنا ہاتھ کھینچ لے تو وہ تجھ سے مدد طلب کرتا ہے[1]، اور جب اسے دروازوں سے دھتکار دیا جاتا ہے تو وہ

وَيَطْرُقُ بَابَكَ إِذَا غُلِّقَتْ دُونَهُ الْأَبْوَابُ الْمُرْتَجَةُ ﴿٣٣﴾ وَيَصِلُ

تیری پناہ چاہتا ہے، اور جب تمام کمزور دروازے اس پر بند ہو جائیں تو تیرا دروازہ اس پر کھلا ہے، اور جب

إِلَيْكَ إِذَا احْتَجَبَتْ عَنْهُ الْمُلُوكُ الْغَافِلَةُ ﴿٣٤﴾ تَعْلَمُ مَا حَلَّ

غافل بادشاہوں اور اس کے درمیان حجاب حائل ہو جائے تو وہ تیری بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے، تو جانتا ہے

---

[1]- استغاثہ اور استصراخ دونوں کے معنی مدد طلب کرنے کے ہیں اس فرق کے ساتھ کہ استغاثہ میں آواز کا بلند ہونا ضروری نہیں ہے لیکن استصراخ میں انسان بلند آواز سے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتا ہے۔

بِهِ قَبْلَ أَنْ يَشْكُوَهُ إِلَيْكَ ﴿٣٥﴾ وَتَعْرِفُ مَا يُصْلِحُهُ قَبْلَ أَنْ

اس سے پہلے کہ وہ تجھ سے اپنی مصیبتوں کا شکوہ کرے، اور اس سے پہلے کہ وہ تجھ سے سوال کرے تو اس

يَدْعُوكَ لَهُ ﴿٣٦﴾ فَلَكَ الْحَمْدُ سَمِيعًا بَصِيرًا لَطِيفًا قَدِيرًا ﴿٣٧﴾

کے امور کی اصلاح کے متعلق علم رکھتا ہے، پس تیرے ہی لئے حمد ہے کہ تو سننے اور دیکھنے والا اور مہربان و

اَللَّهُمَّ إِنَّهُ قَدْ كَانَ فِي سَابِقِ عِلْمِكَ وَمُحْكَمِ قَضَائِكَ ﴿٣٨﴾

قدرت مند ہے، خدایا بیشک تیرے قدیم علم، اور قوی قضاء

وَجَارِي قُدْرَتِكَ ﴿٣٩﴾ وَمَاضِي حُكْمِكَ ﴿٤٠﴾ وَنَافِذِ مَشِيَّتِكَ

اور تیری جاری قدرت، اور قدیم حکم، اور نافذ مشیت

فِي خَلْقِكَ أَجْمَعِينَ ﴿٤١﴾ سَعِيدُهُمْ وَشَقِيُّهُمْ ﴿٤٢﴾ وَفَاجِرُهُمْ

میں تیری تمام مخلوقات میں سے سعادت مند، بدبخت فاجر اور نیکوکار کے متعلق علم موجود تھا

وَبَرُّهُمْ ﴿٤٣﴾ أَنْ جَعَلْتَ لِفُلَانِ ابْنِ فُلَانٍ عَلَيَّ قُدْرَةً

کہ اگر ان میں سے تو فلاں ابن فلاں کو مجھ پر قدرت عطا فرمائے گا تو وہ مجھ پر ظلم کرے گا

فَظَلَمَنِي بِهَا ﴿٤٤﴾ وَبَغَى عَلَيَّ لِمَكَانِهَا ﴿٤٥﴾ وَتَعَزَّزَ عَلَيَّ بِسُلْطَانِهِ

اور اپنی قدرت کی وجہ سے مجھ پر جنایت کرے گا، اور جو سلطنت تو نے اسے عطا کی ہے اس کی وجہ سے وہ

الَّذِي خَوَّلْتَهُ إِيَّاهُ ﴿٤٦﴾ وَتَجَبَّرَ عَلَيَّ بِعُلُوِّ حَالِهِ الَّتِي جَعَلْتَهَا

مجھ پر برتری کا اظہار کرے گا، اور مجھ پر تکبر کرے گا اس مقام کی وجہ سے کہ جو تو نے اسے عطا کیا ہے

لَهُ ﴿۴۷﴾ وَغَرَّهُ إِمْلاؤُكَ لَهُ ﴿۴۸﴾ وَأَطْغَاهُ حِلْمُكَ عَنْهُ ﴿۴۹﴾

اور (حقیقت تو یہ ہے کہ) تیرے عطا کردہ اقتدار نے اسے دھوکا دیا ہے، اور تیرے حلم نے اسے طغیان گر

فَقَصَدَنِي بِمَكْرُوهٍ عَجَزْتُ عَنِ الصَّبْرِ عَلَيْهِ ﴿۵۰﴾ وَتَعَمَّدَنِي بِشَرٍّ

بنادیا، جس کے نتیجہ میں اس نے میری نسبت ایسی برائی کا قصد کیاکہ جس پر صبر کرنے سے میں عاجز ہوں

ضَعُفْتُ عَنِ احْتِمَالِهِ ﴿۵۱﴾ وَلَمْ أَقْدِرْ عَلَى الانْتِصَارِ لِضَعْفِي

اور میری نسبت ایسے شر کا قصد کیاہے کہ جس پر تحمل میرے لئے دشوار ہے، اور میں اپنے ضعف کی وجہ

﴿۵۲﴾ وَالانْتِصَافُ مِنْهُ لِذُلِّي ﴿۵۳﴾ فَوَكَلْتُهُ إِلَيْكَ وَتَوَكَّلْتُ فِي

سے اس پر غلبہ حاصل نہیں کر سکتا اور میں اپنی کمزوری کی وجہ سے اپنے حق کواس سے حاصل نہیں

أَمْرِهِ عَلَيْكَ ﴿۵۴﴾ وَتَوَاعَدْتُهُ بِعُقُوبَتِكَ ﴿۵۵﴾ وَحَذَّرْتُهُ سَطْوَتَكَ

کر سکتا، لہذا میں اس معاملہ کو تیرے سپرد کرتا ہوں اور اس (ظالم) کے سلسلہ میں تجھ پر بھروسہ کرتا ہوں، اور

﴿۵۶﴾ وَخَوَّفْتُهُ نِقْمَتَكَ ﴿۵۷﴾ فَظَنَّ أَنَّ حِلْمَكَ عَنْهُ مِنْ ضَعْفٍ ﴿۵۸﴾

میں نے تیری عقوبت کا اس (ظالم) سے وعدہ کیا ہے، اور اسے تیرے قہر سے ہوشیار اور تیرے عذاب سے

وَحَسِبَ أَنَّ إِمْلاءَكَ لَهُ مِنْ عَجْزٍ ﴿۵۹﴾ وَلَمْ تَنْهَهُ وَاحِدَةٌ عَنْ

ڈرایا ہے، پس وہ یقین کر بیٹھا کہ اسکی نسبت تیرا حلم کسی ضعف کی وجہ سے ہے، اور تیرا اسے اقتدار عطا

أُخْرَى ﴿۶۰﴾ وَلا انْزَجَرَ عَنْ ثَانِيَةٍ بِأُولَى ﴿۶۱﴾ وَلَكِنَّهُ تَمَادَى

کرنا کسی عجز کی وجہ سے ہے، جس کی وجہ سے ایک سوء استفادہ سے دوسرے سوء استفادہ نے اسے نہ روکا

فِي غَيِّهِ ﴿٦٢﴾ وَتَتَابَعَ فِي ظُلْمِهِ ﴿٦٣﴾ وَلَجَّ فِي عُدْوَانِهِ ﴿٦٤﴾

اور نہ ہی اس نے پہلے ظلم کے بعد دوسرے ظلم کے ارتکاب سے اجتناب کیا، بلکہ اس نے گمراہی و فساد

وَاسْتَشْرَى فِي طُغْيَانِهِ ﴿٦٥﴾ جُرْأَةً عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي ﴿٦٦﴾ وَتَعَرُّضًا

کو جاری رکھا، اور پے در پے ظلم کیا، اور اپنی دشمنی میں سرگرم رہا، اور اپنی سرکشی میں اصرار کے ساتھ تیرے

لِسَخَطِكَ الَّذِي لَا تَرُدُّهُ عَنِ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٦٧﴾ وَقِلَّةَ اكْتِرَاثٍ

حضور جرأت کی، اور تیرے اس غضب کے مقابلے ڈٹا رہا کہ جسے تو ظالموں سے برطرف نہیں کرتا، اور

بِبَأْسِكَ الَّذِي لَا تَحْبِسُهُ عَنِ الْبَاغِينَ ﴿٦٨﴾ فَهَا أَنَا ذَا يَا سَيِّدِي

اعتناء نہ کی تیرے اس عذاب کی کہ جسے تو ظالموں کے سے نہیں روکتا، پس اے میرے سردار و آقا یہ میں

مُسْتَضْعَفٌ فِي يَدَيْهِ ﴿٦٩﴾ مُسْتَضَامٌ تَحْتَ سُلْطَانِهِ ﴿٧٠﴾ مُسْتَذِلٌّ

ہوں کہ جو اس ظالم کے ہاتھوں ناتواں اور اس کی سلطنت میں مقہور، اور اس کے عقاب کے سامنے ناتواں

بِعِقَابِهِ ﴿٧١﴾ مَغْلُوبٌ مَبْغِيٌّ عَلَيَّ مَقْصُودٌ ﴿٧٢﴾ وَجِلٌ خَائِفٌ مُرَوَّعٌ

اور مغلوب و مظلوم و مجبور ہو چکا ہوں، میں (اس ظالم کے مقابل) ڈرا ہوا، خوف زدہ، ہراساں اور مغلوب

مَقْهُورٌ ﴿٧٣﴾ قَدْ قَلَّ صَبْرِي ﴿٧٤﴾ وَضَاقَتْ حِيلَتِي ﴿٧٥﴾ وَانْغَلَقَتْ

ہوں، مجھ میں تاب صبر کم ہو چکی ہے، اور میری چارہ جوئی تنگ ہو چکی ہے، اور سوائے تیرے راستے کے

عَلَيَّ الْمَذَاهِبُ إِلَّا إِلَيْكَ ﴿٧٦﴾ وَانْسَدَّتْ عَلَيَّ الْجِهَاتُ إِلَّا جِهَتُكَ ﴿٧٧﴾

تمام راہیں اور وسائل مجھ پر بند ہو چکے ہیں، اور تیری جہت کے علاوہ تمام جہات مجھ پر مسدود ہو چکی ہیں

وَالْتَبَسَتْ عَلَيَّ أُمُورِي فِي رَفْعِ مَكْرُوهِهِ عَنِّي ﴿٧٨﴾ وَاشْتَبَهَتْ عَلَيَّ

اور اس کے ظلم کو دور کرنے میں تمام امور پیچیدہ ہو چکے ہیں، اور اس کے ظلم کے ازالہ کی طریقے پوشیدہ

الْآرَاءُ فِي إِزَالَةِ ظُلْمِهِ ﴿٧٩﴾ وَخَذَلَنِي مَنِ اسْتَنْصَرْتُهُ مِنْ عِبَادِكَ

ہو چکے ہیں، اور تیرے بندوں میں سے ان لوگوں نے میری مدد نہ کی کہ جن سے میں نے نصرت چاہی

﴿٨٠﴾ وَأَسْلَمَنِي مَنْ تَعَلَّقْتُ بِهِ مِنْ خَلْقِكَ طُرًّا ﴿٨١﴾ وَاسْتَشَرْتُ

اور تیرے بندوں میں سے جن سے متوسل ہوا ان میں سے ہر ایک نے مجھے (ظالم) کے حضور تسلیم کر دیا

نَصِيحِي فَأَشَارَ عَلَيَّ بِالرَّغْبَةِ إِلَيْكَ ﴿٨٢﴾ وَاسْتَرْشَدْتُ دَلِيلِي

پس میں نے اپنے نصیحت کرنے والے سے مشورہ کیا تو اس نے مجھے تیری طرف رغبت دلائی، اور جب

فَلَمْ يَدُلَّنِي إِلَّا عَلَيْكَ ﴿٨٣﴾ فَرَجَعْتُ إِلَيْكَ يَا مَوْلَايَ صَاغِرًا ﴿٨٤﴾

اپنے راہنما (عقل و فطرت) سے راہنمائی چاہی تو اس نے صرف تیری طرف راہنمائی کی، پس اے میرے

رَاغِمًا مُسْتَكِينًا عَالِمًا ﴿٨٥﴾ أَنَّهُ لَا فَرَجَ لِي إِلَّا عِنْدَكَ ﴿٨٦﴾

مولا میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں حقیر، کمزور اور تواضع و فروتنی کے ساتھ، میں جانتا ہوں کہ تیرے علاوہ

وَلَا خَلَاصَ لِي إِلَّا بِكَ ﴿٨٧﴾ أَنْجِزْ وَعْدَكَ فِي نُصْرَتِي ﴿٨٨﴾

کسی اور کے ذریعے مجھے نجات حاصل نہیں ہو سکتی، اور نہ ہی تیرے علاوہ کسی اور کے ذریعے خلاصی

وَإِجَابَةِ دُعَائِي ﴿٨٩﴾ فَإِنَّكَ قُلْتَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ الَّذِي لَا يُرَدُّ وَلَا

حاصل ہو سکتی ہے، پس تو میری نصرت اور قبولیتِ دعاء میں اپنے وعدے کو پورا فرما، بیشک تو نے فرمایا

يُبَدَّلُ ﴿٩٠﴾ وَمَنْ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنصُرَنَّهُ اللَّهُ ﴿٩١﴾ وَقُلْتَ جَلَّ جَلَالُكَ ﴿٩٢﴾

ہے اور تیرا یہ قول حق ہے کہ جسے نہ رد کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی بدلا جا سکتا ہے[1]، اور جس پر ظلم ہو بیشک اللہ

وَتَقَدَّسَتْ أَسْمَاؤُكَ ﴿٩٣﴾ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ﴿٩٤﴾ وَأَنَا فَاعِلُ

اسکی مدد فرماتا ہے[2]، اور تو کہ جس کی شان عظیم اور جس کے اسماء مقدس ہیں نے فرمایا: مجھ سے دعا کرو میں

مَا أَمَرْتَنِي ﴿٩٥﴾ فَاسْتَجِبْ لِي كَمَا وَعَدْتَنِي ﴿٩٦﴾ يَا مَنْ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ

تمہاری دعاء کو قبول کروں گا، اور میں نے تیرے حکم پر عمل کیا پس تو میری دعاء کو حسبِ وعدہ قبول فرما، اے

﴿٩٧﴾ وَإِنِّي لَأَعْلَمُ يَا سَيِّدِي أَنَّ لَكَ يَوْمًا تَنْتَقِمُ فِيهِ مِنَ الظَّالِمِ

وہ کہ جو (اپنے) وعدے کی مخالفت نہیں کرتا، اور بیشک میں جانتا ہوں اے میرے سردار کہ تیرے لئے

لِلْمَظْلُومِ ﴿٩٨﴾ وَأَيْقَنُ أَنَّ لَكَ وَقْتًا تَأْخُذُ فِيهِ مِنَ الْغَاصِبِ لِلْمَغْصُوبِ

ایک معین دن ہے کہ جس میں تو ظالم سے مظلوم کا انتقام لیتا ہے، اور مجھے یقین ہے کہ تیرے لئے ایک

---

[1]- اللہ تعالٰی کے اس فرمان کی طرف اشارہ ہے کہ جس میں اس نے دعاء کے قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے، اس ضمن میں باری تعالٰی کا ارشاد ہے: وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ اور تمہارا پروردگار کہتا ہے کہ تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاء قبول کروں گا (غافر، آیت ٦٠)۔

[2]- اس آیت کی طرف اشارہ ہے کہ جس میں اللہ تعالٰی نے فرمایا: وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ بِهِ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنصُرَنَّهُ اللَّهُ اور جس شخص نے اتنا ہی بدلہ لیا جتنی اسے اذیت دی گئی تھی پھر اس شخص پر زیادتی کی جائے تو اللہ ضرور اس کی مدد فرمائے گا (حج، آیت ٦٠)۔

لِأَنَّكَ لَا يَسْبِقُكَ مُعَانِدٌ ﴿۹۹﴾ وَلَا يَخْرُجُ عَنْ قَبْضَتِكَ ﴿۱۰۰﴾

ایسا وقت بھی ہے کہ جس میں تو غاصب سے مغصوب کا حق لیتا ہے، چونکہ تو وہ ہے کہ کوئی بھی دشمن

مُنَابِذٌ ﴿۱۰۱﴾ وَلَا تَخَافُ فَوْتَ فَائِتٍ ﴿۱۰۲﴾ وَلَكِنْ جَزَعِي وَهَلَعِي لَا

تیرے سامنے قدرت نمائی نہیں کرسکتا، اور نہ کوئی عہد شکن تیرے قبضۂ قدرت سے خارج ہو سکتا ہے، اور نہ

يَبْلُغَانِ بِيَ الصَّبْرَ عَلَى أَنَاتِكَ ﴿۱۰۳﴾ وَانْتِظَارِ حِلْمِكَ ﴿۱۰۴﴾

ہی امکان ہے کہ کوئی تجھ سے بچ کر نکل جائے، لیکن میری جزع و فزع اور حرص مجھے موقع نہیں دیتے کہ

فَقُدْرَتُكَ يَا مَوْلَايَ فَوْقَ كُلِّ قُدْرَةٍ ﴿۱۰۵﴾ وَسُلْطَانُكَ غَالِبٌ

میں تیری مہلت دینے اور تیرے حلم کی وجہ سے (تیرے) انتظار پر صبر کر سکوں، پس اے میرے مولا تیری

كُلِّ سُلْطَانٍ ﴿۱۰۶﴾ وَمَعَادُ كُلِّ أَحَدٍ إِلَيْكَ وَإِنْ أَمْهَلْتَهُ ﴿۱۰۷﴾

قدرت ہر صاحب قدرت پر حاوی ہے، اور تیری سلطنت ہر سلطنت پر غالب ہے، اور ہر ایک کی بازگشت

وَرُجُوعُ كُلِّ ظَالِمٍ إِلَيْكَ وَإِنْ أَنْظَرْتَهُ ﴿۱۰۸﴾ وَقَدْ أَضَرَّنِي يَا رَبِّ

تیری ہی جانب ہے گرچہ تو انہیں مہلت عطا فرمائے[1]، اور ہر ظالم کی بازگشت تیری ہی طرف ہے گرچہ تو

حِلْمُكَ عَنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ، وَطُولُ أَنَاتِكَ لَهُ وَإِمْهَالُكَ إِيَّاهُ

اسے مہلت عطا فرمائے، اور اے میرے پروردگار تیرا فلاں ابن فلاں پر حلم، اور اس کے حق میں تیری

---

[1]- آیۂ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ (بیشک ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور اسی کی بارگاہ میں واپس جانے والے ہیں) کی طرف اشارہ ہے (بقرہ، آیت ۱۵۶)۔

﴿۱۰۹﴾ وَكَادَ الْقُنُوطُ يَسْتَوْلِي عَلَيَّ لَوْلَا الثِّقَةُ بِكَ ﴿۱۱۰﴾ وَالْيَقِينُ

طویل مہلت و درگزر میرے حق میں ضرر کا سبب بن چکی ہے، اور اگر میں تجھ پر اعتماد اور تیرے وعدۂ

بِوَعْدِكَ ﴿۱۱۱﴾ فَإِنْ كَانَ فِي قَضَائِكَ النَّافِذِ وَقُدْرَتِكَ الْمَاضِيَةِ ﴿۱۱۲﴾

(نصرت) پر یقین نہ رکھتا تو قریب تھا کہ نا امیدی و یاس میں مبتلاء ہو جاتا، پس اگر تیری نافذ قضاء اور تیری

أَنْ يُنِيبَ أَوْ يَتُوبَ أَوْ يَرْجِعَ عَنْ ظُلْمِي ﴿۱۱۳﴾ أَوْ يَكُفَّ مَكْرُوهَهُ عَنِّي

حتمی قدرت میں موجود ہو کہ وہ تیری طرف پلٹ آئے گا، یا توبہ کرے گا، یا مجھ پر ظلم کرنے سے دستبردار

﴿۱۱۴﴾ وَيَنْتَقِلَ عَنْ عَظِيمِ مَا رَكِبَ مِنِّي ﴿۱۱۵﴾ فَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ،

ہو جائے گا، یا مجھے آزار پہنچانے سے رک جائے گا، اور میری نسبت جس عظیم گناہ کا ارتکاب کیا ہے اس

وَأَوْقِعْ ذَلِكَ فِي قَلْبِهِ السَّاعَةَ السَّاعَةَ قَبْلَ إِزَالَتِهِ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ

سے دستبردار ہو جائے گا، تو تو محمدؐ وآل محمدؐ پر درود نازل فرما، اور اس گناہ سے پلٹ آنے کو ابھی اسی وقت

بِهَا عَلَيَّ ﴿۱۱۶﴾ وَتَكْدِيرِهِ مَعْرُوفَكَ الَّذِي صَنَعْتَهُ عِنْدِي ﴿۱۱۷﴾ وَإِنْ

اس کے دل میں ڈال اس سے پہلے کہ جو نعمت تو نے مجھے عطا کی ہے وہ اسے زائل کر دے، اور اس چیز

كَانَ فِي عِلْمِكَ بِهِ غَيْرَ ذَلِكَ مِنْ مُقَامٍ عَلَى ظُلْمِي ﴿۱۱۸﴾ فَأَسْأَلُكَ

کو آلودہ کر دے کہ جسے تو نے میرے لئے معروف قرار دیا ہے، اور اگر اس کے مجھ پر ظلم کرنے کے متعلق

يَا نَاصِرَ الْمَظْلُومِ الْمَبْغِيِّ عَلَيْهِ إِجَابَةَ دَعْوَتِي ﴿۱۱۹﴾ فَصَلِّ عَلَى

تیرے علم میں کچھ اور ہو اور تو جانتا ہو کہ وہ ظلم سے دستبردار نہ ہوگا، تو پس میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، اے وہ

مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ، وَخُذْهُ مِنْ مَأْمَنِهِ أَخْذَ عَزِيزٍ مُقْتَدِرٍ ﴿۱۲۰﴾

کہ جو ستمدیدہ مظلوم کی نصرت کرنے والا ہے کہ تو میری دعاء کو قبول فرما، محمدؐ وآل محمدؐ پر درود نازل فرما اور

وَافْجَأْهُ فِي غَفْلَتِهِ مُفَاجَاةَ مَلِيكٍ مُنْتَصِرٍ ﴿۱۲۱﴾ وَاسْلُبْهُ نِعْمَتَهُ

اسے اس کی امن گاہ سے زبردست صاحب اقتدار کی طرح اپنی گرفت میں لے لے، اور ناگہاں اس سے

وَسُلْطَانَهُ ﴿۱۲۲﴾ وَفُلَّ عَنْهُ جُنُودَهُ وَأَعْوَانَهُ ﴿۱۲۳﴾ وَمَزِّقْ مُلْكَهُ

اس کی غفلت میں قہر کے ساتھ انتقام لے، اور اسے عطا کردہ نعمت اور اس کی سلطنت کو سلب فرما، اور

كُلَّ مُمَزَّقٍ ﴿۱۲۴﴾ وَفَرِّقْ أَنْصَارَهُ كُلَّ مُفَرَّقٍ ﴿۱۲۵﴾ وَأَعْرِهِ مِنْ

اس کے لشکر اور مددگاروں کو شکست عطا فرما، اور اس کی تمام حکومت کو متفرق فرما، اور اس کے تمام

مددگاروں میں ہر طرح کا تفرقہ پیدا ڈال دے

نِعْمَتِكَ الَّتِي لَمْ يُقَابِلْهَا بِالشُّكْرِ ﴿۱۲۶﴾ وَانْزَعْ عَنْهُ سِرْبَالَ عِزِّهِ

اور اسے اس نعمت سے عریاں (محروم) فرما کہ جس کے بدلے اس نے شکر نہیں کیا، اور اس سے لباس

الَّذِي لَمْ يُجَازِهِ بِالْإِحْسَانِ ﴿۱۲۷﴾ وَاقْصِمْهُ يَا قَاصِمَ الْجَبَابِرَةِ ﴿۱۲۸﴾ وَأَهْلِكْهُ

عزت کو اتار لے کہ جس کے بدلے اس نے احسان نہیں کیا، اور اسے ہلاک فرما اے جابروں کو ہلاک کرنے

يَا مُهْلِكَ الْقُرُونِ الْخَالِيَةِ ﴿۱۲۹﴾ وَأَبِرْهُ يَا مُبِيرَ الْأُمَمِ الظَّالِمَةِ ﴿۱۳۰﴾

والے، اور اسے ہلاک فرما اے ماضی میں بسنے والوں کو ہلاک کرنے والے، اور اسے نابود فرما اے ظالم امتوں

وَاخْذُلْهُ يَا خَاذِلَ الْفِئَاتِ الْبَاغِيَةِ ﴿١٣١﴾ وَابْتُرْ عُمُرَهُ ﴿١٣٢﴾ وَابْتَزَّ

کو نابود کرنے والے، اور اسے شکست عطا فرما اے گروہ ستمگار کو شکست دینے والے، اور اس کی عمر کو منقطع

مُلْكَهُ ﴿١٣٣﴾ وَعَفِّ أَثَرَهُ ﴿١٣٤﴾ وَاقْطَعْ خَبَرَهُ ﴿١٣٥﴾ وَاطْفِئْ نَارَهُ ﴿١٣٦﴾

فرما اور اس کی سلطنت کو سلب فرما، اور اس کے اثر کو محو فرما، اور اس کی خبر کو قطع فرما(اس کا نام ونشان مٹا

وَأَظْلِمْ نَهَارَهُ ﴿١٣٧﴾ وَكَوِّرْ شَمْسَهُ ﴿١٣٨﴾ وَأَزْهِقْ نَفْسَهُ ﴿١٣٩﴾ وَاهْشِمْ

دے)، اور اس کی آگ کو خاموش فرما[1] اور اس کے دن کو تاریک فرما[2]، اور اس کے نور اور روشنائی کو بے

شِدَّتَهُ ﴿١٤٠﴾ وَجُذَّ سَنَامَهُ ﴿١٤١﴾ وَارْغِمْ أَنْفَهُ ﴿١٤٢﴾ وَلَا تَدَعْ لَهُ

نور بنادے[3]، اور اس کے نفس کو اس کے بدن سے نکال دے[4]، اور اس کی شدت وقوت کو توڑدے، اور

جُنَّةً إِلَّا هَتَكْتَهَا ﴿١٤٣﴾ وَلَا دِعَامَةً إِلَّا قَصَمْتَهَا ﴿١٤٤﴾ وَلَا كَلِمَةً

اس کی بزرگی کو شکست عطا فرما، اور اس کی ناک کو خاک میں ملادے، اور اس کے لئے کوئی سپر اور نہ کوئی

مُجْتَمِعَةً إِلَّا فَرَّقْتَهَا ﴿١٤٥﴾ وَلَا قَائِمَةَ عُلُوٍّ إِلَّا وَضَعْتَهَا ﴿١٤٦﴾ وَلَا رُكْنًا

ستون باقی رہ جائے کہ جسے تو نے نہ توڑا ہو، اور نہ کوئی اتحاد باقی رہ جائے کہ جسے تو نے تفرقہ میں نہ بدل دیا

---

[1]- نار سے مراد انسان کی شہرت بھی ہو سکتی ہے۔

[2]- نہار سے مراد ذریعۂ معاش بھی ہو سکتا ہے۔

[3]- شمس سے انسان کی قدرت مراد ہو سکتی ہے۔

[4]- نفس کو بدن سے نکالنے سے مراد ظالم کے لئے موت کی دعاء مانگنا ہے۔

إِلَّا وَهِنْتَهُ ﴿١٤٧﴾ وَلَا سَبَبًا إِلَّا قَطَعْتَهُ ﴿١٤٨﴾ وَأَرِهِ أَنْصَارَهُ

ہو، اور نہ کوئی بلندی باقی رہ جائے کہ جسے تو پستی میں نہ بدل دے، اور نہ کوئی رکن باقی رہ جائے کہ جسے

وَجُنْدَهُ عَبَادِيدَ بَعْدَ الْأُلْفَةِ ﴿١٤٩﴾ وَشَتَّى بَعْدَ اجْتِمَاعِ الْكَلِمَةِ

تو نے ضعیف نہ بنادیا ہو، اور نہ ہی کوئی وسائل باقی رہ گئے ہوں کہ جسے تو نے مسدود نہ کردیا ہو، اور تو اسے

وَمُقْنِعِي الرُّؤُوسِ بَعْدَ الظُّهُورِ عَلَى الْأُمَّةِ ﴿١٥٠﴾ وَاشْفِ ﴿١٥١﴾

دکھلا اس کے انصار و لشکر کو ایک دوسرے سے نفرت میں متفرق ہوتے ہوئے، اور ان میں اتحاد کے بعد

بِزَوَالِ أَمْرِهِ الْقُلُوبَ الْمُنْقَلِبَةَ الْوَجِلَةَ ﴿١٥٢﴾ وَالْأَفْئِدَةَ اللَّهِفَةَ

تفرقہ اور امت میں ان کے غرور کو ذلت میں بدلتا ہوا دکھلا، اور اس کی حکومت کے زوال کے ذریعے آسودگی

وَالْأُمَّةَ الْمُتَحَيِّرَةَ ﴿١٥٣﴾ وَالْبَرِيَّةَ الضَّائِعَةَ ﴿١٥٤﴾ وَأَدِلْ بِبَوَارِهِ ﴿١٥٥﴾

عطا فرما منقلب، خوفزدہ، محزون قلوب اور متحیر امت اور گمراہ افراد کو، اور اس کی ہلاکت کے ذریعے تعطیل

الْحُدُودَ الْمُعَطَّلَةَ ﴿١٥٦﴾ وَالْأَحْكَامَ الْمُهْمَلَةَ ﴿١٥٧﴾ وَالسُّنَنَ الدَّائِرَةَ

شدہ حدود اور متروکہ اعمال کو زندہ فرما اور منحرف شدہ سنتوں

وَالْمَعَالِمَ الْمُغَيَّرَةَ ﴿١٥٨﴾ وَالتِّلَاوَاتِ الْمُتَغَيِّرَةَ ﴿١٥٩﴾ ﴿١٦٠﴾

اور تبدیل شدہ قوانین، اور وہ تحریف شدہ تفسیر قرآن

وَالْآيَاتِ الْمُحَرَّفَةِ ﴿١٦١﴾ وَالْمَدَارِسِ الْمَهْجُورَةِ

اور تحریف شدہ معانی آیات[1]، اور متروکہ مدارس (عقائد و مکاتب فکر)[2]

﴿١٦٢﴾ وَالْمَحَارِيبِ الْمَجْفُوَّةِ ﴿١٦٣﴾ وَالْمَسَاجِدِ الْمَهْدُومَةِ ﴿١٦٤﴾ وَأَشْبِعْ

اور مذموم محرابیں، اور منہدم مساجد کی اصلاح فرما، اور اس ظالم کی ہلاکت سے لاغر شکموں کی بھوک کو برطرف

بِهِ الْخِمَاصَ السَّاغِبَةَ ﴿١٦٥﴾ وَأَرْوِ بِهِ اللَّهَوَاتِ اللَّاغِبَةَ ﴿١٦٦﴾ وَالْأَكْبَادَ

فرما، اور اس ظالم کی ہلاکت سے تشنہ حلق اور پیاسے جگروں کو سیراب فرما[3]

الظَّامِئَةَ ﴿١٦٧﴾ وَأَرِحْ بِهِ الْأَقْدَامَ الْمُتْعَبَةَ ﴿١٦٨﴾ وَأَطْرِقْهُ بِلَيْلَةٍ

اور اس ظالم کی ہلاکت سے رنج دیدہ اقدام کو سکون عطا فرما، اور اس کی گرفت فرما ایک ہی رات میں کہ جس

لَا أُخْتَ لَهَا ﴿١٦٩﴾ وَسَاعَةٍ لَا شِفَاءَ مِنْهَا ﴿١٧٠﴾ وَبِنَكْبَةٍ لَا

کی دوسری رات نہ ہو اور اس وقت میں کہ جس میں کوئی شفاء نہ ہو، اور اس کی گرفت فرما اس مصیبت کے

انْتِعَاشَ مَعَهَا ﴿١٧١﴾ وَبِعَثْرَةٍ لَا إِقَالَةَ مِنْهَا ﴿١٧٢﴾ وَأَبِحْ حَرِيمَهُ ﴿١٧٣﴾

ذریعے کہ جس میں کسی قسم کی تلافی نہ ہو، اور اس لغزش کے ذریعے کہ جس سے چھٹکارا نہ ہو، اس کی حرمت

---

[1]- جملۂ وَالآيَاتِ الْمُحَرَّفَةِ بعض نسخوں میں موجود نہیں ہے۔

[2]- مدارس متروکہ سے مراد شاید مدرسۂ اہل بیتؑ ہو کہ جس کی پیروی سے مسلمانون نے منہ موڑ لیا ہے۔

[3]- اللَّهَوَاتِ کے معنی اس گوشت کے ہیں کہ جو حلق کے اطراف پائے جاتے ہیں۔

وَنَغِّصْ نِعْمَتَهُ ﴿١٧٤﴾ وَأَرِهِ بَطْشَتَكَ الْكُبْرَىٰ ﴿١٧٥﴾ وَنِقْمَتَكَ

کو مباح فرما[1]، اور اس کی نعمتوں کو مکدر فرما، اور اسے اپنی عظیم سختی، شدید انتقام

الْمُثْلَىٰ ﴿١٧٦﴾ وَقُدْرَتَكَ الَّتِي هِيَ فَوْقَ كُلِّ قُدْرَةٍ ﴿١٧٧﴾

اور اس قدرت کا مشاہدہ کرواکہ جس پر کوئی اور قدرت نہیں ہے، اور تیری اس سلطنت کو دکھلا کہ جو

وَسُلْطَانَكَ الَّذِي هُوَ أَعَزُّ مِنْ سُلْطَانِهِ ﴿١٧٨﴾ وَأَغْلِبْهُ لِي بِقُوَّتِكَ

اس کی سلطنت پر غالب ہے، اور میرے حق میں اس پر اپنی قوی قوت اور شدید عذاب کے ذریعے قہر نازل

الْقَوِيَّةِ ﴿١٧٩﴾ وَمِحَالِكَ الشَّدِيدِ ﴿١٨٠﴾ وَامْنَعْنِي بِمَنَعَتِكَ الَّتِي كُلُّ

فرما، اور مجھے اس سے اپنی اس قدرت کے ذریعے محفوظ فرما کہ جس کے مقابل تمام مخلوقات حقیر و پست

خَلْقٍ فِيهَا ذَلِيلٌ ﴿١٨١﴾ وَابْتَلِهِ بِفَقْرٍ لَا تَجْبُرُهُ ﴿١٨٢﴾ وَبِسُوءٍ لَا تَسْتُرُهُ

ہیں، اور اسے ایسے فقر میں مبتلاء فرما کہ جسے تو رد نہ فرمائے، اور ایسی آفت میں مبتلاء فرما کہ جس

﴿١٨٣﴾ وَكِلْهُ إِلَىٰ نَفْسِهِ فِيمَا يُرِيدُ ﴿١٨٤﴾ إِنَّكَ فَعَّالٌ لِمَا تُرِيدُ ﴿١٨٥﴾

سے تو اسے نہ بچائے، اور جو کچھ وہ ارادہ رکھتا ہے اس میں اسے اس کے حال پر چھوڑ دے، چونکہ بیشک تو جو

وَأَبْرِئْهُ مِنْ حَوْلِكَ وَقُوَّتِكَ ﴿١٨٦﴾ وَأَحْوِجْهُ إِلَىٰ حَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ ﴿١٨٧﴾

چاہتا ہے انجام دیتا ہے[1]، اور اسے اپنی قدرت و قوت سے دور فرما، اور اسے اسی کی قدرت و قوت کے

[1]- یعنی اس کی بے حرمتی کو جائز قرار دے۔

وَأَذِلَّ مَكْرَهُ بِمَكْرِكَ ﴿۱۸۸﴾ وَادْفَعْ مَشِيَّتَهُ بِمَشِيَّتِكَ ﴿۱۸۹﴾ وَأَسْقِمْ

سپرد کردے[2]، اور اپنی تدبیر کے ذریعے اس کے مکر کو شکست عطا فرما، اور اس کے ارادے کو اپنی مشیت

جَسَدَهُ ﴿۱۹۰﴾ وَأَيْتِمْ وَلَدَهُ ﴿۱۹۱﴾ وَأَنْقِصْ أَجَلَهُ ﴿۱۹۲﴾ وَخَيِّبْ أَمَلَهُ

سے رد کردے، اور اس کے جسم کو بیماری میں مبتلاء فرما، اور اس کے فرزند کو یتیم فرما، اور اس کی عمر کو کم

﴿۱۹۳﴾ وَأَذِلَّ دَوْلَتَهُ ﴿۱۹۴﴾ وَأَطِلْ عَوْلَتَهُ ﴿۱۹۵﴾ وَاجْعَلْ شُغْلَهُ فِي

کردے، اور اس کی آرزو کو پورا نہ ہونے دے، اور اس کی حکومت کو زائل فرما، اور اس کے گریہ کو طولانی

بَدَنِهِ ﴿۱۹۶﴾ وَلَا تَفُكَّهُ مِنْ حُزْنِهِ ﴿۱۹۷﴾ وَصَيِّرْ كَيْدَهُ فِي

بنادے، اور اسے اپنے بدن میں مشغول فرما[3]، اور اسے اس کے حزن سے نجات عطا نہ کر، اور اس کے

ضَلَالٍ ﴿۱۹۸﴾ وَأَمْرَهُ إِلَى زَوَالٍ ﴿۱۹۹﴾ وَنِعْمَتَهُ إِلَى انْتِقَالٍ ﴿۲۰۰﴾

مکر کو گمراہ فرما، اور اس کے امر کو زوال کی طرف لے جا، اور اس کی نعمتوں کو ختم فرما، اور اس کی کوشش کو

---

[1]- آیۂ إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ (بیشک آپ کا رب جو ارادہ فرماتا ہے کر گزرتا ہے) کی طرف اشارہ ہے (ہود، آیت ۱۰۷)۔

[2]- اگر اللہ کسی کو اس کے حال پر چھوڑدے تو وہ اس کی ہلاکت کا سبب بنتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ سے ان الفاظ میں دعاء مانگنی چاہیئے: رَبِّ لَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ اَبَدًا خدایا مجھے پلک جھپکنے کی مدت کے لئے بھی میرے نفس کے حوالے نہ فرما۔

[3]- ظالم کو اس کے بدن میں مشغول کرنے سے مراد اس کو بیماریوں میں مبتلاء کرنے کی بد دعاء کرنا ہے۔

وَجَدَّهُ فِي سَفَالٍ ﴿٢٠١﴾ وَسُلْطَانَهُ فِي اضْمِحْلَالٍ ﴿٢٠٢﴾ وَعَاقِبَةَ

ناکام فرما، اور اس کی سلطنت کو نابود فرما، اور اس کی عاقبت کو بدترین حالت میں بدل دے

أَمْرِهِ إِلَى شَرِّ حَالٍ ﴿٢٠٣﴾ وَأَمِتْهُ بِغَيْظِهِ إِذَا أَمَتَّهُ ﴿٢٠٤﴾ وَأَبْقِهِ

اور جب تو اسے موت عطا فرمائے تو اسے اپنے غضب کے ساتھ ہلاک فرما، اور اگر اسے باقی رکھنا ہو تو اسے

لِحُزْنِهِ إِنْ أَبْقَيْتَهُ ﴿٢٠٥﴾ وَقِنِي شَرَّهُ وَهَمْزَهُ وَلَمْزَهُ ﴿٢٠٦﴾ وَسَطْوَتَهُ

اپنے حزن میں باقی رکھ، اور مجھے اس کے شر، طعنہ زنی، عیب جوئی، قہر اور دشمنی سے محفوظ فرما

وَعَدَاوَتَهُ ﴿٢٠٧﴾ وَالْمَحْهُ لَمْحَةً تُدَمِّرُ بِهَا عَلَيْهِ ﴿٢٠٨﴾ فَإِنَّكَ أَشَدُّ

اور اس پر ایک ایسی نظر فرما کہ جس کی وجہ سے وہ ہلاک ہو جائے، بیشک تو عذاب میں سخت اور

بَأْسًا وَأَشَدُّ تَنْكِيلًا ﴿٢٠٩﴾ .

عقاب کرنے میں بڑا شدید ہے



شمارۂ دعاء: ۴۔ دعاء عشرات (حاجات کی قبولیت کے لئے بہترین دعاء) [1] ۵۴ جملے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے کہ جو رحمٰن و رحیم ہے

سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا

اللہ پاک و منزہ ہے، اور ساری حمد اللہ کے لئے ہے، اور کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے اور اللہ اس سے بڑا

حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ﴿۱﴾ سُبْحَانَ اللّٰهِ بِالْغُدُوِّ

ہے کہ اس کی توصیف کی جائے، اور کوئی قدرت و طاقت نہیں سوائے علی و عظیم پروردگار کے، اور میں

[1]- دعاء عشرات کہ جو امام حسینؑ ابن علیؑ ابن ابیطالب سے منسوب ہے کو کتاب مہج الدعوات: ص ۱۴۹، البلد الامین: ص ۲۴، المصباح للکفعمی: ص ۸۷، اور الصحیفۃ الحسینیۃ للشہرستانی: ص ۱۴ میں نقل کیا گیا ہے۔

حاجت کی برآوری کے لئے اس دعاء کا روز جمعہ بوقت عصر پڑھنا بے حد مفید ہے، گرچہ ہر دن صبح و شام کے وقت بھی اس دعاء کا پڑھنا وارد ہوا ہے، لیکن اس کی اصل فضیلت وہی روز جمعہ میں عصر کے وقت پڑھنے میں ہے۔

اس مقام پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ دعاء عشرات مختلف طرق اور راویوں سے وارد ہوئی ہے لہذا مختلف کتب ادعیہ میں اس دعاء کے متن میں اضافہ یا کمی نظر آتی ہے۔

وَٱلْأَصَالِ ﴿٢﴾ سُبْحَانَ ٱللَّهِ فِيْ آنَاءِ ٱللَّيْلِ وَأَطْرَافِ ٱلنَّهَارِ ﴿٣﴾

اللہ کی تسبیح کرتا ہوں صبح اور دن کے آخری وقت میں[1]، میں اللہ کی تسبیح کرتا ہوں راتوں کی گھڑیوں اور

سُبْحَانَ ٱللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ ﴿٤﴾ وَلَهُ ٱلْحَمْدُ

دن کے حدود میں، اور میں اللہ کی تسبیح کرتا ہوں جب تم شام اور صبح کرتے ہو، اور آسمانوں اور زمین

فِي ٱلسَّمَاوَاتِ وَٱلْأَرْضِ، وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ ﴿٥﴾ يُخْرِجُ

میں ساری حمد اسی کے لئے ہے رات کے وقت اور جب دوپہر کرتے ہو، وہ زندہ کو مردے سے نکالتا

ٱلْحَيَّ مِنَ ٱلْمَيِّتِ، وَيُخْرِجُ ٱلْمَيِّتَ مِنَ ٱلْحَيِّ، وَيُحْيِي ٱلْأَرْضَ بَعْدَ

ہے اور مردے کو زندہ سے نکالتا ہے، اور زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ (سرسبز) کر دیتا ہے، اسی

مَوْتِهَا وَكَذَٰلِكَ تُخْرَجُونَ ﴿٦﴾ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ ٱلْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ،

طرح تم (مرنے کے بعد) نکالے جاؤگے[2]، پاک ہے آپ کا پروردگار جوکہ عزت کا مالک ہے ان (غلط)

---

[1] - طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک کے وقت کو غدو اور دن کے آخری حصے کو آصال کہتے ہیں۔

[2] - تمسون سے شام کا وقت، تصبحون سے صبح کا وقت، عشیا سے عشاء کا وقت، تظھرون سے ظہر کا وقت مراد ہے، یہ دعائیہ جملے قرآن مجید کی ان آیات سے ماخوذ ہیں: فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذَٰلِكَ تُخْرَجُونَ لہذا تم لوگ تسبیح پروردگار کرو اس وقت جب شام کرتے ہو اور جب صبح کرتے ہو، اور زمین وآسمان میں ساری حمد اسی کے لئے ہے اور عصر کے ہنگام اور جب دوپہر کرتے ہو، وہ زندہ کو مردے سے نکالتا ہے اور مردے کو زندہ سے نکالتا ہے، اور زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ (سرسبز) کر دیتا ہے، اسی طرح تم (مرنے کے بعد) نکالے جاؤگے (روم، آیت ۱۷-۱۹)۔

وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۷﴾ سُبْحَانَ

باتوں سے جو وہ بیان کرتے ہیں، اور سلام ہو رسولوں پر، اور ہر طرح کی تعریف ہے اس اللہ کیلئے جو سارے

رَبِّكَ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿۸﴾ سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوتِ

جہانوں کا پروردگار ہے[1]، تمہارا رب پاک ہے جوکہ عرشِ عظیم کا رب ہے، پاک و منزہ ہے ملکیت و

﴿۹﴾ سُبْحَانَ ذِي الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْجَبَرُوتِ ﴿۱۰﴾ سُبْحَانَ الْمَلِكِ

حکومت والا، پاک و منزہ ہے عزت و عظمت و اقتدار والا، پاک ہے وہ خدا کہ جو بادشاہ، زندہ

الْحَيِّ الْقُدُّوسِ ﴿۱۱﴾ سُبْحَانَ الدَّائِمِ الْقَائِمِ ﴿۱۲﴾ سُبْحَانَ الْقَائِمِ

اور مقدس (پاک صفات والا) ہے، پاک ہے وہ خدا کا کہ جو قائم و دائم ہے

الدَّائِمِ ﴿۱۳﴾ سُبْحَانَ الْحَيِّ الْقَيُّومِ ﴿۱۴﴾ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى ﴿۱۵﴾

پاک ہے وہ خدا کہ جو زندہ و پایندہ ہے، پاک ہے میرا بلند پروردگار

سُبْحَانَ الْعَلِيِّ الْأَعْلَى، سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى ﴿۱۶﴾ سُبْحَانَ اللَّهِ السُّبُّوحِ

پاک و منزہ ہے بلند ترین خدا، وہ پاک و بلند مرتبہ ہے، اللہ پاک و منزہ ہے کہ جس کی تسبیح کی جاتی ہے اور جو

الْقُدُّوسِ رَبِّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ ﴿۱۷﴾ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَصْبَحْتُ مِنْكَ

پاک اور ملائکہ و روح کا پروردگار ہے، خدایا میں نے صبح کی ہے تیری جانب سے نعمت و عافیت میں پس تو

---

[1]- یہ جملے قرآن مجید کی ان آیات سے ماخوذ ہیں: سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ پاک ہے آپ کا پروردگار جوکہ عزت کا مالک ہے ان (غلط) باتوں سے جو وہ بیان کرتے ہیں، اور سلام ہو رسولوں (ع) پر، اور ہر طرح کی تعریف ہے اس اللہ کیلئے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے (آیت ۱۸۰۔۱۸۲)۔

فِي نِعْمَةٍ وَعَافِيَةٍ فَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ، وَتَمِّمْ عَلَيَّ نِعْمَتَكَ

محمدؐ و آل محمدؐ پر درود نازل فرما، اور اپنی نعمت و عافیت کو مجھ پر کامل فرما

وَعَافِيَتَكَ وَارْزُقْنِي شُكْرَكَ ﴿۱۸﴾ اَللّٰهُمَّ بِنُورِكَ اهْتَدَيْتُ

اور مجھے اپنا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرما، خدایا میں نے تیرے نور کے ذریعے ہدایت پائی

وَبِفَضْلِكَ اسْتَغْنَيْتُ، وَبِنِعْمَتِكَ أَصْبَحْتُ وَأَمْسَيْتُ، ذُنُوبِي

اور تیرے فضل کے ذریعے مستغنی ہوا، اور تیری نعمت میں صبح و شام کی، میرے گناہ تیرے سامنے ہیں

بَيْنَ يَدَيْكَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ، لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ

پس میں تجھ سے معافی چاہتا ہوں اور تیری طرف لوٹتا ہوں، جس کو تو عطا کرے اسے کوئی منع کرنے والا نہیں

وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، أَنْتَ الْجَدُّ لَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ

اور جسے تو منع کرے اسے کوئی عطا کرنے والا نہیں، تو صاحبِ عظمت ہے اور تیرے علاوہ کوئی بھی عظمت

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ﴿۱۹﴾ اَللّٰهُمَّ إِنِّي

صاحبِ عظمت کو فایدہ نہیں پہنچا سکتی، کوئی قدرت و طاقت نہیں سوائے خدائے علی و عظیم کے

أُشْهِدُكَ وَأُشْهِدُ مَلَائِكَتَكَ وَحَمَلَةَ عَرْشِكَ وَجَمِيعَ خَلْقِكَ

خدایا بیشک میں تجھے گواہ بناتا ہوں، اور تیرے ملائکہ، حاملان عرش، اور تیرے آسمانوں اور زمین میں بسنے والی

فِي سَمَاوَاتِكَ وَأَرْضِكَ أَنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ

تمام مخلوقات کو گواہ بناتا ہوں کہ بیشک تو ہی وہ خدا ہے کہ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں، تو اکیلا ہے اور تیرا کوئی

وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ صَلَّى اللّٰهُ

شریک نہیں، اور بیشک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ تیرے بندے اور فرستادہ ہیں

عَلَيْهِ وَآلِهِ ﴿۲۰﴾ أَللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِي هٰذِهِ الشَّهَادَةَ عِنْدَكَ حَتّٰى

خدایا تو اس گواہی کو اپنے نزدیک میرے لئے لکھ دے تاکہ قیامت کے دن تو اس گواہی کو

تُلَقِّنِيهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَقَدْ رَضِيتَ بِهَا عَنِّي، إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ

مجھ پر تلقین فرمائے اور اس ذریعے مجھ سے راضی ہو جائے، بیشک تو ہر چیز پر قادر و توانا ہے

شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۲۱﴾ أَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا تَضَعُ لَكَ السَّمَاوَاتُ

خدایا ساری حمد تیرے لئے ہے ایسی حمد کہ آسمان تیرے لئے تواضع کرتے ہیں، اور زمین اور اس پر بسنے

كَنَفَيْهَا وَتُسَبِّحُ لَكَ الْأَرْضُ وَمَنْ عَلَيْهَا ﴿۲۲﴾ أَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ

والے تیری تسبیح کرتے ہیں، خدایا حمد صرف تیرے لئے ہے جس کی ابتدا بلند اور جس کے آخر کی کوئی انتہاء

حَمْدًا يَصْعَدُ أَوَّلُهُ وَلَا يَنْفَدُ آخِرُهُ، حَمْدًا يَزِيدُ وَلَا يَبِيدُ سَرْمَدًا

نہیں، وہ حمد کہ جو ہمیشہ بڑھتی ہے اور کبھی ختم نہیں ہو سکتی، نہ وہ منقطع ہوتی ہے اور نہ ہی کبھی فنا پذیر

أَبَدًا لَا انْقِطَاعَ لَهُ وَلَا نَفَادَ، حَمْدًا يَصْعَدُ وَلَا يَنْفَدُ ﴿۲۳﴾

ہو سکتی ہے، وہ حمد کہ جو بڑھتی ہے اور کبھی ختم نہیں ہوتی

أَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ فِيَّ وَعَلَيَّ وَمَعِي وَقَبْلِي وَبَعْدِي وَأَمَامِي

خدایا تیرے لئے حمد ہے ان نعمتوں کے لئے کہ جو مجھ میں، مجھ پر، میرے ساتھ، مجھ سے قبل، میرے بعد

وَوَرَائِي وَخَلْفِي وَإِذَا مِتُّ وَفَنِيتُ يَا مَوْلَايَ ﴿۲۴﴾ أَللّٰهُمَّ

میرے سامنے، پیچھے ہیں اور میرے بعد اور جب میں مرکر فناء ہو جاؤں اے میرے مولا، خدایا تیرے لئے حمد

وَلَكَ الْحَمْدُ فِي كُلِّ عِرْقٍ سَاكِنٍ وَعَلَىٰ كُلِّ عِرْقٍ ضَارِبٍ ﴿۲۵﴾

ہے ہر اس رگ پر کہ جو نہیں پھڑکتی اور ہر اس رگ پر کہ جو پھڑکتی ہے[1]

أَللّٰهُمَّ وَلَكَ الْحَمْدُ عَلَىٰ كُلِّ أَكْلَةٍ وَشَرْبَةٍ وَبَطْشَةٍ وَنَشْطَةٍ

خدایا تیرے لئے حمد ہے میرے ہر کھانے، پینے، اور ہر قبض و بسط پر[2]، اور بال بال کے اگنے کے مقام پر

وَعَلَىٰ كُلِّ مَوْضِعِ شَعْرَةٍ ﴿۲۶﴾ أَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كُلُّهُ، وَلَكَ الْمَنُّ

تیری حمد و ثناء ہے، خدایا تمام حمد تیرے لئے ہے، اور تمام احسان تجھ سے ہیں، اور تمام مخلوقات کو

كُلُّهُ وَلَكَ الْخَلْقُ كُلُّهُ، وَلَكَ الْمُلْكُ كُلُّهُ، وَلَكَ الْأَمْرُ كُلُّهُ

تو نے ہی خلق کیا ہے[1]، اور تمام بادشاہت تیرے ہی لئے ہے، اور تمام اوامر تیرے ہی لئے ہیں

---

[1]- عرقِ ساکن ان باریک رگوں کو کہا جاتا ہے کہ جن میں خون کے دوران سے حرکت نہیں ہوتی لیکن ہاتھ اور دیگر اعضائے بدن میں کچھ رگیں ایسی ہیں کہ جو خون کے دوران سے پھڑکتی ہیں کہ جن کے ذریعے طبیب خون کے فشار کو درک کرتا ہے۔

[2]- انسان کے منہ میں کچھ ایسے عضلات ہیں کہ جو کھانا کھاتے وقت کھل کر بند ہوتے ہیں، اس مقام پر انہی عضلات کی طرف اشارہ ہے۔

وَبِيَدِكَ الْخَيْرُ كُلُّهُ، وَإِلَيْكَ يَرْجِعُ الْأَمْرُ كُلُّهُ عَلَانِيَتُهُ وَسِرُّهُ،

اور ہر خیر تیرے ہی دستِ قدرت سے جاری ہے، اور تمام ظاہر و باطن امور کی بازگشت تیری ہی جانب ہے

وَأَنْتَ مُنْتَهَى الشَّأْنِ كُلِّهِ[1] ﴿۲۷﴾ أَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى حِلْمِكَ

اور تو تمام عظمتوں کا منتہیٰ ہے، خدایا حمد تیرے لئے ہے تیرے حلم پر جبکہ تو میرے گناہوں کو جانتا ہے

بَعْدَ عِلْمِكَ فِيَّ وَلَكَ الْحَمْدُ عَلَى عَفْوِكَ عَنِّي بَعْدَ قُدْرَتِكَ عَلَيَّ

اور تیری بخشش پر تیری حمد ہے جبکہ تو مجھ پر پوری طرح قدرت رکھتا ہے

﴿۲۸﴾ أَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ صَاحِبَ الْحَمْدِ، وَوَارِثَ الْحَمْدِ، وَمَالِكَ

خدایا حمد تیرے لئے ہے کہ تو حمد کا صاحب، وارث اور مالک ہے

الْحَمْدِ، وَوَارِثَ الْمُلْكِ، بَدِيعَ الْحَمْدِ وَمُبْتَدِعَ الْحَمْدِ، وَفِيَّ الْعَهْدِ

اور بادشاہت کا وارث ہے، حمد کا آغاز اور حمد کو ایجاد کرنے والا ہے، وعدوں میں صادق الوعد

صَادِقَ الْوَعْدِ، عَزِيزَ الْجُنْدِ، قَدِيمَ الْمَجْدِ ﴿۲۹﴾ أَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ

ہے، تو لشکر کی قدرت ہے، تیری عظمت و بزرگی قدیم ہے، خدایا تیرے لئے حمد ہے اے وہ خدا کہ جو بلند

[1]- اس جملے کے تین معانی ہو سکتے ہیں: ۱۔ اللہ تمام مخلوقات کا خالق ہے، ۲۔ تمام مخلوقات پر اللہ ہی کا اختیار ہے ۳۔ تمام مخلوقات کی بازگشت اللہ کی جانب ہے۔

رَفِيعَ الدَّرَجَاتِ، مُجِيبَ الدَّعَوَاتِ، مُنْزِلَ الْآيَاتِ مِنْ فَوْقِ

درجات کا مالک [1]، دعاؤں کا جواب دینے والا، سات آسمانوں سے آیات کو نازل کرنے والا

سَبْعِ سَمَاوَاتٍ، مُخْرِجَ النُّورِ مِنَ الظُّلُمَاتِ مُبَدِّلَ السَّيِّئَاتِ

تاریکی سے نور کو نکالنے والا، گناہوں کو نیکیوں میں بدلنے والا [2] اور نیکیوں کے اعتبار سے

حَسَنَاتٍ، وَجَاعِلَ الْحَسَنَاتِ دَرَجَاتٍ ﴿۳۰﴾ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ

درجات عطا کرنے والا ہے [3]، خدایا حمد تیرے لئے ہے

غَافِرَ الذَّنْبِ، وَقَابِلَ التَّوْبِ، شَدِيدَ الْعِقَابِ، ذَا الطَّولِ، لَا إِلٰهَ

اے گناہوں کو بخشنے والے، توبہ کو قبول کرنے والے، شدید عذاب کرنے والے اور اے صاحب نعمت

---

[1]- اللہ تبارک نے اپنی اس صفت کو قرآن مجید میں یوں بیان فرمایا ہے: رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ وہ خدا بلند درجات کا مالک اور صاحبِ عرش ہے (غافر، آیت ۱۵)۔

[2]- برائیوں کو نیکیوں میں بدلنے کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: إِلَّا مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا علاوہ اس شخص کے جو توبہ کرلے اور ایمان لے آئے اور نیک عمل بھی کرے کہ پروردگار اس کی برائیوں کو اچھائیوں سے تبدیل کردے گا اور خدا بہت زیادہ بخشنے والا اور مہربان ہے (فرقان، آیت ۷۰)۔

[3]- قرآن مجید کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے کہ جس میں باری تعالیٰ نے فرمایا: وَلِكُلٍّ دَرَجَاتٌ مِّمَّا عَمِلُوا ۚ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ اور ہر ایک کے لئے اس کے اعمال کے مطابق درجات ہیں اور تمہارا پروردگار ان کے اعمال سے غافل نہیں ہے (انعام، آیت ۱۳۲)۔

إِلَّا أَنتَ ، إِلَيْكَ ٱلْمَصِيرُ ﴿٣١﴾ أَللَّهُمَّ لَكَ ٱلْحَمْدُ فِي ٱللَّيْلِ إِذَا

تیرے علاوہ کوئی اور خدا نہیں اور سب کی بازگشت تیری ہی جانب ہے، خدایا تیرے لئے حمد ہے رات میں

يَغْشَىٰ ﴿٣٢﴾ وَلَكَ ٱلْحَمْدُ فِي ٱلنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّىٰ ﴿٣٣﴾ وَلَكَ ٱلْحَمْدُ

جب وہ چھا جائے (اور ہر چیز کو اپنی تاریکی میں چھپالے)، اور تیرے لئے حمد ہے دن میں جبکہ وہ چمک اٹھے

فِي ٱلْآخِرَةِ وَٱلْأُولَىٰ ﴿٣٤﴾ وَلَكَ ٱلْحَمْدُ عَدَدَ كُلِّ نَجْمٍ فِي

اور تیرے لئے حمد ہے آخرت اور دنیا میں[1]، اور تیرے لئے حمد ہے آسمان میں ستاروں کے برابر

ٱلسَّمَاءِ ﴿٣٥﴾ وَلَكَ ٱلْحَمْدُ عَدَدَ كُلِّ قَطْرَةٍ فِي ٱلسَّمَاءِ ﴿٣٦﴾ وَلَكَ

اور تیرے لئے حمد ہے ان قطروں کے برابر کہ جو آسمان میں ہیں[2]، اور تیرے لئے حمد ہے

ٱلْحَمْدُ عَدَدَ كُلِّ قَطْرَةٍ نَزَلَتْ مِنَ ٱلسَّمَاءِ ﴿٣٧﴾ وَلَكَ ٱلْحَمْدُ عَدَدَ كُلِّ

ان قطروں کے برابر کہ جو آسمان سے نازل ہوتے ہیں، اور تیرے لئے حمد ہے سمندر میں موجود پانی کے

---

[1]- آخرت و اولیٰ کی نسبت انسان سے ہے نہ کہ خدا سے جیسے کہ باری تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ اور آخرت تمہارے لئے دنیا سے کہیں زیادہ بہتر ہے (ضحیٰ، آیت ۴)۔

[2]- آسمان میں قطروں سے مراد وہ پانی کے قطرات ہیں کہ جو زمین پر نازل نہیں ہوتے چونکہ زمین پر نازل ہونے والے قطرات کا آیندہ جملے میں تذکرہ ہے، امام عالی مقام کے اس فقرے سے واضح ہوتا ہے کہ زمین کے علاوہ آسمانوں میں دوسرے سیاروں پر بھی پانی کا وجود ہے، جس کی دور حاضر کے سائنسداں تصدیق کرتے ہیں۔

قَطْرَةٍ فِي الْبِحَارِ ﴿۳۸﴾ وَلَكَ الْحَمْدُ عَدَدَ الشَّجَرِ وَالْوَرَقِ، وَالثَّرَىٰ

کے برابر، اور تیرے لئے حمد ہے درخت اور اس کے پتے، اور خاک، مٹی کے ڈھیلے اور ریگ

وَالْمَدَرِ وَالْحَصَىٰ، وَالْجِنِّ وَالْإِنسِ، وَالطَّيْرِ وَالْبَهَائِمِ وَالسِّبَاعِ

اور جن وانس اور پرندوں، چارپایوں، درندوں، حیوانات (گائے، بھیڑ بکری، اونٹ)

وَالْأَنْعَامِ وَالْهَوَامِ ﴿۳۹﴾ وَلَكَ الْحَمْدُ عَدَدَ مَا عَلَىٰ وَجْهِ الْأَرْضِ

اور حشرات کے برابر، اور تیرے لئے حمد ہے روئے زمین اور زیر زمین، ہوا وفضا اور آسمان میں موجود

وَتَحْتَ الْأَرْضِ، وَمَا فِي الْهَوَاءِ وَالسَّمَاءِ ﴿۴۰﴾ وَلَكَ الْحَمْدُ

اشیاء کے برابر، اور تیرے لئے حمد ہے اس عدد کے برابر کہ جس کا شمار تیری کتاب میں موجود ہے

عَدَدَ مَا أَحْصَاهُ كِتَابُكَ، وَأَحَاطَ بِهِ عِلْمُكَ، حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا

اور جس پر تیرے علم نے احاطہ کیا ہوا ہے، ایسی حمد کہ جو بہت زیادہ، نیک اور اس میں ہمیشہ برکت ہو

مُبَارَكًا فِيهِ أَبَدًا ﴿۴۱﴾ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ

میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے، وہ اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے[1]

---

[1]- راوی کہتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے جملۂ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهَ سے دعاء کے آخر تک تمام جملوں کو دس دس مرتبہ دہرایا ہے اسی لئے دعاء کرنے والے کو چاہیئے ہے کہ وہ ان جملوں کی تلاوت کے وقت ان میں سے ہر ایک کو دس مرتبہ دہرائے۔

لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِي وَيُمِيتُ، وَيُمِيتُ وَيُحْيِي، وَهُوَ

اسی کے لئے بادشاہت اور اسی کے لئے حمد ہے، وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا، وہ موت دیتا ہے اور زندہ کرتا

حَيٌّ لَا يَمُوتُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۴۲﴾

ہے وہ ایسا زندہ ہے کہ جسے کبھی موت نہیں آتی، خیر اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ ﴿۴۳﴾

میں اللہ سے استغفار کرتا ہوں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں جو زندہ و پایندہ ہے اور اسی کی بارگاہ میں توبہ کرتا

يَا أَللّٰهُ يَا أَللّٰهُ يَا أَللّٰهُ ﴿۴۴﴾ يَا رَحْمَانُ يَا رَحْمَانُ يَا رَحْمَانُ ﴿۴۵﴾ يَا رَحِيمُ

ہوں، اے اللہ اے اللہ اے اللہ، اے رحمان اے رحمان اے رحمان، اے مہربان اے مہربان

يَا رَحِيمُ ﴿۴۶﴾ يَا حَنَّانُ يَا حَنَّانُ ﴿۴۷﴾ يَا مَنَّانُ يَا مَنَّانُ ﴿۴۸﴾ يَا حَيُّ

اے صاحب رحمت اے صاحب رحمت، اے منت والے اے منت والے، اے زندہ اے پایندہ

يَا قَيُّومُ ﴿۴۹﴾ يَا بَدِيعَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ﴿۵۰﴾

اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے، اے جلالت و کرم والے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ﴿۵۱﴾ يَا لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ ﴿۵۲﴾ أَللّٰهُمَّ صَلِّ

رحمان و رحیم اللہ کے نام سے، اے تو کہ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں، خدایا محمدؐ و آل محمدؐ پر درود نازل فرما

عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ ﴿٥٣﴾ آمِينَ آمِينَ ﴿٥٤﴾.

آمین آمین [1]

---

[1]- اس مقام پر دعاء عشرات ختم ہوئی لیکن دیگر مصادر میں وارد ہوا ہے کہ آمین آمین کی دس مرتبہ تکرار کے بعد سورۂ توحید کی تین مرتبہ تلاوت کی جائے اور اس کے بعد یہ دعاء پڑھی جائے:

اللهم اصنع بي ما أنت أهله، ولا تصنع بي ما أنا أهله، فإنك أهل التقوى

خدایا تو میرے ساتھ وہ سلوک کر کہ جس کا تو اہل ہے، اور میرے ساتھ وہ سلوک نہ کر کہ جس کا میں اہل ہوں، بیشک تو

وأهل المغفرة، وأنا أهل الذنوب والخطايا فارحمني، يا مولاي وأنت أرحم

تقوی و مغفرت والا ہے اور میں گناہکار اور خطاکار ہوں پس تو مجھ پر رحم فرما، اے میرے مولا تو رحم کرنے والوں

الراحمين

میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

مذکورہ دعاء کے بعد دس مرتبہ پڑھے:

لا حول ولا قوة إلا بالله، توكلت على الحي الذي لا يموت، والحمد لله

اللہ کے علاوہ کوئی قوت و طاقت نہیں، میں اس زندہ خدا پر توکل کرتا ہوں کہ جسے کبھی موت نہیں آتی اور حمد ہے اس

الذي لم يتخذ ولداً، ولم يكن له شريك في الملك، ولم يكن له وليّ من

اللہ کے لئے جس نے اپنے لئے بیٹے کا انتخاب نہیں کیا، اور اس کی بادشاہت میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے

الذل، وكبره تكبيراً

اور ناتواں مخلوق سے کوئی اس کا مددگار نہیں (پس) تم اسے بزرگی کے ساتھ یاد کرو ایسی بزرگی جو اس کے شایان شان ہو۔
اس دعاء کے پڑھنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے اپنی دنیوی اور اخروی حاجات طلب کی جائیں انشاء اللہ رب کریم قبول فرمائے گا۔



شمارۂ دعاء: ۵۔ دعاء کی قبولیت کی طلب ۶۱ جملے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے کہ جو رحمٰن و رحیم ہے[1]

أَللّٰهُمَّ أَنْتَ الَّذِيْ إِسْتَجَبْتَ لِآدَمَ وَحَوَّاءَ إِذْ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا

خدایا تو وہ ہے کہ جس نے آدم و حوا کی توبہ کو قبول فرمایا جبکہ ان دونوں نے کہا: اے ہمارے پروردگار ہم نے

وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ ﴿۱﴾ وَنَادَاكَ

اپنے نفسوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ فرمائے تو یقینا ہم گھاٹا اٹھانے والوں میں سے ہوں

---

[1]- سید علی بن موسی (ابن طاوس) نے دعاء استجابت کو امام حسین علیہ السلام سے وارد شدہ نماز کے ذیل میں ذکر کیا ہے، اس دعاء کو بحار الانوار جلد ۸۸ ص ۱۸۶، جمال الاسبوع ص ۱۷۲، مصباح الزائر ص ۲۷۰ اور اقبال ص ۱۴۷ میں ذکر کیا گیا ہے۔

اور وہ نماز کہ جس کے بعد یہ دعاء وارد ہوئی ہے اس کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے:

چار رکعت نماز پڑھی جائے کہ جس کی ہر رکعت میں پچاس مرتبہ سورۂ حمد اور پچاس مرتبہ سورۂ توحید کی تلاوت ہو اور ہر رکعت کے رکوع میں دس مرتبہ حمد اور دس مرتبہ سورۂ توحید کی تلاوت کی جائے، اسی طرح ہر چار رکعتوں میں رکوع سے اٹھنے کے بعد دس مرتبہ حمد اور دس مرتبہ سورۂ توحید کی تلاوت کی جائے اور ہر رکعت کے سجدوں میں اور دو سجدوں کے درمیان دس مرتبہ حمد اور دس مرتبہ سورۂ توحید پڑھی جائے اور جب سلام پڑھ لے تو اس دعائے استجابت کی تلاوت کرے انشاء اللہ حاجت پوری ہوگی۔



نُوحُ فَاسْتَجَبْتَ لَهُ وَنَجَّيْتَهُ وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ﴿٢﴾

گے، اور نوح نے تجھے ندا دی تو نے ان کی دعاء کو قبول فرمایا اور انہیں اور ان کے اہل کو بڑے کرب سے

وَأَطْفَأْتَ نَارَ نَمْرُودَ عَنْ خَلِيلِكَ إِبْرَاهِيمَ فَجَعَلْتَهَا بَرْدًا وَسَلَامًا

نجات عطا کی[1]، اور تیرے خلیل ابراہیم (ع) کے لئے نمرود کی آگ کو بجھاکر اسے سرد و سالم بنا دیا[2]



وَأَنْتَ الَّذِي اسْتَجَبْتَ لِأَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبِّ مَسَّنِيَ ﴿٣﴾

اور تو ہی وہ ہے کہ جس نے جناب ایوب کی دعاء کو قبول فرمایا اس وقت کہ جب انہوں نے ندا دی کہ اے

الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ فَكَشَفْتَ مَا بِهِ مِنْ ضُرٍّ وَآتَيْتَهُ

میرے رب مجھے بیماری نے چھولیا ہے اور تو بہترین رحم کرنے والا ہے پس ان کی تکلیف دور ہوگئی اور

أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِكَ وَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ

تو نے اپنی خاص رحمت سے ان کو ان کے اہل و عیال عطا کئے اور ان کے برابر اور بھی عطا کئے تاکہ یہ

---

[1]- قرآن مجید کی ان دو آیات کی طرف اشارہ ہے کہ جس میں باری تعالیٰ نے فرمایا: وَنُوحًا إِذْ نَادَىٰ مِن قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ اور نوح (ع) (کا ذکر کیجئے) جب انہوں نے (ان سب سے) پہلے پکارا اور ہم نے ان کی دعا و پکار قبول کی اور انہیں اور ان کے اہل کو سخت غم و کرب سے نجات دی (انبیاء، آیت ٧٦)، وَلَقَدْ نَادَانَا نُوحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيبُونَ وَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ اور یقیناً نوح (ع) نے ہم کو پکارا تو ہم کیا اچھا جواب دینے والے تھے اور ہم نے انہیں اور ان کے اہل کو سخت تکلیف سے نجات دی (صافات، آیت ٧٥، ٧٦)۔

[2]- اس ضمن میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ان لوگوں نے کہا اگر کچھ کرنا چاہتے ہو تو اسے آگ میں جلا دو، اور اپنے خداؤں کی مدد کرو، (چنانچہ انہوں نے آپ کو آگ میں ڈال دیا تو) ہم نے کہا اے آگ! ٹھنڈی ہوکر ابراہیم کے لئے سلامتی کا باعث بن جا۔

﴿٤﴾ وَأَنتَ ٱلَّذِي ٱسۡتَجَبۡتَ لِذِي ٱلنُّونِ حِينَ نَادَاكَ فِي

صاحبان عقل کیلئے یاددہانی بن جائے(1)، اور تو وہ ہے کہ جس نے جناب یونس کی دعاء کو قبول فرمایا اس

ٱلظُّلُمَاتِ أَن لَّآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنتَ سُبۡحَٰنَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ ٱلظَّٰلِمِينَ

وقت کہ جب انہوں نے تاریکیوں سے تجھے آواز دی اور فرمایا: بجز تیرے کوئی اور معبود نہیں تو پاک ومنزہ ہے

فَنَجَّيۡتَهُۥ مِنَ ٱلۡغَمِّ ﴿٥﴾ وَأَنتَ ٱلَّذِي ٱسۡتَجَبۡتَ لِمُوسَىٰ وَهَٰرُونَ

اور بیشک میں ظالموں میں سے ہوں، پس تو نے انہیں رنج والم سے نجات عطا کی(2)، اور تو وہ ہے کہ جس

1- اس ضمن میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِن ضُرٍّ ۖ وَآتَيْنَاهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُم مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا وَذِكْرَىٰ لِلْعَابِدِينَ اور ایوب علیہ السلام کو یاد کرو جب انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھے بیماری نے چھولیا ہے اور تو بہترین رحم کرنے والا ہے، تو ہم نے ان کی دعا کو قبول کرلیا اور ان کی بیماری کو دور کردیا اور انہیں ان کے اہل وعیال دے دیئے اور ویسے ہی اور بھی دے دیئے کہ یہ ہماری طرف سے خاص مہربانی تھی اور یہ عبادت گزار بندوں کے لئے ایک یاددہانی ہے (انبیاء، آیت ۸۳ ـ ۸۴)۔

2- ذاالنون جناب یونس علیہ السلام کا لقب ہے یعنی مچھلی والے کہ جنہیں مچھلی نے نگل لیا تھا۔

جناب یونس نے عرصۂ دراز تک اپنی قوم کو اللہ کی جانب بلایا لیکن جب انہوں نے جناب یونس کی دعوت قبول نہ کی تو آپ نے بددعاء کی اور اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے، جناب یونس کے اپنی امت کو ترک کرنے کو اللہ تعالیٰ نے آیات قرآنی میں ظلم سے تعبیر کیا ہے جس کے معنی ترک اولیٰ کے ہیں، یعنی جناب یونس کی یہ شان نہیں تھی کہ وہ اپنی امت کو چھوڑ کر چلے جائیں چونکہ ممکن تھا کہ آخری وقت میں وہ توبہ کرلیں اور اللہ کی جانب لوٹ آئیں، لہذا جب جناب یونس کشتی میں سوار ہوئے تو آپ کو مچھلی نے نگل لیا جہاں آپ نے جن الفاظ میں اللہ تعالیٰ سے دعاء مانگی اس کی تفصیل کو اللہ تعالیٰ یوں بیان فرتا ہے: وَذَا النُّونِ إِذ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ أَن لَّن نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادَىٰ فِي الظُّلُمَاتِ أَن لَّا إِلَٰهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ ۚ وَكَذَٰلِكَ نُنجِي الْمُؤْمِنِينَ اور ذوالنون (مچھلی والے) کا (ذکر کیجئے) جب وہ خشمناک ہوکر چلے گئے اور وہ

دَعْوَتَهُمَا حِينَ قُلْتَ قَدْ أُجِيبَتْ دَعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيمَا وَغَرَّقْتَ
نے موسیٰ و ہارونؑ کی دعاء کو قبول فرمایا اس وقت کہ جب تو نے فرمایا: تم دونوں کی دعوت قبول کر لی گئی
فِرْعَوْنَ وَقَوْمَهُ ۝٦ وَغَفَرْتَ لِدَاوُدَ ذَنْبَهُ وَتُبْتَ عَلَيْهِ
ہے تو تم ثابت قدم رہو، اور تو نے فرعون اور اس کی قوم کو غرق کر دیا[1]، اور تو نے اپنی رحمت سے داود کے
رَحْمَةً مِنْكَ وَذِكْرَى ۝٧ وَفَدَيْتَ إِسْمَاعِيلَ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ بَعْدَمَا
گناہ کو بخش دیا اور ان کی توبہ قبول کی تاکہ دوسروں کے لئے یاد دہانی ہو جائے[1]، اور تو نے اسماعیل کو ایک

سمجھے کہ ہم ان پر تنگی نہیں کریں گے، پھر انہوں نے اندھیروں میں سے پکارا، تیرے سوا کوئی الہٰ نہیں ہے، پاک ہے تیری ذات بے شک میں زیاں کاروں میں سے ہوں، ہم نے ان کی دعاء قبول کی اور انہیں غم سے نجات دی اور ہم اسی طرح ایمان والوں کو نجات دیا کرتے ہیں (انبیاء، آیت ۸۷-۸۸)۔

[1]- جناب موسی و ہارون سگے بھائی اور جناب عمران کے فرزند تھے، آپ دونوں نے فرعون اور بنی اسرائیل کو اللہ کی طرف دعوت دی اور جب انہوں نے تمام معجزات کے دیکھنے کے باوجود پیغام الٰہی کو تسلیم نہ کیا تو جناب موسی نے عذاب کی دعاء کرتے ہوئے فرمایا: وَقَالَ مُوسَىٰ رَبَّنَا إِنَّكَ آتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَأَهُ زِينَةً وَأَمْوَالًا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا رَبَّنَا لِيُضِلُّوا عَن سَبِيلِكَ ۖ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَىٰ أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ اور موسیٰ نے کہا کہ پروردگار تو نے فرعون اور اس کے ساتھیوں کو زندگانی دنیا میں اموال عطا کئے ہیں، خدایا یہ تیرے راستے سے بہکائیں گے، خدایا ان کے اموال کو برباد کر دے، ان کے دلوں پر سختی نازل فرما، یہ اس وقت تک ایمان نہ لائیں گے جب تک اپنی آنکھوں سے دردناک عذاب نہ دیکھ لیں (یونس، آیت ۸۸)، اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاء کو قبول فرمایا اور انہیں پانی میں ڈبو دیا: وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَأَنجَيْنَاكُمْ وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَأَنتُمْ تَنظُرُونَ ہمارا یہ احسان بھی یاد کرو کہ ہم نے دریا کو شگافتہ کر کے تمہیں بچا لیا اور فرعون والوں کو تمہاری نگاہوں کے سامنے ڈبو دیا (بقرہ، آیت ۵۰)۔

[1]- اللہ تعالیٰ نے جناب داود کا دو فرشتوں کے ذریعے امتحان لیا لہذا جب وہ انسان کی شکل میں آپؑ کے حضور اس دن حاضر ہوئے جبکہ آپ نے ہر ایک کو عبادت گاہ میں داخل ہونے سے منع کیا تھا، تو انہیں عبادت گاہ میں دیکھ کر جناب داود کو تعجب ہوا جسے فرشتوں نے محسوس کرکے کہا کہ ہم آپ کے پاس قضاوت کے لئے آئے ہیں آپ ہمارے درمیان فیصلہ کردیں، جناب یعقوب نے جلد بازی میں فیصلہ سنایا جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں بیان فرمایا ہے: وَهَلْ أَتَاكَ نَبَأُ الْخَصْمِ إِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ إِذْ دَخَلُوا عَلَىٰ دَاوُودَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ ۖ قَالُوا لَا تَخَفْ ۖ خَصْمَانِ بَغَىٰ بَعْضُنَا عَلَىٰ بَعْضٍ فَاحْكُم بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَا إِلَىٰ سَوَاءِ الصِّرَاطِ إِنَّ هَٰذَا أَخِي لَهُ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ نَعْجَةً وَلِيَ نَعْجَةٌ وَاحِدَةٌ فَقَالَ أَكْفِلْنِيهَا وَعَزَّنِي فِي الْخِطَابِ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلَىٰ نِعَاجِهِ ۖ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَقَلِيلٌ مَّا هُمْ ۗ وَظَنَّ دَاوُودُ أَنَّمَا فَتَنَّاهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ ۩ فَغَفَرْنَا لَهُ ذَٰلِكَ ۖ وَإِنَّ لَهُ عِندَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَآبٍ يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَضِلُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ اور کیا آپ کے پاس ان جھگڑا کرنے والوں کی خبر آئی ہے جو محراب کی دیوار پھاند کر آگئے تھے کہ جب وہ داؤد علیہ السلام کے سامنے حاضر ہوئے تو انہوں نے خوف محسوس کیا اور ان لوگوں نے کہا کہ آپ ڈریں نہیں ہم دو فریق ہیں جس میں ایک نے دوسرے پر ظلم کیا ہے آپ حق کے ساتھ فیصلہ کردیں اور ناانصافی نہ کریں اور ہمیں سیدھے راستہ کی ہدایت کردیں، یہ ہمارا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک ہے یہ کہتا ہے کہ وہ بھی میرے حوالے کردے اور اس بات میں سختی سے کام لیتا ہے، داؤد علیہ السلام نے کہا کہ اس نے تمہاری دنبی کا سوال کرکے تم پر ظلم کیاہے اور بہت سے شرکاء ایسے ہی ہیں کہ ان میں سے ایک دوسرے پر ظلم کرتا ہے علاوہ ان لوگوں کے جو صاحبان ایمان و عمل صالح انجام دیتے ہیں اور وہ بہت کم ہیں، اور داؤد علیہ السلام نے یہ خیال کیاکہ ہم نے ان کا امتحان لیا ہے لہٰذا انہوں نے اپنے رب سے استغفار کیا اور سجدہ میں گر پڑے اور ہماری طرف سراپا توجہ بن گئے، تو ہم نے اس بات کو معاف کردیا اور ہمارے نزدیک ان کے لئے تقرب اور بہترین بازگشت ہے، اے داؤد ہم نے تم کو زمین میں اپنا جانشین بنایا ہے لہٰذا تم لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرو اور خواہشات کا اتباع نہ کروکہ وہ راہِ خدا سے منحرف کردیں بیشک جو لوگ راہ خدا سے بھٹک جاتے ہیں ان کے لئے شدید عذاب ہے کہ انہوں نے روزِ حساب کو یکسر نظرانداز کردیا ہے (ص، آیت ٢١۔ ٢٦)۔

أَسۡلَمَ وَتَلَّهُ لِلۡجَبِينِ ، فَنَادَيۡتَهُ بِٱلۡفَرَجِ وَٱلرَّوۡحِ ﴿٨﴾ وَأَنۡتَ

عظیم قربانی کے بدلے چھڑوادیا، اس وقت کہ جب وہ تسلیم ہو چکے اور باپ نے بیٹے کے سر کو زمین پر رکھ

ٱلَّذِي نَادَاكَ زَكَرِيَّا نِدَاءً خَفِيًّا ، فَقَالَ رَبِّ إِنِّي وَهَنَ ٱلۡعَظۡمُ

دیا تو تو نے ابراہیم کو فرج و رحمت کی خوشبری دینے کے لئے پکارا[1]، تو ہی وہ ہے کہ جسے زکریا نے آہستہ

مِنِّي وَٱشۡتَعَلَ ٱلرَّأۡسُ شَيۡبًا وَلَمۡ أَكُنۢ بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا ﴿٩﴾

پکار کر کہا: پروردگار میری ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں اور میرا سر بڑھاپے کی آگ سے بھڑک اٹھا ہے اور میں تجھے

وَقُلۡتَ : يَدۡعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ ﴿١٠﴾ وَأَنۡتَ

پکارنے سے کبھی محروم نہیں رہا ہوں[1]، اور تو نے فرمایا: وہ ہم کو شوق و خوف کے ساتھ پکارتے تھے

---

[1]- جناب اسماعیل کی قربانی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَىٰ ۚ قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۖ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ وَنَادَيْنَاهُ أَن يَا إِبْرَاهِيمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا ۚ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ پس جب وہ لڑکا آپ کے ساتھ چلنے پھرنے کے قابل ہوا تو آپ (ع) نے فرمایا (اے بیٹا) میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں تم غور کر کے بتاؤ کہ تمہاری رائے کیا ہے؟ عرض کیا بابا جان! آپ کو جو حکم دیا گیا ہے وہ بجا لائیے اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے، پس جب دونوں (باپ بیٹے) نے سرِ تسلیم خم کر دیا اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا دیا تو ہم نے ندا دی اے ابراہیم (ع)! تم نے (اپنے) خواب کو سچ کر دکھایا بے شک ہم نیکوکاروں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں، بے شک یہ ایک کھلی ہوئی آزمائش تھی، اور ہم نے ایک عظیم قربانی کے عوض اس کو چھڑا لیا، اور ہم نے اس کا ذکر خیر آنے والوں میں چھوڑا، سلام ہو ابراہیم (ع) پر، ہم اسی طرح نیکوکاروں کو جزا دیتے ہیں، یقیناً وہ ہمارے ایمانداروں میں سے تھے۔

الَّذِي إِسْتَجَبْتَ لِلَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لِتَزِيدَهُمْ مِنْ

اور وہ ہمارے لئے (عجز و نیاز سے) جھکے ہوئے تھے[2]، اور تو وہ ہے کہ جس نے ایمان لانے والوں

فَضْلِكَ ﴿۱۱﴾ فَلَا تَجْعَلْنِي مِنْ أَهْوَنِ الدَّاعِينَ لَكَ وَالرَّاغِبِينَ

اور عمل صالح کرنے والوں کی دعاؤں کو قبول فرمایا تاکہ تو ان پر اپنے فضل کو اضافہ کرے، پس تو مجھے پست

إِلَيْكَ ﴿۱۲﴾ وَاسْتَجِبْ لِي كَمَا إِسْتَجَبْتَ لَهُمْ بِحَقِّهِمْ عَلَيْكَ ﴿۱۳﴾

ترین دعا کرنے والوں اور تیری جانب کم ترین رغبت رکھنے والوں میں قرار نہ دے، پس تو میری دعاء کو قبول

---

[1]- قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ جناب زکریا کے متعلق یوں فرماتا ہے: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ كهيعص ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيًّا قَالَ رَبِّ إِنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّي وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا وَلَمْ أَكُن بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا وَإِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِن وَرَائِي وَكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا فَهَبْ لِي مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا يَا زَكَرِيَّا إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهُ يَحْيَىٰ لَمْ نَجْعَل لَّهُ مِن قَبْلُ سَمِيًّا شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمن و رحیم ہے کھیعص، یہ زکریا کے ساتھ تمہارے پروردگار کی مہربانی کا ذکر ہے، جب انہوں نے اپنے پروردگار کو دھیمی آواز سے پکارا، کہا کہ پروردگار میری ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں اور میرا سر بڑھاپے کی آگ سے بھڑک اٹھا ہے اور میں تجھے پکارنے سے کبھی محروم نہیں رہا ہوں، اور مجھے اپنے بعد اپنے خاندان والوں سے خطرہ ہے اور میری بیوی بانجھ ہے تو اب مجھے ایک ایسا ولی اور وارث عطا فرمادے، جو میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو اور پروردگار اسے اپنا پسندیدہ بھی قرار دے دے، اے زکریا ہم تم کو ایک فرزند کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہے اور ہم نے اس سے پہلے ان کا ہمنام کوئی نہیں بنایا ہے (مریم، آیت ۱-۷)۔

[2]- قرآن مجید کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے کہ جس میں باری تعالیٰ نے فرمایا: إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا ۖ وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ (انبیاء آیت ۹۰) اس آیت میں إِنَّهُمْ کی ضمیر ان چودہ سے زائد انبیاء کی طرف پلٹ رہی ہے کہ جن کا تذکرہ گذشتہ آیات میں ہوا ہے۔

فَطَهِّرْنِي بِتَطْهِيرِكَ ﴿١٤﴾ وَتَقَبَّلْ صَلَاتِي وَدُعَائِي بِقَبُولٍ

فرما جس طرح تونے ان کی دعاؤں کو قبول فرمایا ہے اس حق کے وسیلہ سے کہ جو وہ تجھ پر رکھتے ہیں، اور مجھے

حَسَنٍ ﴿١٥﴾ وَطَيِّبْ بَقِيَّةَ حَيَاتِي وَطَيِّبْ وَفَاتِي ﴿١٦﴾ وَاخْلُفْنِي

پاک فرماتیری اپنی طہارت سے، اور بہترین وجہ سے میری نماز و دعاء کو قبول فرما، اور میری بقیہ عمر اور وفات

فِيمَنْ أَخْلُفُ ﴿١٧﴾ وَاحْفَظْنِي يَا رَبِّ بِدُعَائِي ﴿١٨﴾ وَاجْعَلْ

کو پاکیزہ قرار دے[1]، اور مجھے میرے پسماندگان میں باقی رکھ، اے میرے پروردگار مجھے میری دعاء کے وسیلہ

ذُرِّيَّتِي ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً تَحُوطُهَا بِحِيَاطَتِكَ بِكُلِّ مَا حُطْتَ بِهِ

سے محفوظ فرما، اور میری ذریت کو پاکیزہ بنادے، اور ہر اس چیز کے ذریعے کہ جس سے تونے اپنے اولیاء اور

ذُرِّيَّةَ أَحَدٍ مِنْ أَوْلِيَائِكَ وَأَهْلِ طَاعَتِكَ بِرَحْمَتِكَ يَا

اطاعت گزار بندوں کی ذریت کی حفاظت کی ہے میری ذریت کو بھی محفوظ فرما اپنی رحمت کے ذریعے سے

أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ﴿١٩﴾ يَا مَنْ هُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ رَقِيبٌ ﴿٢٠﴾

اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے، اے وہ کہ جو ہر چیز کا نگہبان و محافظ ہے

وَلِكُلِّ دَاعٍ مِنْ خَلْقِكَ مُجِيبٌ ﴿٢١﴾ وَمِنْ كُلِّ سَائِلٍ قَرِيبٌ

اور اپنی مخلوقات میں سے ہر پکارنے والے کی دعاء کو قبول کرنے والا ہے، اور ہر سوال کرنے والے سے

1- طیب حیات سے مراد آسایش و آرامش والی زندگی اور طیب موت سے مراد آسان موت ہے۔

﴿۲۲﴾ أَسْأَلُكَ يَا لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ﴿۲۳﴾ الْأَحَدُ الصَّمَدُ

قریب ہے[1]، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے وہ کہ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں جو زندہ و بندوبست[2]

﴿۲۴﴾ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ﴿۲۵﴾ وَبِكُلِّ

کرنے والا ہے، یکتا اور بے نیاز ہے، جس نے نہ کسی کو پیدا کیا اور نہ ہی کسی نے اسے پیدا کیا اور

إِسْمٍ رَفَعْتَ بِهِ سَمَاءَكَ ﴿۲۶﴾ وَفَرَشْتَ بِهِ أَرْضَكَ ﴿۲۷﴾ وَأَرْسَيْتَ

نہ ہی کوئی اس کا کفو و ہمتا ہے، اور میں تجھ سے تیرے ان اسماء کے ذریعے سوال کرتا ہوں کہ جن کے

بِهِ الْجِبَالَ ﴿۲۸﴾ وَأَجْرَيْتَ بِهِ الْمَاءَ ﴿۲۹﴾ وَسَخَّرْتَ بِهِ السَّحَابَ

ذریعے تو نے اپنے آسمان کو بلند کیا اور اپنی زمین کو بچھایا، اور پہاڑوں کو کھڑا کیا، اور پانی کو جاری کیا

وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ وَاللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ﴿۳۰﴾ وَخَلَقْتَ

اور بادلوں اور سورج، اور چاند، اور ستاروں، اور شب و روز کو مسخر کیا، اور تمام مخلوقات کو خلق کیا

الْخَلَائِقَ كُلَّهَا ﴿۳۱﴾ أَسْأَلُكَ بِعَظَمَةِ وَجْهِكَ الْعَظِيمِ

اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے ان عظیم مظاہر کی عظمت کے وسیلہ سے کہ جن سے زمین و آسمان

---

[1]- اس آیت کی طرف اشارہ ہے کہ جس میں باری تعالٰی نے فرمایا: فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ تو بیشک میں ان سے قریب ہوں، پکارنے والے کی آواز کو سنتا ہوں جب بھی وہ پکارتا ہے (بقرہ، آیت ۱۸۶)۔

[2]- قیوم یعنی وہ خدا کہ جو بذات خود قائم ہے، جو اپنے بندوں کے امور سے آگاہ ہے اور ان کے لئے تدبیریں کرتا ہے۔

ٱلَّذِي أَشْرَقَتْ لَهُ ٱلسَّمَاوَاتُ وَٱلْأَرْضُ فَأَضَاءَتْ بِهِ ٱلظُّلُمَاتُ

منور ہوئے، اور تاریکیاں روشنی میں بدل گئیں[1]، پس تو محمدؐ و آل محمدؐ پر درود نازل فرما

إِلَّا صَلَّيْتَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ ﴿۳۲﴾ وَكَفَيْتَنِي أَمْرَ مَعَاشِي

اور میرے معاشی اور قیامت کے امور میں میرے لئے کافی ہوجا

وَمَعَادِي ﴿۳۳﴾ وَأَصْلَحْتَ لِي شَأْنِي كُلَّهُ ﴿۳۴﴾ لَمْ تَكِلْنِي إِلَىٰ

اور میرے لئے میرے تمام امور کی اصلاح فرما، اور لمحہ بھر کے لئے بھی مجھے میرے اپنے سپرد

نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ ﴿۳۵﴾ وَأَصْلَحْتَ أَمْرِي وَأَمْرَ عِيَالِي ﴿۳۶﴾

نہ فرما، اور میرے اور میرے اہل خانہ کے امور کی اصلاح فرما[2]

وَكَفَيْتَنِي هَمَّهُمْ ﴿۳۷﴾ وَأَغْنَيْتَنِي وَإِيَّاهُمْ مِنْ كَنْزِكَ وَخَزَائِنِكَ

اور ان کی مشکلات کے برطرف کرنے میں میرے لئے کافی ہوجا، اور مجھے اور انہیں اپنے دفینہ اور خزانوں

وَسَعَةِ فَضْلِكَ ٱلَّذِي لَا يَنْفَدُ أَبَدًا ﴿۳۸﴾ وَأَثْبَتَّ فِي قَلْبِي

اور اس وسیع فضل کے ذریعے کہ جو لازوال ہے بے نیاز فرما، اور حکمت کے چشموں کو میرے قلب میں

---

[1]- قرآن مجید کی ان دوآیات کی طرف اشارہ ہے کہ جن میں باری تعالیٰ نے فرمایا وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا اور زمین اپنے رب کے نور سے جگمگا اٹھے گی (زمر، آیت ٦٩)، اللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے (نور، آیت ۳۵)۔

[2]- عیال سے مراد انسان کے گھر والے ہیں کہ جن میں کم سے کم زوجہ بیٹے اور بیٹیاں شامل ہیں۔

يَنَابِيعَ الْحِكْمَةِ الَّتِي تَنْفَعُنِي بِهَا وَتَنْفَعُ بِهَا مَنْ إِرْتَضَيْتَ مِنْ

جاری فرماتاکہ تو ان سے مجھے اور تیرے ان بندوں کو سیراب کر سکے کہ جن سے تو راضی ہے

عِبَادِكَ ﴿٣٩﴾ وَاجْعَلْ لِي مِنَ الْمُتَّقِينَ فِي آخِرِ الزَّمَانِ إِمَامًا

اور میرے لئے آخر الزمان میں متقین میں سے امام قرار دے

كَمَا جَعَلْتَ إِبْرَاهِيمَ الْخَلِيلَ إِمَامًا ﴿٤٠﴾ فَإِنَّ بِتَوْفِيقِكَ يَفُوزُ

بالکل اسی طرح سے کہ جس طرح تو نے ابراہیم خلیل کو امام بنایا، بیشک تیری ہی توفیق کے ذریعے

الْفَائِزُونَ ﴿٤١﴾ وَيَتُوبُ التَّائِبُونَ ﴿٤٢﴾ وَيَعْبُدُكَ الْعَابِدُونَ ﴿٤٣﴾

کامیاب ہونے والے کامیاب اور توبہ کرنے والے تائب ہوتے ہیں، اور عبادت کرنے والے تیری

وَبِتَسْدِيدِكَ يَصْلَحُ الصَّالِحُونَ الْمُحْسِنُونَ الْمُخْبِتُونَ ﴿٤٤﴾ الْعَابِدُونَ

عبادت کرتے ہیں، اور تیری تائید سے صالحین کہ جو محسنین، خاشعین، عابدین اور تیرا

لَكَ الْخَائِفُونَ مِنْكَ ﴿٤٥﴾ وَبِإِرْشَادِكَ نَجَا النَّاجُونَ مِنْ نَارِكَ

خوف رکھنے والے ہیں اصلاح پاتے ہیں، اور تیری راہنمائی سے نجات پانے والے تیری آگ سے

﴿٤٦﴾ وَأَشْفَقَ مِنْهَا الْمُشْفِقُونَ مِنْ خَلْقِكَ ﴿٤٧﴾ وَبِخُذْلَانِكَ

نجات پا گئے، اور تیری مخلوق میں سے ڈرنے والے اس آگ سے ہراساں ہو گئے، اور تیری عطا کردہ ذلت و

خَسِرَ الْمُبْطِلُونَ ﴿٤٨﴾ وَهَلَكَ الظَّالِمُونَ ﴿٤٩﴾ وَغَفَلَ الْغَافِلُونَ ﴿٥٠﴾

خواری کے ذریعے اباطیل نے گھاٹا اٹھایا اور ظالم ہلاک اور غفلت کرنے والے غافل ہو گئے

أَللّٰهُمَّ آتِ نَفْسِي تَقْوَاهَا ﴿۵۱﴾ فَأَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا ﴿۵۲﴾

اے میرے پالنے والے میرے نفس کو پرہیزگار بنا چونکہ تو ہی اس کا ولی و سرپرست ہے

وَأَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا ﴿۵۳﴾ أَللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَهَا هُدَاهَا ﴿۵۴﴾

اور تو ہی اس کا بہترین تزکیہ کرنے والا ہے، پروردگارا اس کی ہدایت کی اسے راہنمائی عطا فرما

وَأَلْهِمْهَا تَقْوَاهَا ﴿۵۵﴾ وَبَشِّرْهَا بِرَحْمَتِكَ حِينَ تَتَوَفَّاهَا ﴿۵۶﴾

اور اس کی پرہیزگاری کو اس پر الہام فرما، اور جب تو اسے موت عطا کرے تو اسے اپنی رحمت کی بشارت

وَنَزِّلْهَا مِنَ الْجِنَانِ عُلْيَاهَا ﴿۵۷﴾ وَطَيِّبْ وَفَاتَهَا وَمَحْيَاهَا ﴿۵۸﴾

دے[1]، اور اسے جنت میں بلندترین مقام عطا فرما، اور اس کی موت اور دوبارہ اٹھائے جانے کو آسان فرما

وَأَكْرِمْ مُنْقَلَبَهَا وَمَثْوَاهَا ﴿۵۹﴾ وَمُسْتَقَرَّهَا وَمَأْوَاهَا ﴿۶۰﴾

اور اس کی دنیا وآخرت اس کے ٹھہرنے کی جگہ اور پناہ گاہ کو نیک قرار دے

فَأَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا ﴿۶۱﴾ .

بیشک تو ہی اس کا ولی و سرپرست ہے[1]

---

[1]- مومنین کو ان کی موت کے وقت جنت کی بشارت دی جاتی ہے، اس ضمن میں باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ طَيِّبِينَ ۙ يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ وہ متقی جن کی روحیں اس حال میں فرشتے قبض کرتے ہیں کہ وہ (کفر و شرک سے) پاک و صاف ہوتے ہیں (اس وقت) فرشتے کہتے ہیں تم پر سلام ہو بہشت میں داخل ہو جاؤ ان اعمال کی بدولت جو تم کیا کرتے تھے (نحل، آیت ۳۲)۔

[1]- جملہ **فَاَنْتَ وَلِیُّهَا وَ مَوْلَاهَا** (شمارہ ۵۲) سے آخری جملے تک (شمارہ ٦١) ضمیر مونث ھا لفظ **نَفْسِیْ** کی طرف پلٹ رہی ہے۔



شمارۂ دعاء: ٦۔ دعاء احتجاب (دشمن سے حفاظت کے لئے)[1] ٢٨ جملے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے کہ رحمٰن و رحیم ہے

يَا مَنْ شَأْنُهُ الْكِفَايَةُ ﴿١﴾ وَسُرَادِقُهُ الرِّعَايَةُ ﴿٢﴾ يَا مَنْ هُوَ

اے وہ کہ جس کی شان کافی ہونا ہے اور جس کا ہر چیز پر احاطہ اس کی عین سرپرستی ہے[2]، اے وہ کہ جو

الْغَايَةُ وَالنِّهَايَةُ ﴿٣﴾ يَا صَارِفَ السُّوءِ وَالسَّوَايَةِ وَالضُّرِّ ﴿٤﴾

ہدف اور مقصد ہے[3]، اے سختیوں اور مکروہات و مضرات کو برطرف کرنے والے

[1]- دعاء احتجاب وہ دعاء ہے کہ جس میں عبد معبود سے چاہتا ہے کہ وہ اس کے دشمن اور اس کے درمیان حجاب اور فاصلہ ڈال دے تاکہ وہ دشمن کے شر سے محفوظ ہوجائے، اس دعاء (کہ جو امام حسین علیہ السلام سے منسوب ہے) کو بحار الانوار جلد ٩١ ص٣٧٤، مہج الدعوات ص ٢٩٨، الصحیفۃ الحسینیۃ ص ٣٧، المصباح الکفعمی ص ٢١٥ میں ذکر کیا گیا ہے۔

[2]- یعنی اللہ ہر چیز پر احاطہ رکھتا ہے اور چونکہ وہ ہر چیز پر محیط ہے اسی لئے ان کا سرپرست و نگہدار (راعی) بھی ہے۔

[3]- یعنی اے وہ خدا کہ جو مومنین کا ہدف اور ان کی منزل ہے۔

إِصْرِفْ عَنِّي أَذِيَّةَ الْعَالَمِينَ ﴿۵﴾ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ أَجْمَعِينَ ﴿۶﴾

مجھ سے دنیا میں بسنے والے تمام جن وانس کی اذیت وآزار کو برطرف فرما

بِالْأَشْبَاحِ النُّورِيَّةِ ﴿۷﴾ وَبِالْأَسْمَاءِ السِّرْيَانِيَّةِ ﴿۸﴾ وَبِالْأَقْلَامِ الْيُونَانِيَّةِ

نورانی اشخاص[1] اور سریانی اسماء[2] اور یونانی قلموں[3] کے واسطے سے

﴿۹﴾ وَبِالْكَلِمَاتِ الْعِبْرَانِيَّةِ ﴿۱۰﴾ وَبِمَا نَزَلَ فِي الْأَلْوَاحِ ﴿۱۱﴾ مِنَ

اور عبرانی کلمات[4] اور جو کچھ الواح[1] میں ذکر کیا گیا ہے جو یقینی و واضح ہے کے واسطے سے

---

[1]- اشباح نورانی سے مراد محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام ہیں چونکہ روایت میں وارد ہوا ہے کہ جب جناب آدمؑ نے اللہ تعالٰی سے توبہ کی تو اللہ سے بِحَقِّ هٰذِهِ الْاَشْبَاحِ کہہ کر دعاء مانگی جس سے مراد پنجتن ہیں (مجمع البحرین جلد ۲ ص ۳۷۸)۔

[2]- سریانی زبان جناب آدمؑ سے جناب اسماعیل تک رائج تھی کہ جسے لغتِ سامیہ بھی کہتے ہیں، توریت سامیہ زبان میں نازل ہوئی، اور کہا جاتا ہے کہ جناب آدمؑ بھی اسی زبان میں گفتگو فرماتے تھے لہذا اگر یہ بات قبول کرلی جائے کہ جناب آدم کی سریانی (سامیہ) زبان تھی تو قوی احتمال ہے کہ دعاء احتجاب میں سریانی اسماء سے مراد محمد علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام کے اسماء ہوں جن کے متعلق اللہ تعالٰی نے قرآن مجید میں فرمایا: وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ أَنبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَٰؤُلَاءِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ اور خدا نے آدمؑ کو تمام اسماء کی تعلیم دی اور پھر ان سب کو ملائکہ کے سامنے پیش کرکے فرمایا کہ ذرا تم ان سب کے نام تو بتاؤ اگر تم اپنے خیالِ استحقاق میں سچے ہو (بقرہ، آیت ۳۱)۔

[3]- اقلام قلم کی جمع ہے اس مقام پر قلم کے معنی تحریر و نوشتہ کے ہیں اور یونانی اقلام سے شاید مراد وہ کتاب ہو کہ جو یونانی زبان میں نازل ہوئی تھی، قابل ذکر بات یہ ہے کہ رومیوں نے یونان اور یونانی زبان کو وجود بخشا اور چونکہ اہل روم یونان بن یافث بن نوح کی اولاد سے ہیں لہذا ملک یونان اور یونانی زبان کو یونان بن یافث کی طرف نسبت دی گئی۔

[4]- عبرانی زبان کو سامی (منسوب بہ سام بن نوح) زبان بھی کہا جاتا ہے، آج بھی یہ زبان یہودیوں کی رسمی زبان ہے، شاید عبرانی کلمات سے مراد وہ کلام ہو کہ جسے اللہ تعالٰی نے جناب موسیٰ کو چالیس دن عبادت کرنے کے بعد عطا فرمایا تھا۔

يَقِينِ الْإِيضَاحِ ﴿١٢﴾ إِجْعَلْنِي اَللّٰهُمَّ فِي حِرْزِكَ ﴿١٣﴾ وَفِي حِزْبِكَ

خدایا تو مجھے اپنے حرز(2) اور اپنے گروہ(3) اور اپنی پناہ گاہ اور اپنی پوشش

وَفِي عِيَاذِكَ ﴿١٤﴾ وَفِي سِتْرِكَ وَفِي كَنَفِكَ ﴿١٥﴾ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ

اور اپنے سایہ میں قرار دے ہر سرکش شیطان اور کمین میں بیٹھے دشمن

مَارِدٍ ﴿١٦﴾ وَعَدُوٍّ رَاصِدٍ ﴿١٧﴾ وَلَئِيمٍ مُعَانِدٍ ﴿١٨﴾ وَضِدٍّ كَنُودٍ

اور پست فطرت مخالف(4) اور ناشکرے مخالف(5) اور ہر حسد کرنے والے سے(6)

---

[1]- الواح یعنی وہ لکڑی یا پتھر وغیرہ پر مشتمل صفحات کہ جن پر توریت وزبور تحریر شدہ پیغمبران الٰہی پر نازل ہوئی تھی، اس ضمن میں باری تعالٰی کا ارشاد ہے: وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ مِن كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ اور ہم نے ان (موسیٰ) کے لئے (توارت کی) تختیوں میں ہر شے میں سے نصیحت کا حصہ اور ہر چیز کی تفصیل لکھ دی ہے (اعراف، آیت ۱۴۵)۔

[2]- حرز یعنی وہ مقام جو مضبوط و محکم ہو کہ جس میں انسان محفوظ رہ سکے۔

[3]- قرآن کی روشنی میں اللہ کا گروہ ہی فلاح پانے والوں میں سے ہے جیسے کہ باری تعالٰی نے فرمایا: أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ آگاہ رہو کہ اللہ کا گروہ ہی فلاح پانے والا ہے (مجادلہ، آیت ۲۲)، اور اسی سورہ مجادلہ کی انیسویں آیت میں گروہ شیطان کو گھاٹا اٹھانے والوں میں قرار دیا گیا ہے: أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ آگاہ ہوجاؤ کہ شیطانی گروہ ہی گھاٹا اٹھانے والا ہے۔

[4]- جو دوسروں کو نہ کھلا کر خود کھا جائے اسے بخیل اور جو نہ خود کھائے اور نہ دوسروں کو کھلائے اسے لئیم کہتے ہیں۔

[5]- "کنود" ناشکرے انسان کو کہتے ہیں اسی لئے اللہ تعالٰی نے قرآن مجید میں انسانوں کے متعلق فرمایا: إِنَّ الْإِنسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ بے شک انسان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے (عادیات، آیت ٦)۔

[6]- سورۂ فلق میں ہر حاسد کے شر سے ہم اللہ کی یوں پناہ مانگتے ہیں: وَمِن شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ اور میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں ہر حسد کرنے والے کے شر سے جب بھی وہ حسد کرے (فلق، آیت ۵)۔

﴿۱۹﴾ وَمِنْ كُلِّ حَاسِدٍ ﴿۲۰﴾ بِبِسْمِ اللّٰهِ أَسْتَشْفِيتُ ﴿۲۱﴾ وَبِبِسْمِ

میں اللہ کے نام سے (تمام جسمی و روحی بیماریوں سے) شفا چاہتا ہوں، میں اللہ کے نام سے اپنے

اللّٰهِ أَسْتَكْفِيتُ ﴿۲۲﴾ وَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ ﴿۲۳﴾ وَبِهِ أَسْتَعَنْتُ

امور میں کفایت کا خواہاں ہوں[1]، اور میں اللہ پر توکل کرتا ہوں[2]،اور میں اسی سے مدد چاہتا ہوں[3] ہر ظالم

عَلَى كُلِّ ظَالِمٍ ﴿۲۴﴾ وَغَاشِمٍ غَشَمَ ﴿۲۵﴾ وَطَارِقٍ طَرَقَ ﴿۲۶﴾

کے ظلم[4]، ہر ستمگر کے ستم، ہر ناگہانی آفت کے وارد کرنے والے سے، اور اذیت و آزار دینے والے کی

وَزَاجِرٍ زَجَرَ ﴿۲۷﴾ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظاً وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ﴿۲۸﴾

اذیت کے موقع پر، پس خدا بہترین نگہبان ہے اور وہی تمام رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

---

[1]- اللہ کے نام سے اپنے امور میں کفایت طلب کرنا خود اللہ تعالیٰ سے کفایت طلب کرنے کے برابر ہے،چونکہ اللہ اور اس کے نام اور صفات دو چیز نہیں ہیں بلکہ اسماء الٰہی اور صفات الٰہی عین ذات خدا ہیں۔

[2]- توکل کے متعلق قرآن مجید میں بہت سی آیات وارد ہوئی ہیں اور اسے مومنین کی صفات میں قرار دیا گیا ہے اس ضمن میں باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ اور صاحبان ایمان اسی پر توکل و اعتماد رکھتے ہیں (توبہ، آیت ۵۱)۔

[3]- آیت إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں) کی طرف اشارہ ہے (حمد، آیت ۵)۔

[4]- بعض نسخوں میں ظَالِمٍ ظَلَمَ آیا ہے اور ماقبل و مابعد جملوں سے یہی قرین صحت ہے اسی لئے ہم نے ترجمہ بھی اسی اعتبار سے کیا ہے۔



شمارۂ دعاء: ۷۔ | پہلی دعاء قنوت [1] | ۳۸ جملے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے کہ جو رحمٰن و رحیم ہے

أَللّٰهُمَّ مِنْكَ الْبَدْءُ وَلَكَ الْمَشِيَّةُ ﴿۱﴾ وَلَكَ الْحَوْلُ وَلَكَ الْقُوَّةُ

خدایا ہر چیز کا آغاز تجھ ہی سے ہے اور ہر چیز کا ارادہ تیرے اختیار میں ہے (1)، اور قدرت و قوت تیرے لئے

[1]- قنوت کے معنی اللہ کی اطاعت اور اس کے سامنے تواضع کرنے کے ہیں، اور فقہی اصطلاح میں قنوت کے معنی قرائت کے بعد دوسری رکعت میں ہاتھوں کو اٹھا کر دعاء کرنے کے ہیں، قنوت نماز یومیہ میں ہر دوسری رکعت، نماز وتر کی پہلی رکعت اور نماز عید و نماز آیات میں بجا لایا جاتا ہے۔

امام حسین علیہ السلام سے منسوب اس قنوت کو کتاب مہج الدعوات (سید علی ابن طاوس حلی) ص ۱۷، بحار الانوار (تألیف محمد باقر بن محمد تقی مجلسی) جلد ۸۲، ص ۲۱۴، اور صحیفۂ حسینیہ (تألیف محمد حسین بن محمد علی شہرستانی) ص ۳۲ میں ذکر کیا گیا ہے۔

اس قنوت کو پہلا قنوت اس لئے کہا گیا کہ اس کے علاوہ ایک اور قنوت امام حسین علیہ السلام سے منسوب ہے کہ جسے قنوت دوم کہا گیا ہے، امام حسین علیہ السلام نماز میں ان دونوں قنوتوں کو ایک ساتھ یا ان میں سے کسی ایک کو پڑھا کرتے تھے۔

﴿۲﴾ وَأَنْتَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ ﴿۳﴾ جَعَلْتَ قُلُوبَ أَوْلِيَائِكَ

ہے [2]، اور تو وہ ہے کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تونے اپنے اولیاء کے دلوں کو

مَسْكَناً لِمَشِيَّتِكَ ﴿۴﴾ وَمَكْمَناً لِإِرَادَتِكَ ﴿۵﴾ وَجَعَلْتَ عُقُولَهُمْ

اپنی مشیت کا مقام اور اپنے ارادے کا مسکن قرار دیا ہے، اور ان کی عقلوں کو

مَنَاصِبَ أَوَامِرِكَ وَنَوَاهِيكَ ﴿۶﴾ فَأَنْتَ إِذَا شِئْتَ مَا تَشَاءُ

اپنے اوامر و نواہی کا مرکز بنایا ہے، اور جب تونے کسی چیز کا ارادہ کیا توان عقول میں ان مخفی اسرار

حَرَّكْتَ مِنْ أَسْرَارِهِمْ كَوَامِنَ مَا أَبْطَنْتَ فِيهِمْ ﴿۷﴾ وَأَبْدَأْتَ

کو حرکت دی کہ جنہیں تونے ان میں پوشیدہ رکھا، اور اپنے ارادے سے ان کی زبانوں پر وہ جاری کیا

---

[1]- اللہ تعالیٰ ہر ارادے پر اختیار رکھتا ہے اور جیسے ہی وہ ارادہ کرتا ہے ہر شی وجود میں آجاتی ہے، اسی لئے باری تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَن نَّقُولَ لَهُ كُن فَيَكُونُ ہم جس چیز کا ارادہ کرلیتے ہیں اس سے فقط اتنا کہتے ہیں کہ ہوجا اور پھر وہ ہوجاتی ہے (نحل، آیت ۴۰)۔

[2]- حول کے معنی میں مختلف اقوال ہیں کسی نے کہا کے حول کے معنی تصرف پر قدرت رکھنے کے ہیں اور بعض نے حول کو استطاعت و حرکت کے معنی میں لیا ہے، اور جو تفسیر حضرت علی علیہ السلام سے جملۂ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ کے بارے میں وارد ہوئی ہے اس میں آپ نے فرمایا کہ اس جملے کے معنی یہ ہیں: لَا حَائِلَ عَنِ الْمَعَاصِي وَ لَا قُوَّةَ عَلَىٰ الطَّاعَاتِ اِلَّا بِاللهِ یعنی نہ ہی میرے لئے گناہوں کے سامنے کوئی حائل ہے اور نہ ہی میں اطاعت پر قدرت رکھتا ہوں مگر اللہ کی مدد و توفیق سے۔

مِنْ إِرَادَتِكَ عَلَىٰ أَلْسِنَتِهِمْ مَا أَفْهَمْتَهُمْ بِهِ عَنْكَ فِي عُقُودِهِمْ

کہ جسے تو نے انہیں ان کے معاملات کے متعلق سمجھایا تھا (اور ان کی زبان پر کلمات کا جاری ہونا انکے)

بِعُقُولٍ تَدْعُوكَ ﴿۸﴾ وَتَدْعُوا إِلَيْكَ بِحَقَائِقِ مَا مَنَحْتَهُمْ بِهِ ﴿۹﴾

ان عقول کے ذریعے انجام پایا کہ جو تجھے پکارتی ہیں اور (لوگوں کو) تیری جانب دعوت دیتی ہیں ان حقائق

وَإِنِّي لَأَعْلَمُ مِمَّا عَلَّمْتَنِي ﴿۱۰﴾ مِمَّا أَنْتَ الْمَشْكُورُ عَلَىٰ مَا مِنْهُ

کے ذریعے کہ جو تو نے انہیں عطا کیں، اور بیشک میں اس چیز کا علم رکھتا ہوں جس چیز کی تو نے مجھے تعلیم

أَرَيْتَنِي، وَإِلَيْهِ آوَيْتَنِي ﴿۱۱﴾ أَللَّهُمَّ وَإِنِّي مَعَ ذَٰلِكَ كُلِّهِ

دی وہ علوم جن میں سے ہر ایک کی نشاندہی اور ان میں میری پناہ پر تیرا شکر لازم ہے[1]، خدایا اِن تمام

عَائِذٌ بِكَ ﴿۱۲﴾ لَائِذٌ بِحَوْلِكَ وَقُوَّتِكَ ﴿۱۳﴾ رَاضٍ بِحُكْمِكَ الَّذِي

نعمتوں کے[2] باوجود میں تیری اور تیری طاقت وقوت کی پناہ چاہتا ہوں، میں تیرے اس حکم پر راضی ہوں کہ

سُقْتَهُ إِلَيَّ فِي عِلْمِكَ ﴿۱۴﴾ جَارٍ بِحَيْثُ أَجْرَيْتَنِي ﴿۱۵﴾ قَاصِدٌ

جسے تو نے اپنے علم میں میری جانب روانہ کیا ہے[3]، میں رواں ہوں جس جانب تو نے مجھے رواں کیا ہے

---

[1]- یعنی اللہ تعالیٰ نے جو تمام علوم انسان کو عطا کئے اور جن علوم سے انسان کو جہل وجہالت سے پناہ حاصل ہوتی ہے ان تمام علوم کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر لازم وضروری ہے۔

[2]- تمام نعمتوں سے مراد وہ تمام احسانات ہیں کہ جن کا گذشتہ جملوں میں تذکرہ کیا گیا ہے۔

[3]- اللہ تعالیٰ کے ان احکام پر رضایت کا اظہار ہے کہ جو انسان پر جاری ہو چکے ہیں یا عنقریب جاری ہونے والے ہیں۔

مَا أَمَّمْتَنِي ﴿١٦﴾ غَيْرُ ضَنِينٍ بِنَفْسِي فِيمَا يُرْضِيكَ

اور میں نے قصد کیا ہے اس چیز کا کہ جو میرے حق میں تیرا مقصود ہے، اور جس چیز سے تو راضی ہوتا ہے

عَنِّي إِذْ بِهِ قَدْ رَضِيتَنِي ﴿١٧﴾ وَلَا قَاصِرٌ بِجُهْدِي عَمَّا إِلَيْهِ

اگر تو راضی ہوجائے تو اس کے حصول میں اپنی جان قربان کرنے میں بخل نہیں کروں گا، اور تو مجھ سے

نَدَبْتَنِي ﴿١٨﴾ مُسَارِعٌ لِمَا عَرَّفْتَنِي ﴿١٩﴾ شَارِعٌ فِيمَا أَشْرَعْتَنِي ﴿٢٠﴾

جو طلب کرے اس کی جد وجہد میں کوتاہی سے کام نہ لوں گا، اور جن چیزوں کی تو نے مجھے معرفت عطا کی

مُسْتَبْصِرٌ مَا بَصَّرْتَنِي ﴿٢١﴾ مُرَاعٍ مَا أَرْعَيْتَنِي ﴿٢٢﴾ فَلَا تُخْلِنِي

ہے ان کی طرف سبقت لے جاؤں گا، ان قوانین کو وضع کروں گا کہ جن کو تو نے مجھ پر وضع کیا ہے، اور جو

مِنْ رِعَايَتِكَ ﴿٢٣﴾ وَلَا تُخْرِجْنِي مِنْ عِنَايَتِكَ ﴿٢٤﴾ وَلَا تُقْعِدْنِي

تو نے بیان کیا ہے اس پر عمل کروں گا، اور اس چیز کا خاص خیال رکھوں گا کہ جس کے خاص خیال رکھنے کا

عَنْ حَوْلِكَ ﴿٢٥﴾ وَلَا تُخْرِجْنِي عَنْ مَقْصَدٍ أَنَالُ بِهِ إِرَادَتَكَ ﴿٢٦﴾

تو نے مجھے حکم کیا ہے، پس تو مجھے اپنی نگرانی سے بے بہرہ نہ فرما[1]، اور نہ ہی اپنی عنایت سے بے دخل

وَاجْعَلْ عَلَى الْبَصِيرَةِ مَدْرَجَتِي ﴿٢٧﴾ وَعَلَى الْهِدَايَةِ مَحَجَّتِي ﴿٢٨﴾

فرما، اور مجھے اپنی قدرت و قوت سے محروم نہ فرما، اور اس مقصد[2] سے مجھے خارج نہ فرما کہ جس کے

1- رعایت سے مراد کسی چیز کی حفاظت و مراقبت ہے۔

2- مقصد سے مراد وہ جگہ ہے کہ جس کا قصد کیا جاتا ہے یا امرِ مقصود کو مقصد کہتے ہیں۔

وَعَلَى الرَّشَادِ مَسْلَكِي ﴿٢٩﴾ حَتّٰى تُنِيلَنِي وَتُنِيلَ بِي أُمْنِيَتِي ﴿٣٠﴾

ذریعے میں تیرے ارادے تک پہنچ سکتا ہوں، اور میری حرکت میں بصیرت اور میرے راستے میں ہدایت

وَتَحِلَّ بِي عَلَى مَا بِهِ أَرَدْتَنِي ﴿٣١﴾ وَلَهُ خَلَقْتَنِي ﴿٣٢﴾ وَإِلَيْهِ

اور میرے طرز عمل میں ہدایت واستقامت قرار دے تاکہ تو مجھے آرزو تک اور میری آرزو کو مجھ تک پہنچائے

آوَيْتَنِي ﴿٣٣﴾ وَأَعِذْ أَوْلِيَاءَكَ مِنَ الْإِفْتِتَانِ بِي ﴿٣٤﴾ وَفَتِّنْهُمْ

اور مجھے قرار دے اس پر کہ جس کا تو نے میرے لئے ارادہ کیا ہے اور جسے میرے لئے خلق کیا ہے اور جس

بِرَحْمَتِكَ لِرَحْمَتِكَ فِي نِعْمَتِكَ تَفْتِينَ الْإِجْتِبَاءِ ﴿٣٥﴾ وَالْإِسْتِخْلَاصِ

میں میرا ٹھکانہ رکھا ہے، اور اپنے اولیاء کو پناہ عطا فرما اِس سے کہ تو میرے ذریعے ان کا امتحان لے [1] بلکہ

بِسُلُوكِ طَرِيقَتِي ﴿٣٦﴾ وَاتِّبَاعِ مَنْهَجِي ﴿٣٧﴾ وَأَلْحِقْنِي

تو ان کی اپنی نعمت میں اور اپنی رحمت کے ذریعے رحمت کے لئے آزمائش فرما [2] ایسی آزمائش کہ جس

1۔ اَعِذْ فعل امر ہے یعنی پناہ عطا فرما، اس مقام پر اولیاء کے امتحان سے مراد وہ مومنین ہیں کہ جو امام حسین علیہ السلام کے پیروکار اور ان کی محبت اپنے دل میں رکھنے والے ہیں، لہذا امام عالی مقام اللہ تعالیٰ سے دعاگو ہیں کہ بارالٰہا میرے چاہنے والوں کو میری محبت کی وجہ سے مبتلاء نہ فرما۔

2۔ الاجتباء میں حرف آخر کسرے کے ساتھ درست ہے۔

بِٱلصَّالِحِينَ مِنْ آبَائِي وَذَوِي رَحِمِي ﴿٣٨﴾.

کے ذریعے ان کا انتخاب ہو اور وہ خلوص کے ساتھ میری راہ پر گامزن ہوں اور میری روش کی پیروی کریں اور مجھے میرے صالح آباء واجداد اور اقرباء سے ملحق فرما۔



شمارۂ دعاء: ۸۔ | دوسری دعاءِ قنوت[1] | ۱۱ جملے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے کہ جو رحمٰن و رحیم ہے

أَللّٰهُمَّ مَنْ آوىٰ إِلىٰ مَأْوىً فَأَنْتَ مَأْوَايَ ﴿۱﴾ وَمَنْ لَجَأَ إِلىٰ مَلْجَأٍ

خدایا ہر ایک پناہ گاہ چاہتا ہے اور تو میری پناگاہ ہے، اور ہر ایک مقام امن تلاش کرتا ہے اور تو میری

---

[1]- قنوت کے معنی اللہ کی اطاعت اور اس کے سامنے تواضع کرنے کے ہیں، اور فقہی اصطلاح میں قنوت کے معنی قرائت کے بعد دوسری رکعت میں ہاتھوں کو اٹھا کر دعاء کرنے کے ہیں، قنوت نماز یومیہ میں ہر دوسری رکعت، نماز وتر کی پہلی رکعت اور نماز عید و نماز آیات میں بجالایا جاتا ہے۔

امام حسین علیہ السلام سے منسوب اس دوسرے قنوت کو کتاب مہج الدعوات (سید علی ابن طاوس حلی) ص ۲، بحار الانوار (تألیف محمد باقر بن محمد تقی مجلسی) جلد ۸۲، ص۲۱۴، صحیفۂ حسینیہ (تألیف محمد حسین بن محمد علی شہرستانی) ص ۳۶ اور الباقیات الصالحات (تألیف عباس بن محمد رضا القمی معروف بہ شیخ عباس قمی) ص ۴۴۰ میں ذکر کیا گیا ہے۔

فَأَنْتَ مَلْجَأِي ﴿۲﴾ أَللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ، وَاسْمَعْ نِدَائِي

امن گاہ ہے، خدایا محمدؐ وآل محمدؐ پر درود نازل فرما، اور میری پکار کو سن لے[1]

﴿۳﴾ وَأَجِبْ دُعَائِي ﴿۴﴾ وَاجْعَلْ مَآبِي عِنْدَكَ وَمَثْوَايَ

اور میری دعاء کو قبول فرما، اور میری بازگشت و پناہ گاہ کو اپنے نزدیک قرار دے

﴿۵﴾ وَاحْرُسْنِي فِي بَلْوَايَ مِنَ افْتِتَانِ الِامْتِحَانِ ﴿۶﴾ وَلَمَّةِ

اور امتحان کے مواقع میں میری حفاظت فرما تاکہ امتحان کی لغزشوں سے محفوظ رہ سکوں، اور شیطان میری

الشَّيْطَانِ ﴿۷﴾ بِعَظَمَتِكَ الَّتِي لَا يَشُوبُهَا وَلَعُ نَفْسٍ بِتَفْتِينٍ

جانب قدم نہ بڑھا سکے، اپنی اس عظمت کے ذریعے کہ جس پر فتنہ پرور کا فتنہ اور خیال پرداز کی بدگمانی

﴿۸﴾ وَلَا وَارِدُ طَيْفٍ بِتَظْنِينٍ ﴿۹﴾ وَلَا يَلُمُّ بِهَا فَرَجٌ حَتَّى

اثر انداز نہیں ہوتی، اور نہ ہی کوئی سرمست و سرکش اس (عظمت) سے قریب ہو سکتا ہے، یہاں تک

تَقْلِبَنِي إِلَيْكَ بِإِرَادَتِكَ، غَيْرَ ظَنِينٍ وَلَا مَظْنُونٍ ﴿۱۰﴾

کے تو اپنے ارادے سے مجھے اپنے پاس لوٹائے[2]، اس حال میں کہ بخیل[3] و مشکوک اور شک کا شکار اور

---

[1]- ندا سے مراد انسان کی حاجت و طلب ہے۔

[2]- یعنی موت اور حساب و جزا سے ہمکنار فرمائے۔

[3]- ظنین اس شخص کو کہتے ہیں کہ جس کا خیر کم اور جو بخیل ہو۔

وَلَا مُرَابٍ وَلَا مُرْتَابٍ، إِنَّكَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ﴿١١﴾ .

بدگمان نہ ہوں[1]، بیشک تو تمام رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

[1]- موت کے وقت انسان کو اپنے ایمان پر پورا یقین ہونا چاہیئے تاکہ وہ شیطانی وسوسوں سے محفوظ رہ سکے، لہذا ہمیں چاہیئے کہ ہم ساری زندگی اللہ سے دعاء مانگیں کہ وہ ہمیں یقین و ایمان کے ساتھ موت عطا فرمائے تاکہ ہمارا خاتمہ بخیر ہو۔



شمارۂ دعاء: ۹۔ شدت و مشکلات میں امام حسین علیہ السلام کی دعاء[1] ۳۱ جملے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے کہ جو رحمٰن و رحیم ہے

أَللّٰهُمَّ أَنْتَ مُتَعَالِي الْمَكَانِ ﴿۱﴾ عَظِيمُ الْجَبَرُوتِ ﴿۲﴾ شَدِيدُ

خدایا تو عالی مقام، عظیم قدرت کا مالک، شدید عقاب کرنے والا

الْمِحَالِ ﴿۳﴾ غَنِيٌّ عَنِ الْخَلَائِقِ ﴿۴﴾ عَرِيضُ الْكِبْرِيَاءِ

مخلوقات سے غنی ہے[1]، وسیع کبریائی والا ہے

---

[1] - کتاب اقبال میں وارد ہوا ہے کہ دعاء شدت وہ دعاء ہے کہ جو امام حسین علیہ السلام کی کربلا میں آخری دعاء تھی، جب امام حسین علیہ السلام پر مصائب کی شدت ہوئی تو آپ نے دونوں ہاتھوں کو بلند کر کے اس دعاء کی تلاوت کی۔

اس دعا کو مختلف کتب ادعیہ میں ذکر کیا گیا ہے جن میں مفاتیح الجنان: ص ۱۶۴، ضیاء الصالحین ص ۵۷، الصحیفۃ الحسینیۃ ص ۳۰، مقتل الحسین للمقرم ص ۲۸۲، مصباح المتہجد ص ۸۲۷، الاقبال ص ۶۹۰، بحار الانوار جلد ۹۸ ص ۳۴۸، نہج الشہادۃ ص ۲۸۵، سخنان امام حسین ص ۳۲۵، اور البلد الامین ص ۱۸۶ میں ذکر کیا گیا ہے۔

۞ قَادِرٌ عَلَىٰ مَا تَشَاءُ ۞ قَرِيبُ الرَّحْمَةِ ۞ صَادِقُ

(تو) ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، (تیری) رحمت (تیرے بندوں سے) قریب ہے، (تو) وعدہ وفا

الْوَعْدِ ۞ سَابِغُ النِّعْمَةِ ۞ حَسَنُ الْبَلَاءِ ۞ قَرِيبٌ إِذَا

نعمت تمام (اور) نیک آزمائش کرنے والا ہے[2]، جب تجھے پکارا جائے تو تو قریب ہے[3]

دُعِيتَ ۞ مُحِيطٌ إِذَا خَلَقْتَ ۞ قَابِلُ التَّوْبَةِ لِمَنْ تَابَ

اور جب تو نے خلق کیا تو ہر شی پر محیط ہوا، وہ جو تیری طرف پلٹ آئے تو اس کی توبہ قبول کرنے والا ہے

إِلَيْكَ ۞ قَادِرٌ عَلَىٰ مَا أَرَدْتَ ۞ وَمُدْرِكٌ مَا طَلَبْتَ

تو قدرت رکھتا ہے ہر اس چیز پر جس کا تو ارادہ کرے، اور جو طلب کرے اسے حاصل کرنے والا ہے

۞ وَشَكُورٌ إِذَا شُكِرْتَ ۞ وَذَكُورٌ إِذَا ذُكِرْتَ ۞

اور جب تیرا شکر کیا جائے تو تو بھی شکریہ ادا کرتا ہے[4]، اور جو تجھے یاد کرے تو اسے بہت یاد کرتا ہے[1]

---

[1]- اس ضمن میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرماتا ہے: إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ بیشک اللہ سارے عالمین سے بے نیاز ہے (عنکبوت، آیت ٦)۔

[2]- یعنی اللہ تعالیٰ ایسا نیک آزمایش کرنے والا ہے کہ جو اپنی آزمایش کے ذریعے بندوں کے درجات کو بلند فرماتا ہے۔

[3]- اس ضمن میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ میں ان سے قریب ہوں پکارنے والے کی آواز سنتا ہوں جب بھی پکارتا ہے (بقرہ، آیت ١٨٦)۔

[4]- شکور شاکر (یعنی شکر کرنے والا) سے صیغۂ مبالغہ ہے یعنی بہت زیادہ شکر کرنے والا، جب یہ لفظ بندوں کے لئے استعمال ہو تو اس کا مطلب بہت زیادہ شکریہ ادا کرنے والے کے ہیں، لیکن جب یہی لفظ اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے استعمال کیا جائے تو

أَدْعُوكَ مُحْتَاجًا ﴿۱۸﴾ وَأَرْغَبُ إِلَيْكَ فَقِيرًا ﴿۱۹﴾ وَأَفْزَعُ إِلَيْكَ

میں نیازمندی کے حال میں تجھے پکارتا ہوں، اور فقر میں تیری طرف رغبت کرتا ہوں، اور حالت خوف میں

خَائِفًا ﴿۲۰﴾ وَأَبْكِي إِلَيْكَ مَكْرُوبًا ﴿۲۱﴾ وَأَسْتَعِينُ بِكَ ضَعِيفًا

تیری بارگاہ میں پناہ چاہتا ہوں، اور رنجیدہ حال تیرے حضور گریہ وبکاء کرتا ہوں، اور ضعف میں تجھ سے مدد چاہتا

﴿۲۲﴾ وَأَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ كَافِيًا ﴿۲۳﴾ أُحْكُمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ

ہوں، اور تجھ پر توکل کرتا ہوں جبکہ تیرا توکل میرے لئے کافی ہے، ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان

﴿۲۴﴾ فَإِنَّهُمْ غَرُّونَا وَخَدَعُونَا وَغَدَرُوا بِنَا وَقَتَلُونَا ﴿۲۵﴾ وَنَحْنُ

حق کے ساتھ حکم فرما[2] کہ انہوں نے ہمیں دھوکا دیا اور ہمارے ساتھ مکر اور عہد شکنی کی اور ہمیں قتل کیا

عِتْرَةُ نَبِيِّكَ ﴿۲۶﴾ وَوُلْدِ حَبِيبِكَ ﴿۲۷﴾ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ الَّذِي اصْطَفَيْتَهُ

جبکہ ہم تیرے نبیؐ کی عترت، تیرے حبیب محمدؐ ابن عبد اللہ کی اولاد ہیں وہ محمد (ص) کہ جنہیں تو نے

اس کے معنی و مراد بہت زیادہ جزا دینے والے کے ہیں، وہ جزا دینے والا کہ جو اپنے بندوں کے اعمال کو قبول فرماتا ہے اور انہیں نیک جزا سے نوازتا ہے، اسی لئے اللہ تعالٰی نے قرآن مجید میں فرمایا: وَكَانَ اللَّهُ شَاكِرًا عَلِيمًا اور اللہ تو بڑا قدردان ہے (اور) بڑا جاننے والا ہے (نساء آیت ۱۴۷)۔

[1]- ذکور لفظ ذاکر سے صیغۂ مبالغہ ہے یعنی بہت زیادہ ذکر کرنے والا، بیشک جو اللہ کو یاد کرتا ہے اللہ اسے بھی یاد فرماتا ہے اسی لئے قرآن مجید میں اس نے فرمایا ہے: فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ پس تم مجھے یاد رکھو میں تمہیں یاد رکھوں گا (بقرہ، آیت ۱۵۲)۔

[2]- اس جملے کے ذریعے امام حسین علیہ السلام نے اللہ تعالٰی کے حضور لشکر یزید کے مظالم پر انہیں عقاب کرنے کی بد دعاء کی ہے۔

بِالرِّسَالَةِ ﴿٢٨﴾ وَائْتَمَنْتَهُ عَلَىٰ وَحْيِكَ ﴿٢٩﴾ فَاجْعَلْ لَنَا مِنْ

رسالت کے لئے منتخب کیا اور اپنی وحی پر انہیں امین بنایا، پس اپنی رحمت سے ہمارے لئے ہمارے امور

أَمْرِنَا فَرَجًا وَمَخْرَجًا ﴿٣٠﴾ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ﴿٣١﴾ .

میں فرج وگشایش عطا فرما، اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔



شمارۂ دعاء: ۱۰۔ اللہ سے بارش کی دعاء[1] ۔پہلی دعاء ۲۱ جملے

---

[1]- لغت میں استسقاء کے معنی سقی (یعنی بارش سے لبریز بادل) طلب کرنے کے ہیں، اور نماز استسقاء وہ نماز ہے کہ جو اللہ تبارک وتعالیٰ سے بارش کے طلب کرنے کے لئے پڑھی جاتی ہے، جس کے پڑھنے کا طریقہ نماز عید کی طرح ہے یعنی دو رکعت نماز استسقاء کی پہلی رکعت میں دونوں سوروں کے بعد پانچ تکبیریں پڑھی جائیں اور ہر تکبیر کے بعد ایک قنوت ادا کیا جائے گا پھر چھٹی تکبیر کے بعد رکوع بجا لائے، اسی طرح دوسری رکعت میں چار تکبیریں کہی جائیں گی اور ہر تکبیر کے بعد ایک قنوت پڑھا جائے گا اور پھر پانچویں تکبیر کے بعد رکوع بجا لایا جائے گا۔

نماز استسقاء کے کچھ مقدمات و مستحبات ہیں مثلاتین دن روزہ رکھنا اور روزے کے تیسرے دن نماز استسقاء بجا لانا، اس نماز کا صحرا میں بجا لانا، وقار و خضوع و خشوع کے ساتھ نماز کے لئے روانہ ہونا، بوڑھوں اور بچوں کو ساتھ لے جانا، بچوں کو ماؤوں سے الگ رکھنا وغیرہ مستحب ہے۔

نماز استسقاء کے قنوت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہلبیت علیہم السلام سے وارد ہونے والی دعاؤں کو پڑھنا مستحب ہے اور امام حسین علیہ السلام کی اس دعاء استسقاء کا شمار انہیں مستحب دعاؤں میں ہوتا ہے گرچہ اس دعاء کو قنوتِ نماز میں اور نماز کے بعد تعقیبات میں یا بغیر نماز کے بھی پڑھا جا سکتا ہے۔

امام حسین علیہ السلام سے منسوب اس دعاء استسقاء کو من لایحضرہ الفقیہ جلد ا ص۳۳۸ حدیث ۱۷، صحیفۂ حسینیہ ص ۳۹، مستدرک وسائل الشیعۃ ج ٦ ص ۱۹۷، قرب الاسناد ص ۷۳، بحار الانوار ج ۸۸ ص ۳۲۱ حدیث ۹ ،اور عوالم العلوم ج ۱۷ ص۵۱ میں ذکر کیا گیا ہے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے

أَللّٰهُمَّ مُعْطِي الْخَيْرَاتِ مِنْ مَظَانِّهَا ﴿١﴾ وَمُنْزِلَ الرَّحَمَاتِ

خدایا اے اشیاء خیر کو ان کے مقامات سے عطا کرنے والے[1]، اور اے رحمتوں کو ان کی معدنوں سے نازل

مِنْ مَعَادِنِهَا ﴿٢﴾ وَمُجْرِيَ الْبَرَكَاتِ عَلَى أَهْلِهَا ﴿٣﴾

کرنے والے، اور اے برکات کو ان کے اہل پر جاری کرنے والے[2]، تجھ ہی سے باران رحمت ہے

مِنْكَ الْغَيْثُ الْمُغِيثُ وَأَنْتَ الْغِيَاثُ الْمُسْتَغَاثُ ﴿٤﴾ وَنَحْنُ

جو ہر ایک کے شامل حال ہے[3]، اور تو ہی وہ مدد کرنے والا ہے کہ جس سے مدد طلب کی جاتی ہے

---

[1]- مظان ان جگھوں کو کہا جاتا ہے کہ جن کے ذریعے نعمت عطا کی جاتی ہے، مثال کے طور پر باران رحمت (جو اللہ کی بزرگ نعمتوں میں شامل ہے) کا مظان آسمان اور نباتات کا مظان زمین ہے۔

[2]- گرچہ اللہ تعالیٰ کا رزق ہر ایک کے لئے ہے اور وہ اپنی تمام مخلوقات کو رزق پہنچاتا ہے اور اس ضمن میں کسی قسم کا بخل نہیں کرتا لیکن اللہ کی برکتیں صرف مومنین سے مخصوص ہیں اسی لئے قرآن مجید میں باری تعالیٰ نے فرمایا: **وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِن كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ** اور اگر اہل قریہ ایمان لے آتے اور تقوی اختیار کر لیتے تو ہم ان کے لئے زمین اور آسمان سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے لیکن انہوں نے تکذیب کی تو ہم نے ان کو ان کے اعمال کی گرفت میں لے لیا (اعراف، آیت ۹۶)۔

[3]- عربی زبان میں بارش کے لئے دو الفاظ قابل توجہ ہیں، ایک غیث اور دوسرے مطر، لیکن دونوں الفاظ کے معانی میں قدرے فرق ہے، مطر ہر مفید و مضر بارش کو کہتے ہیں، لیکن غیث وہ بارش ہے کہ جو صرف مفید ہوتی ہے اور کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچاتی، اور غیثِ مغیث سے مراد وہ بارش کہ جو ہر ایک کے لئے ہو۔

ٱلْخَاطِئُونَ وَأَهْلُ ٱلذُّنُوبِ وَأَنْتَ ٱلْمُسْتَغْفِرُ ٱلْغَفَّارُ لَا إِلَـٰهَ إِلَّا

اور ہم خطا کار و گناہکار ہیں اور تو استغفار قبول کرنے والا اور بہت زیاد بخشنے والا ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں

أَنْتَ ﴿۵﴾ أَللَّٰهُمَّ أَرْسِلِ ٱلسَّمَاءَ عَلَيْنَا دِيمَةً مِدْرَارًا ﴿۶﴾

خدایا ہم پر آسمان سے بارش نازل فرما ایسی بارش کہ جو طولانی، بغیر گرج و بجلی کے اور موسلا دھار ہو[1] اور ہمیں

وَٱسْقِنَا ٱلْغَيْثَ وَاكِفًا مِغْزَارًا ﴿۷﴾ غَيْثًا مُغِيثًا ﴿۸﴾

اس بارش کے پانی سے سیراب فرما جو وافر مقدار میں اور پینے کے قابل ہو، ایسی بارش کہ جو ہر ایک کے

وَاسِعًا مُسْبِغًا ﴿۹﴾ مُهْطِلًا مَرِيًّا مُرْبِعًا ﴿۱۰﴾ غَدِقًا مُغْدِقًا

لئے، بہت زیادہ وسیع، پے در پے، گوارا، پر برکت، فراوان اور زارع کے لئے فراوان محصول وجود میں لانے

﴿۱۱﴾ عُبَابًا مُجَلْجِلًا ﴿۱۲﴾ سُحًّا سَحْسَاحًا ﴿۱۳﴾ بَسًّا بِسَاسًا ﴿۱۴﴾

والی[2]، موج اور رعد و برق والے ابر کے ساتھ[3]، سرعت و شدت کے ساتھ[1] ہو، جو تمام جگہوں پر

---

[1]- دِيْمَةً یعنی ایسی بارش کہ جو طولانی ہو اور بغیر کسی رعد و برق کے برسے، اسی طرح مدرار سے اس مقام پر وہ بارش مراد ہے کہ جو مسلسل اور موسلا دھار ہو۔

[2]- اس مقام پر غَدِقاً سے مراد وہ بارش ہے کہ جو فراوان ہو، اور مُغْدِقًا (اسم فاعل) سے مراد وہ بارش ہے کہ جو اپنے برسنے سے زراعت کرنے والے کو فراوان محصولات سے نوازے۔

[3]- عُبَابًا یعنی سیل یا سمندر کی موج اور یہاں مراد بارش کی امواج ہیں، اور مُجَلْجَلًا سے مراد وہ بارش ہے کہ جس میں بجلی اور بادل کی کڑک ہو۔

مُسْبِلًا عَامًا ﴿۱۵﴾ وَدَقًا مِطْفَاحًا ﴿۱۶﴾ يَدْفَعُ الْوَدْقَ بِالْوَدْقِ

آسانی سے پھیل جائے، جو جاری اور عمومی ہو، جس کے قطرات سے ہر جگہ سیراب و لبریز ہو جائے

دِفَاعًا ﴿۱۷﴾ وَيَطْلُعُ الْقَطْرُ مِنْهُ غَيْرَ خُلَّبِ الْبَرْقِ وَلَا مُكَذَّبِ

جس کا ایک قطرہ دوسرے قطرے کو اچھالے، یہ بارش اس بادل سے ہو جو بجلی سے خالی نہ ہو اور نہ ہی جس

الرَّعْدِ ﴿۱۸﴾ تَنْعَشُ بِهِ الضَّعِيفُ مِنْ عِبَادِكَ ﴿۱۹﴾ وَتُحْيِي

کی گرج جھوٹی ہو، جس سے تیرے ضعیف بندوں کو رفاہ حاصل ہو، اور تو اس بارش کے ذریعے اپنے شہروں کی

بِهِ الْمَيِّتَ مِنْ بِلَادِكَ ﴿۲۰﴾ مَنًّا عَلَيْنَا مِنْكَ آمِينَ يَا

مردہ زمینوں کو زندہ فرمائے تاکہ ہم پر تیری جانب سے احسان ہو

رَبَّ الْعَالَمِينَ ﴿۲۱﴾ .

اے عالمین کے پالنے والے۔

[1]- اس مقام پر کلمہ سُحًا سے مراد وہ بارش ہے جو شدت سے برسے اور سَحْسَاحًا سے مراد وہ بارش ہے کہ جو زمین کی کو کھدیڑ دے۔



شمارۂ دعاء ۱۱۔ اللہ سے بارش کی دعاء[1] ۔ دوسری دعاء ۱۲ جملے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے

أَللّٰهُمَّ إِسْقِنَا سُقْيًا ﴿۱﴾ وَاسِعَةً وَادِعَةً ﴿۲﴾ عَامَّةً نَافِعَةً

خدایا ہم پر بارش سے لبریز بادلوں کو نازل فرما، ایسی بارش کہ جو وسیع، پر سکون، عمومی، فائدہ مند اور نقصان

غَيْرَ ضَارَّةٍ ﴿۳﴾ تَعُمُّ بِهَا حَاضِرَنَا ﴿۴﴾ وَبَادِيَنَا ﴿۵﴾ وَتَزِيدُ ﴿۶﴾

پہچانے والی نہ ہو[1]،اسے قرار دے شہر اور بیابان میں تمام بسنے والوں کے لئے، اور تو اسے ہمارے رزق

---

[1] - امام حسین علیہ السلام سے منسوب یہ دوسری دعاء استسقاء ہے، ہم نے استسقاء کے معنی اور اس سے مربوط مطالب کو پہلی دعاء استسقاء کے ذیل میں تفصیل سے بیان کیا ہے لہذا قارئین مزید وضاحت کے لئے پہلی دعاء استسقاء کے حاشیہ کی طرف رجوع فرمائیں ۔

دوسری دعاء استسقاء کو کتاب حیاۃ الامام الحسین ج ۱ ص ۱۶۶، اور عیون الاخبار لابن القتیبۃ ج ۲ ص ۲۷۸ میں ذکر کیا گیا ہے ۔

بِهَا فِي رِزْقِنَا وَشُكْرِنَا ﴿۷﴾ أَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ رِزْقَ إِيمَانٍ

اور شکر میں اضافہ کا سبب قرار دے[2]، خدایا اس بارش کو ایمان کے لئے رزق و عطا قرار دے[3]

وَعَطَاءَ إِيمَانٍ ﴿۸﴾ إِنَّ عَطَاءَكَ لَمْ يَكُنْ مَحْظُورًا ﴿۹﴾

بیشک تیری عطا کسی کے لئے ممنوع قرار نہیں دی گئی ہے[4]

أَللّٰهُمَّ أَنْزِلْ عَلَيْنَا فِي أَرْضِنَا سَكَنَهَا ﴿۱۰﴾ وَأَنْبِتْ ﴿۱۱﴾

خدایا ہماری زمین پر اس بارش کی رحمت و برکت کو نازل فرما، اور اس زمین سے اس کے تیل اور

---

[1]- کچھ بارشیں نقصان پہچانے والی ہوتی ہیں جن کے بے وقت یا زیادہ مقدار میں برسنے سے سیلاب آتا ہے جس کے نتیجہ میں بعض اوقات کھیت اور کئی شہر بہہ جاتے ہیں، اسی لئے امام عالی مقام نے اس بارش کے لئے دعاء فرمائی کہ جو مضر ہونے کے بجائے مفید واقع ہو۔

[2]- بارش اللہ کی نعمت ہے لہذا ہر نعمت پر شکریہ لازم ہے اور جب تک اللہ کی توفیق حاصل نہ ہو اس وقت تک انسان شکرگزار نہیں بن سکتا اسی لئے امام حسین علیہ السلام نے اس مقام پر ہمیں تعلیم دی کہ ہم اللہ سے توفیقِ شکر کی دعاء مانگیں تاکہ ہمارا شمار شکور (بہت زیادہ شکر کرنے والے) بندوں میں ہو جائے۔

[3]- یعنی اس بارش (نعمت) کو میرے ایمان میں اضافے کا سبب قرار دے چونکہ انسان آسائش کے حصول کے بعد خدا کو بھلا دیتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالٰی نے قرآن مجید میں فرمایا: إِنَّ الْإِنسَانَ لَيَطْغَىٰ أَن رَّآهُ اسْتَغْنَىٰ بیشک انسان (اس وقت) سرکشی کرنے لگتا ہے جب وہ سمجھتا ہے کہ وہ (غنی) بے نیاز ہے (علق، آیت ٦-٧)۔

[4]- اس بارے میں قرآن مجید میں ارشاد رب العزت ہے: وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا اورآپ کے پروردگار کی عطا کسی پر بند نہیں ہے (اسراء آیت ٢٠)۔

فِيهَا زَيْتُهَا وَمَرْعَاهَا ﴿۱۲﴾ .

نباتات کو اگا[1]

[1]- زیت تیل، درخت اور زیتون کو کہتے ہیں اور مَرْعَاهَا سے مراد وہ نباتات ہیں جو زمین سے اگتے ہیں، اس ضمن میں باری تعالیٰ کا فرمان ہے: أَخْرَجَ مِنْهَا مَاءَهَا وَمَرْعَاهَا اسی نے زمین میں سے اس کا پانی نکالا اور اس کی نباتات نکالیں (نازعات، آیت ۳۱)۔



شمارۂ دعاء: ۱۲۔ دعاءِ تسبیح[1] ۱۰ جملے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے

سُبْحَانَ الرَّفِيعِ الْأَعْلَى ﴿۱﴾ سُبْحَانَ الْعَظِيمِ الْأَعْظَمِ ﴿۲﴾

پاک و منزہ ہے وہ خدا جو سب سے زیادہ بلند ہے، پاک و منزہ ہے وہ خدا جو سب سے زیادہ بزرگ و برتر ہے

سُبْحَانَ مَنْ هُوَ هٰكَذَا وَلَا يَكُونُ هٰكَذَا غَيْرُهُ ، وَلَا يُقَدِّرُ أَحَدٌ

پاک و منزہ ہے وہ خدا کہ جو اِن صفات کا حامل ہے اور کوئی اس جیسا نہیں ہو سکتا[2]، اور کوئی بھی اس کی

[1]- لغت میں تسبیح تنزیہ کو کہتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کو ہر اس چیز سے منزہ سمجھنا جو اس کے شایانِ شان نہیں، اور تسبیح میں اللہ کی ثناء اور اس کی تعظیم بجا لائی جاتی ہے۔
تسبیح فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کی طرح مختلف انداز میں ائمہ علیہم السلام سے تسبیحات وارد ہوئی ہیں اور مذکورہ تسبیح امام حسین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جسے بحار الانوار ج ۹۱ ص ۲۰۶، اور دعوات راوندی ص ۹۲ میں ذکر کیا گیا ہے۔

[2]- یعنی اللہ کی طرح نہ کوئی رفیع اعلی ہے اور نہ ہی کوئی عظیمِ اعظم ہے۔

قُدْرَتَهُ ﴿٣﴾ سُبْحَانَ مَنْ أَوَّلُهُ عِلْمٌ لَا يُوصَفُ، وَآخِرُهُ

قدرت کو نہیں پہنچ سکتا، پاک و منزہ ہے وہ خدا جس کا آغاز وہ علم ہے جو ناقابل توصیف ہے، اور جس کا آخر وہ

عِلْمٌ لَا يَبِيدُ ﴿٤﴾ سُبْحَانَ مَنْ عَلَا فَوْقَ الْبَرِيَّاتِ بِالْإِلٰهِيَّةِ

علم ہے جو پایان ناپذیر ہے[1]، پاک ہے وہ خدا جو اپنی الوہیت کے ذریعے تمام مخلوقات سے برتر ہوا

فَلَا عَيْنٌ تُدْرِكُهُ، وَلَا عَقْلٌ يُمَثِّلُهُ، وَلَا وَهْمٌ يُصَوِّرُهُ، وَلَا

لہذا نہ ہی کوئی آنکھ اسے درک کر سکتی ہے اور نہ ہی کوئی عقل ہے جو اس کی شبیہ بنا سکے، اور نہ ہی کوئی

لِسَانٌ يَصِفُهُ بِغَايَةِ مَا لَهُ الْوَصْفُ ﴿٥﴾ سُبْحَانَ مَنْ

خیال ہے جو اس کی تصویر کشی کر سکے، اور نہ ہی کوئی زبان ہے کہ جو اس کی توصیف کر سکے ایسی توصیف

عَلَا فِي الْهَوَاءِ ﴿٦﴾ سُبْحَانَ مَنْ قَضَى الْمَوْتَ عَلَى

کہ جس کا وہ شایان شان ہے[2]، پاک و منزہ ہے وہ خدا کہ جس کی قدرت نے آسمان پر برتری حاصل کی، پاک

---

[1]- اللہ کے لئے اول و آخر نہیں بلکہ اول و آخر کا تعلق انسان کی عقل اور اس کے ادراک سے ہے لہذا اس مقام پر مذکورہ جملے کے معنی یہ ہونگے: انسان کے لئے اللہ کی پہلی معرفت اس کا وہ علم ہے کہ جو ناقابل توصیف ہے، اور اللہ کی آخری معرفت وہ علم ہے کہ جس کی کوئی انتہاء نہیں، اور اللہ کا ناقابل توصیف ہونا انسان کی محدودیت کی وجہ سے ہے جبکہ اللہ اور اس کے صفات لا محدود ہیں۔

[2]- **بِغَايَةِ مَالَه الوَصْف** سے مراد اللہ کی نہائی توصیف ہے، جس طرح اللہ لا متناہی ہے اسی طرح اس کی توصیف بھی لا متناہی ہے۔

ٱلْعِبَادِ ﴿٧﴾ سُبْحَانَ ٱلْمَلِكِ ٱلْقَادِرِ ﴿٨﴾ سُبْحَانَ ٱلْمَلِكِ

ومنزہ ہے وہ خدا کہ جس نے موت کو بندوں پر مقدر فرما[1]، پاک و منزہ ہے وہ خدا کہ جو قدرت مند بادشاہ

ٱلْقُدُّوسِ ﴿٩﴾ سُبْحَانَ ٱلْبَاقِي ٱلدَّائِمِ ﴿١٠﴾ .

ہے، پاک و منزہ ہے وہ خدا جو بے عیب فرمانروا ہے[2]، پاک و منزہ ہے وہ خدا جو ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔

---

[1]- لہذا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۖ ثُمَّ إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے، پھر تم ہماری ہی طرف لوٹائے جاؤ گے (عنکبوت، آیت ۵۷)۔

[2]- لفظ قدس سے قدوس صیغۂ مبالغہ ہے یعنی وہ کہ جو ہر قسم کے عیب و نقص سے پاک و منزہ ہو۔



شمارۂ دعاء: ۱۳۔ روز و شب کی دعاء[1] ۱۰ جملے

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے

بِسْمِ اللَّهِ وَبِاللَّهِ وَمِنَ اللَّهِ وَإِلَى اللَّهِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ ﴿۱﴾ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ وَلَا ﴿۲﴾

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور اللہ سے مدد چاہتا ہوں، اور اللہ ہی سے قوت وتوانائی چاہتا ہوں، اور اسی کی طرح توجہ کرتا ہوں، اور اللہ کی راہ میں سعی وکوشش کرتا ہوں، اور رسولؐ اللہ کے دین پر چلتا ہوں[2]، میں نے

---

[1]- روز و شب کی یہ دعاء امام حسین علیہ السلام سے منسوب ہے کہ جس کی آپ دن اور رات میں تلاوت فرمایا کرتے تھے، اس دعاء کو کتاب مہج الدعوات ص ۱۵۸، بحار الانوار ج ۸۳ ص۳۱۳، اور صحیفۂ حسینیہ ص ۱۸ میں ذکر کیا گیا ہے۔

[2]- بسم اللہ میں با ابتداء کے لئے ہے یعنی میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں، اور با اللہ سے مراد استعین باللہ (میں اللہ سے مدد چاہتا ہوں)، من اللہ سے مراد من اللہ اطلب القوۃ والحول (یعنی میں اللہ سے قوت وتوانائی چاہتا ہوں)، الی اللہ سے مراد اتوجہ الی اللہ (یعنی میں اللہ کی طرف توجہ کرتا ہوں)، فی سبیل اللہ سے مراد اسعی فی سبیل اللہ (یعنی میں اللہ کی راہ میں سعی وکوشش کرتا ہوں)، اور علی ملۃ رسول اللہ سے مراد اسیر علی ملۃ رسول اللہ (یعنی میں مذہب و دین رسول اللہ پر گامزن ہوں) ہیں۔

حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ﴿۳﴾ أَللَّهُمَّ إِنِّي

اللہ پر بھروسہ کیا، اور کوئی توانائی و قوت نہیں مگر خدائے بلند مرتبہ و بزرگ قدر سے[1]، خدایا بیشک میں نے

أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ ﴿۴﴾ وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ

اپنے نفس کو تیرے سپرد کیا، اور میں نے اپنے رخ کو تیری جانب موڑا[2]

﴿۵﴾ وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ ﴿۶﴾ إِيَّاكَ أَسْأَلُ الْعَافِيَةَ

اور میں نے اپنے امر کو تیرے حوالے کیا[3]، میں صرف تجھ ہی سے عافیت چاہتا ہوں ہر اس برائی سے

مِنْ كُلِّ سُوءٍ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ﴿۷﴾ أَللَّهُمَّ إِنَّكَ تَكْفِينِي

سے جو دنیا و آخرت میں ہے[1]، خدایا تو ہر ایک کے مقابلے میں میرے لئے کافی ہے اور تیرے

---

[1]- لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ کے معنی کو مولا امیرالمومنین نے یوں بیان فرمایا: لَا حَائِلَ عَنِ الْمَعَاصِي وَ لَا قُوَّةَ عَلٰى الطَّاعَاتِ اِلَّا بِاللهِ نہ کوئی گناہوں کے مقابلہ میں حائل ہے اور نہ ہی اللہ کی اطاعت کرنے پر کوئی طاقت وقدرت رکھتا ہے مگر اللہ کی عطاکردہ توانائی سے۔

[2]- قرآن مجید کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے کہ جس میں جناب ابراہیمؑ نے فرمایا: إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا ۖ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ میں ہر طرف سے ہٹ کر اپنا رخ اس کی طرف کرتا ہوں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں (انعام، آیت ۷۹)۔

[3]- قرآن مجید کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے کہ جس میں باری تعالیٰ قوم فرعون سے ایمان لانے والے فرد کے کلام کو نقل کرتے ہوئے فرمایا: وَأُفَوِّضُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ اور میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں بے شک وہ (اپنے) بندوں کا خوب نگران ہے (غافر، آیت ۴۴)۔

مِنْ كُلِّ أَحَدٍ وَلَا يَكْفِينِي أَحَدٌ مِنْكَ فَاكْفِنِي مِنْ كُلِّ

مقابل میرے لئے کوئی کافی نہیں ہوسکتا، پس تو میرے لئے کافی ہوجا ہر اس شخص کے مقابل کہ جس سے

أَحَدٍ مَا أَخَافُ وَأَحْذَرُ ﴿۸﴾ وَاجْعَلْ لِي مِنْ أَمْرِي فَرَجًا

مجھے خوف و حذر ہے، اور میرے امر میں گشائش اور راہ نجات قرار دے بیشک تو جاننے والا

وَمَخْرَجًا ﴿۹﴾ إِنَّكَ تَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَتَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَأَنْتَ

اور میں نادان ہوں اور تو توانا ہے جبکہ میں بے بس ہوں، اور تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے، اپنی

عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ﴿۱۰﴾ .

رحمت سے (مجھے گشائش عطا فرما) اے سب رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

---

[1]- عافیت سے مراد کامل صحت و سلامتی ہے کہ جس میں روحی و جسمی دونوں قسم کی سلامتیاں شامل ہیں، اور اس جملے میں ایاک حصر کے معنی کو پہنچاتا ہے یعنی میں صرف تجھ سے عافیت چاہتا ہوں، یہ جملہ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ (میں صرف تیری عبادت کرتا ہوں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتا ہوں) کی طرح ہے۔



شمارۂ دعاء: ۱۴۔ دعاء توفیق [1] ۱۵ جملے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ تَوْفِيقَ أَهْلِ الْهُدَىٰ ﴿۱﴾ وَأَعْمَالَ أَهْلِ

خدایا میں تجھ سے ہدایت یافتہ لوگوں کی توفیق [2]، اور پرہیزگاروں کے اعمال

التَّقْوَىٰ ﴿۲﴾ وَمُنَاصَحَةَ أَهْلِ التَّوْبَةِ ﴿۳﴾ وَعَزْمَ أَهْلِ الصَّبْرِ

اور توبہ کرنے والوں کا خلوص [3]، اور صبر کرنے والوں کی ہمت و عزم [1]

---

[1]- امام حسین علیہ السلام کی اس دعاءِ توفیق کو مہج الدعوات ص ۱۵۷، مصباح الکفعمی ص ۳۰۴، بحار الانوار ج ۹۱ ص ۱۹۱، ادب الحسین و حماستہ ص ۵۷، اور الصحیفۃ الحسینیۃ ص ۹۰ میں ذکر کیا گیا ہے۔

[2]- لغت میں توفیق سے مراد عمل کا واقعیت سے مطابق ہونا ہے اور توفیق الٰہی سے مراد ہر وہ عمل ہے کہ جس سے اللہ تبارک و تعالٰی کی رضایت کا حصول ہو۔

[3]- خالص توبہ کو قرآن مجید میں توبۂ نصوح سے تعبیر کیا گیا ہے، اللہ تعالٰی کا فرمان ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا اے ایمان والو خلوص دل کے ساتھ توبہ کرو (تحریم، آیت ۸)۔

﴿٤﴾ وَحَذَرَ أَهْلِ الْخَشْيَةِ ﴿٥﴾ وَطَلَبَ أَهْلِ الْعِلْمِ ﴿٦﴾ وَزِينَةَ

اور (تیرا) خوف رکھنے والوں کا ڈر[2]، اور اہل علم کی (علم کے حصول میں) طلب، اور اہل ورع کی

أَهْلِ الْوَرَعِ ﴿٧﴾ وَخَوْفَ أَهْلِ الْجَزَعِ ﴿٨﴾ حَتَّىٰ أَخَافَكَ

زینت[3]، اور غمزدہ افراد کا خوف چاہتا ہوں[4]، تاکہ ایسا خوف حاصل ہوکہ جو مجھے تیری معصیت سے روک

اَللّٰهُمَّ مَخَافَةً تَحْجُزُنِي عَنْ مَعَاصِيكَ ﴿٩﴾ وَحَتَّىٰ أَعْمَلَ بِطَاعَتِكَ

سکے اور میں تیری اطاعت کے ذریعے وہ عمل بجا لاسکوں کہ جس کے ذریعے تیری کرامت کا مستحق

عَمَلًا أَسْتَحِقُّ بِهِ كَرَامَتَكَ ﴿١٠﴾ وَحَتَّىٰ أُنَاصِحَكَ فِي التَّوْبَةِ

قرار پاؤں، اور تیرے خوف کی وجہ سے اخلاص کے ساتھ توبہ کروں

---

[1]- اس ضمن میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے: وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ ۖ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ اور جو مصیبت پیش آئے اس پر صبر کرو بے شک یہ (صبر) عزم و ہمت کے کاموں میں سے ہے (لقمان، آیت ١٧)۔

[2]- علماء وہ ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کی خشیت رکھتے ہیں اسی لئے باری تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ اور اللہ کے بندوں میں سے صرف علماء ہی اس سے ڈرتے ہیں (فاطر، آیت ٢٨)۔

[3]- ورع یعنی گناہوں سے پرہیز کرنا، اور ورع رکھنے والوں کی زینت کے بارے میں حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: وَ اَمَّا زِيْنَةُ الوَرِعِ هُوَ الْوُقُوْفُ عِنْدَ الشُّبْهَةِ وَ حَيَاةُ الْقَلْبِ وَ شِدَّةُ الْحَيَاءِ اور پرہیزگار کی زینت یہ ہے کہ وہ شبہ ناک اشیاء سے پرہیز کرے، اپنے قلب کو زندہ رکھے، اور بہت زیادہ حیاء کا مالک ہو۔

[4]- جزع حزن کے اظہار کو کہتے ہیں اور اہل جزع سے مراد محزون و غمزدہ افراد ہیں۔

خَوْفاً لَكَ ﴿١١﴾ وَحَتّىٰ أُخْلِصَ لَكَ فِي النَّصِيحَةِ حُبّاً لَكَ

اور تیری محبت میں اپنے اعتقاد کو خالص کروں

﴿١٢﴾ وَحَتّىٰ أَتَوَكَّلَ عَلَيْكَ فِي الْأُمُورِ حُسْنَ ظَنٍّ بِكَ ﴿١٣﴾

اور تجھ پر حسن ظن رکھتے ہوئے تجھ پر بھروسہ کروں، پاک و منزہ ہے وہ خدا کہ جو نور کا خلق کرنے والا ہے

سُبْحَانَ خَالِقِ النُّورِ ﴿١٤﴾ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ ﴿١٥﴾.

پاک و منزہ ہے خدائے بزرگ و برتر اور میں اس کی ستائش کے ذریعے اس کی تسبیح کرتا ہوں



شمارۂ دعاء: ۱۵۔ دعاءِ ثقہ [1] ۱۴ جملے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے

أَللَّهُمَّ أَنْتَ ثِقَتِي فِي كُلِّ كَرْبَةٍ ﴿١﴾ وَأَنْتَ رَجَائِي فِي

خدایا تو ہر غم واندوہ میں میری تکیہ گاہ [2]، اور ہر سختی میں میری امید ہے

---

[1]- معتبر اور معتمد شئے یا شخصیت کو عربی زبان میں ثقہ کہتے ہیں، اور دعاء ثقہ سے مراد وہ دعاء ہے کہ جس میں بندہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات پر بھروسہ و اعتماد کا اظہار کرتا ہے۔

امام حسین علیہ السلام کی اس دعاء کو ارشاد ص ۲۳۳، سخنان امام حسین ص ۲۱۶، تاریخ الامم والملوک ج ۳ ص ۳۱۸، الکامل فی التاریخ ج ۳ ص ۲۸۶، بحار الانوار ج ۴۵ ص ۴، مقتل الحسین للمقرم ص ۲۲۶، ناسخ التواریخ (حیاۃ الامام الحسین): ج ۲ ص ۲۲۴، نفس المھموم ص ۱۴۴، عوالم العلوم ص ۲۴۸، مقتل الحسین لابی مخنف ص ۱۱۵، اور مستدرک الوسائل ج ۱۱ ص ۱۱۲ میں ذکر کیا گیا ہے۔

امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں کہ روز عاشوراء جب لشکر دشمن امام حسین علیہ السلام کو قتل کرنے کے لئے جمع ہو کر امام کی جانب روانہ ہوا تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کر کے اس دعاء کی تلاوت فرمائی۔

[2]- ایسا تکیہ گاہ کہ جس پر میں اعتماد کر سکتا ہوں۔

كُلِّ شِدَّةٍ ﴿٢﴾ وَأَنْتَ لِي فِي كُلِّ أَمْرٍ نَزَلَ بِي ثِقَةٌ وَعُدَّةٌ

اور ہر وہ امر کہ جو مجھ پر نازل ہو تو اس میں میرا اعتماد و ذخیرہ ہے

﴿٣﴾ كَمْ مِنْ هَمٍّ يَضْعُفُ فِيهِ الْفُؤَادُ ﴿٤﴾ وَتَقِلُّ فِيهِ الْحِيلَةُ

کتنے ہی ایسے رنج والم ہیں کہ جن میں دل ضعیف اور چارۂ کار کم ہو جاتے ہیں

﴿٥﴾ وَيَخْذُلُ فِيهِ الصَّدِيقُ ﴿٦﴾ وَيَشْمَتُ فِيهِ الْعَدُوُّ ﴿٧﴾

جن میں دوست ساتھ چھوڑ جاتے ہیں اور دشمن شماتت کرتے ہیں [1]

أَنْزَلْتُهُ بِكَ ﴿٨﴾ وَشَكَوْتُهُ إِلَيْكَ ﴿٩﴾ رَغْبَةً مِنِّي إِلَيْكَ

خدایا میں نے اس رنج والم کو تیرے حضور پیش کیا اور اس کی شکایت تیری بارگاہ میں کی، اس حال میں کہ ہر

عَمَّنْ سِوَاكَ ﴿١٠﴾ فَفَرَّجْتَهُ عَنِّي وَكَشَفْتَهُ ﴿١١﴾

ایک سے منہ موڑے ہوئے صرف تیری جانب رغبت رکھتا ہوں، پس تو اس رنج میں گشائش فرما اور

فَأَنْتَ وَلِيُّ كُلِّ نِعْمَةٍ ﴿١٢﴾ وَصَاحِبُ كُلِّ حَسَنَةٍ ﴿١٣﴾

اسے مجھ سے بر طرف فرما، کیونکہ تو ہی ہر نعمت کا عطا کرنے والا اور ہر نیکی کا مالک ہے

وَمُنْتَهَى كُلِّ رَغْبَةٍ ﴿١٤﴾.

اور ہر رغبت رکھنے والے کی آخری امید ہے

---

[1]۔ شماتت یعنی کسی کے نقصان پر خوش ہونا۔



شمارۂ دعاء: ۱۶۔ دعاء تنافس[1] ۱۱ جملے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے

أَللَّهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ مَا كَانَ تَنَافُسًا فِي سُلْطَانٍ ﴿۱﴾

خدایا بیشک تو جانتا ہے کہ ہمارا یہ قیام و اقدام حکومت کے حصول میں رقابت کی خاطر نہیں

وَلَا إِلْتِمَاسًا مِنْ فُضُولِ الْحُطَامِ ﴿۲﴾ وَلٰكِنْ لِنُرِيَ الْمَعَالِمَ

اور نہ ہی جنگ طلبی کے لئے ہے، بلکہ اس قیام و اقدام سے ہم لوگوں کو تیرے دین کی نشانیاں دکھلانا

مِنْ دِينِكَ ﴿۳﴾ وَنُظْهِرَ الْإِصْلَاحَ فِي بِلَادِكَ ﴿۴﴾ وَيَأْمَنَ

اور تیرے ملکوں میں اصلاحات کو ظاہر کرنا اور تیرے مظلوم بندوں کے لئے امان

[1]- کار خیر میں ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرنے کو تنافس کہتے ہیں، امام حسین علیہ السلام کی اس دعاء کو کتاب تحف العقول ص ۲۷۱، اور بحار الانوار ج ۹۷ ص ۸۰ میں ذکر کیا گیا ہے۔

ٱلْمَظْلُومُونَ مِنْ عِبَادِكَ ﴿٥﴾ وَيَعْمَلَ بِفَرَائِضِكَ وَسُنَنِكَ

مہیا کرنا چاہتے ہیں تاکہ وہ تیرے فرائض، سنت اور احکام پر عمل کر سکیں[1]

وَأَحْكَامِكَ ﴿٦﴾ فَإِنَّكُمْ تَنْصُرُونَا وَتُنْصِفُونَا، قَوِيَ ٱلظَّلَمَةُ

پس (اے لوگو) اگر تم اس امر میں میری نصرت نہ کرو اور انصاف سے فیصلہ نہ کرو تو ظالم تم پر مسلط ہو جائیں

عَلَيْكُمْ ﴿٧﴾ وَعَمِلُوا فِي إِطْفَاءِ نُورِ نَبِيِّكُمْ ﴿٨﴾ وَحَسْبُنَا

گے[2]، اور وہ تمہارے نبیؑ کے نور کو خاموش کر دیں گے[3]، اور اللہ ہمارے لئے کافی ہے اور ہم اسی پر

ٱللَّهُ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ﴿٩﴾ وَإِلَيْهِ أَنَبْنَا ﴿١٠﴾ وَإِلَيْهِ ٱلْمَصِيرُ ﴿١١﴾.

بھروسہ کرتے ہیں اور اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ہماری بازگشت اسی کی جانب ہے[4]

1- فرائض سے مراد وہ اعمال ہیں کہ جن کا بجالانا یا ترک کرنا واجب ہے، سنت وہ عمل ہے کہ جس کا انجام دینا یا ترک کرنا افضل ہے اوراحکام سے مراد وہ حدود اور سزائیں ہیں جو اسلام میں خطا کاروں کے لئے معین کی گئی ہیں۔

2- گرچہ یہ فقرہ مصادر میں یوں ہی موجود ہے لیکن ممکن ہے کہ **فَاِنَّكُمْ** کے بعد **اِنْ لَمْ تَنْصُرُوْنَا وَ تُنْصِفُوْنَا قَوِیَ الظَّلَمَةُ عَلَیْكُمْ** ہو جس سے جملے کے معنی پورے ہو جاتے ہیں۔

3- یعنی دین محمدیؐ کو مٹا دیں گے۔

4- سورۂ ممتحنہ کی چوتھی آیت کی طرف اشارہ ہے یعنی: **رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ** اے ہمارے پروردگار! ہم نے تجھ پر بھروسہ کیا ہے اور تیری ہی طرف رجوع کیا ہے اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔



شمارۂ دعاء: ١٧۔ دعاءِ شدت[1] ١١ جملے

(سختیوں وناگواریوں میں مانگی جانے والی دعاء)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمٰن ورحیم ہے

أَللّٰهُمَّ يَا عُدَّتِي عِنْدَ شِدَّتِي ﴿١﴾ وَيَا غَوْثِي عِنْدَ كُرْبَتِي

خدایا اے وہ کہ جو شدائد میں میرا ذخیرہ وسرمایہ ہے، اور اے وہ کہ جو سختیوں میں میرا ناصر ومددگار ہے

﴿٢﴾ إِحْرِسْنِي بِعَيْنِكَ الَّتِي لَا تَنَامُ ﴿٣﴾ وَاكْنِفْنِي

مجھے اپنی اس آنکھ کے ذریعے محفوظ فرما کہ جو کبھی نہیں سوتی[1]، اور مجھے پناہ عطا فرما اپنے اس رکن کے

---

[1]- دعاء شدت وہ دعاء ہے کہ جس کے ذریعے امام حسین علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں اشرار کے شر سے تحفظ چاہا، مومنین اس دعاء کو دشمن کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے تلاوت کرسکتے ہیں چونکہ یہ وہ کلمات ہیں کہ جو زبان عصمت سے جاری ہوئے ہیں جن میں ہماری دعاؤں سے زیادہ اثر پایا جاتا ہے۔

دعاء شدت کو کتاب نور الابصار ص ٢٥٧، حیاۃ الامام الحسین ج ١ ص ١٦٦، الانوار البھیۃ ص ١٤١، وفیات الاعیان ج ٢ ص ٢٧٢، الارشاد ص ٢٧٣، بحار الانوار ج ٤٧ ص ١٧٥ حدیث ٢١، اور اعلام الوری ص ٢٧٨ میں ذکر کیا گیا ہے۔

بِرُكْنِكَ الَّذِي لَا يُرَامُ ﴿٤﴾ وَارْحَمْنِي بِقُدْرَتِكَ عَلَيَّ

ذریعے کہ جس تک رسائی نہیں ہو سکتی، اور جو قدرت تو مجھ پر رکھتا ہے اس کے ذریعے مجھ پر رحم فرما

﴿٥﴾ فَلَا أَهْلِكُ وَأَنْتَ رَجَائِي ﴿٦﴾ أَللّٰهُمَّ إِنَّكَ أَكْبَرُ

پس میں ہلاک نہیں ہو سکتا جبکہ تو میری امید ہو، خدایا بیشک تو ہر اس چیز سے بزرگ تر، بالاتر اور نادر تر ہے کہ

وَأَجَلُّ وَأَنْدَرُ مِمَّا أَخَافُ وَأَحْذَرُ ﴿٧﴾ أَللّٰهُمَّ بِكَ ﴿٨﴾

جس سے میں خوف و ہراس رکھتا ہوں[2]، خدایا تیرے ذریعے میں اس بلاء کو دفع کرتا ہوں

أَدْرَءُ فِي نَحْرِهِ ﴿٩﴾ وَأَسْتَعِيذُ مِنْ شَرِّهِ ﴿١٠﴾ إِنَّكَ

اور اس کے شر سے (تیری) پناہ مانگتا ہوں، بیشک تو

عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١١﴾ .

ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

---

[1]- اس آیت کی طرف اشارہ ہے کہ جس میں باری تعالیٰ نے فرمایا: لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ اسے نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند (بقرہ، آیت ۲۵۵)۔

[2]- اجمل کے بجائے اجل درست ہے، اور ہم نے اجل کے معنی کو مدنظر رکھتے ہوئے ترجمہ کیا ہے۔



شمارۂ دعاء: ۱۸ | دانتوں کے درد کے لئے دعاء[1] | ۹ جملے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے

اَلْعَجَبُ كُلُّ الْعَجَبِ دُودَةٌ تَكُونُ فِي الْفَمِ ﴿۱﴾ تَأْكُلُ

حیرت ہے صد حیرت اس کیڑ پر جو منہ میں ہوتا ہے جو ہڈی (دانت) کو کھا جاتا ہے

الْعَظْمَ ﴿۲﴾ وَتَتْرُكُ اللَّحْمَ ﴿۳﴾ وَتُنْزِلُ الدَّمَ ﴿۴﴾

اور گوشت کو چھوڑ دیتا ہے، اور خون جاری کر دیتا ہے[2]، میں اس دعاء کو پڑھتا ہوں

---

[1] - دانتوں کے درد کے لئے امام حسین علیہ السلام سے وارد ہونے والی اس دعاء کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ جس شخص کے دانتوں میں درد ہو اس کے دانت پر انگلی رکھ کر اس دعاء کو سات مرتبہ پڑھا جائے تو شفاء حاصل ہوگی۔

اس دعاء کو طب الائمۃ ص ۲۵، مکارم الاخلاق ج ۲ ص ۲،۷، بحار الانوار ج ۹۲ ص ۹۳ اور ص ۹۵ میں ذکر کیا گیا ہے۔

[2] - اللہ کی بڑی عجیب قدرت ہے کہ دانتوں میں لگنے والا کیڑ ہڈی کو کھا کر اس کی جڑوں سے خون تو جاری کر دیتا ہے لیکن وہ مسوڑوں کے گوشت کو نہیں کھاتا، اسی بات کی طرف امام عالی حسین علیہ السلام نے اس دعاء میں اشارہ فرمایا ہے۔

أَنَا الرَّاقِي ﴿۵﴾ وَاللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الشَّافِي الْكَافِي ﴿۶﴾

اور اللہ عزوجل شفاء دینے والا اور (میرے لئے) کافی ہے[1]، کوئی معبود نہیں سوائے تیرے اور ساری

لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۷﴾ وَإِذْ قَتَلْتُمْ

تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں کہ جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اور (وہ وقت یاد کرو) جب تم نے ایک

نَفْسًا فَادَّارَأْتُمْ فِيهَا وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ

شخص کو قتل کر ڈالا تھا اور پھر اس کے بارے میں باہم جھگڑنے لگے اور اللہ اس چیز کو ظاہر کرنے والا تھا جسے

﴿۸﴾ فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا كَذٰلِكَ يُحْيِي اللّٰهُ الْمَوْتَىٰ

تم چھپا رہے تھے، (اس لئے) ہم نے کہا کہ اس گائے کا کوئی ٹکڑا اس (مقتول کی لاش) پر مارو، اسی طرح

وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿۹﴾ .

اللہ مردوں کو زندہ کرتا ہے اور تمہیں اپنی قدرت کی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم عقل سے کام لو[2]

---

[1]- یعنی اللہ کی ذات تمام مشکلات کے برطرف کرنے میں میرے لئے کافی ہے۔

[2]- واذ قتلتم سے آخرِ دعاء تک سورۂ بقرہ کی ۷۲-۷۳، آیات کو بعینہٖ ذکر کیا گیا ہے، ان آیات میں بنی اسرائیل کے اس واقعے کی طرف اشارہ ہے کہ جس میں ایک شخص کو قتل کردیا جاتا ہے جس کے قاتل کا پتہ نہیں چلتا، اس صورت میں اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے کہ گائے کو ذبح کرکے اس کے بعض حصے کو مقتول کے بدن پر مارا جائے، جب بنی اسرائیل یہ عمل انجام دیتے ہیں تو مقتول زندہ ہوکر اپنے قاتل کی نشاندہی کرتا ہے۔

دانتوں کے درد کے لئے اس دعاء میں مذکورہ واقعے کے ذریعے ہم اللہ تعالیٰ سے دعاء کرتے ہیں کہ خدایا تو زندہ کو مردہ اور مردے کو زندہ کرنے والا ہے اور تو ہی وہ ہے جو دانتوں میں کیڑ کو حیات و موت عطا کرتا ہے، لہذا تو ہی مجھے اس کیڑ سے نجات عطا فرما۔



شمارۂ دعاء: ۱۹۔ دعاء سجدہ [1] ۷ جملے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے

سَيِّدِي وَمَوْلَايَ أَلِمَقَامِعِ الْحَدِيدِ خَلَقْتَ أَعْضَائِي ﴿۱﴾

اے میرے آقا و مولا کیا تونے میرے اعضاء کو آتشیں گرزوں کے لئے خلق فرمایا ہے؟ یا پھر میرے

أَمْ لِشُرْبِ الْحَمِيمِ خَلَقْتَ أَمْعَائِي ﴿۲﴾ إِلٰهِي إِنْ

اندرونی اعضاء کو ابلتے ہوئے جہنمی پانی کے لئے خلق کیا ہے؟ [2]، خدایا اگر تونے میرے گناہوں

1- شریح بن سعد بن حارثہ کہتا ہے کہ ایک روز میں نے مسجد رسول میں امام حسین علیہ السلام کو اس حال میں دیکھا کہ آپ اپنا گال خاک پر رکھے ہوئے مذکورہ دعاء کی تلاوت فرمارہے تھے۔

اس دعاء کو مقتل الحسین للخوارزمی ج ۱ ص ۱۵۲، فرائد السمطین ج ۲ ص ۲۶۲، قادتنا ج ۶ ص ۳۷، اور احقاق الحق ج ۱۱ ص ۴۲۴ میں ذکر کیا گیا ہے۔

2- حمیم جہنمی ابلتے ہوئے پانی کو کہتے ہیں جس کے متعلق باری تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: يُصَبُّ مِن فَوْقِ رُءُوسِهِمُ الْحَمِيمُ اور ان کے سروں پر گرما گرم پانی انڈیلا جائے گا (حج، آیت ۱۹)۔

طَالَبْتَنِي بِذُنُوبِي لَأُطَالِبَنَّكَ بِكَرَمِكَ ﴿٣﴾ وَلَئِنْ حَبَسْتَنِي

کی وجہ سے میری بازپرس کی تو میں تجھے تیرے کرم کے واسطے سے پکاروں گا[1]، اور اگر تو مجھے خطا کاروں

مَعَ الْخَاطِئِينَ لَأُخْبِرَنَّهُمْ بِحُبِّي لَكَ ﴿٤﴾ سَيِّدِي

کے ساتھ قرار دے تو بیشک میں انہیں اس محبت کے متعلق خبر دوں گا کہ جو میرے دل میں تیرے

إِنَّ طَاعَتِي لَا تَنْفَعُكَ وَمَعْصِيَتِي لَا تَضُرُّكَ ﴿٥﴾ فَهَبْ

لئے ہے[2]، اے میرے آقا بیشک میری اطاعت تجھے فائدہ نہیں پہنچاتی اور نہ ہی میری معصیت تجھے

لِي مَا لَا يَنْفَعُكَ، وَاغْفِرْ لِي مَا لَا يَضُرُّكَ ﴿٦﴾ فَإِنَّكَ

نقصان پہنچا سکتی ہے، پس تو مجھے وہ چیز عطا فرما جو تجھے فائدہ نہیں پہنچاتی اور اس سے بخش دے جو تجھے

[1]- اس مقام پر عبد اپنے گناہوں کے اقرار کے ساتھ ساتھ اللہ کی کرم نوازی پر بھی یقین کا اظہار کر رہا ہے۔

[2]- اس جملے میں بندہ اپنے معبود سے شدتِ محبت کا اظہار کرتے ہوئے گویا ہے کہ اے میرے معبود مجھے تجھ سے اس قدر محبت ہے کہ اگر تو مجھے خطاکاروں کے ساتھ جہنم میں ڈال دے تب بھی میں تیرا دامن نہیں چھوڑوں گا اور جہنمیوں کے سامنے تیرا تذکرہ اور میری تجھ سے محبت کا اظہار کرتا رہوں گا۔

دوسرا نکتہ جو اس مقام پر قابل غور ہے وہ یہ کہ لوگ مصیبتوں میں اپنے محبوب کو بھلا دیتے ہیں لیکن اس مقام پر بندہ اللہ سے کہتا ہے کہ میں جہنم کی مصیبتوں میں بھی تجھے یاد رکھوں گا اور تیرا ذکر خیر اس وقت تک جاری رکھوں گا جب تک کہ تو راضی نہ ہو جائے۔

أَرۡحَمُ ٱلرَّٰحِمِينَ ۝٧ .

نقصان نہیں پہنچاتی[1]، چونکہ بیشک تو سب رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

---

[1]- یعنی مجھے تیری اطاعت کی توفیق عطا فرما اور میرے گناہوں کو بخش دے۔



شمارۂ دعاء: ۲۰۔ دعاء حرز[1] ۱۱ جملے

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے

يَا قَائِمُ يَا دَيْمُومُ ﴿١﴾ يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ ﴿٢﴾ يَا

اے قام و دائم[2]، اے زندہ و پایندہ[3]، اے غموں کو برطرف کرنے والے

---

[1]- محفوظ مکان کو حرز کہتے ہیں، اورچونکہ تعویذ انسان کو آفات وبلایا سے محفوظ رکھتی ہے اسی لئے تعویذ کو حرز بھی کہتے ہیں، دعاء حرز امام حسین علیہ السلام کو پڑھنا یا اسے لکھ کر اپنے ساتھ تعویذ کے طور پر حمل کرنے سے آفات وبلاؤں سے حفاظت ہوتی ہے۔
اس دعاء کو مہج الدعوات ص ۱۰، بحار الانوار ج ۹۱ ص ۲۶۵، صحیفۂ حسینیہ ص ۴۱، موسوعۃ کلمات الامام الحسینؑ ص ۸۶ میں ذکر کیا گیا ہے۔

[2]- قائم سے مراد وہ خدا ہے کہ جو ذاتا قائم ہے اور اس کی مخلوقات کا قوام (یعنی زندہ رہنا) اسی پر منحصر ہے، اور "**دیمومۃ**" دام یدوم کا مصدر ہے جس کے معنی اس اللہ کے ہیں کہ جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ تک رہے گا۔

[3]- قیوم اس دائم خدا کو کہتے ہیں کہ جسے کبھی زوال نہیں ہوگا، اللہ قائم بذات ہے تمام موجوادت کا وجود اسی کی وجہ سے ہے اور وہ تمام مخلوقات کے امور کا چلانے والا ہے۔

كَاشِفَ الْغَمِّ ﴿٣﴾ يَا فَارِجَ الْهَمِّ ﴿٤﴾ يَا بَاعِثَ الرُّسُلِ

اے رنج والم سے خلاصی عطا کرنے والے، اے رسولوں کو بھیجنے والے[1]

يَا صَادِقَ الْوَعْدِ ﴿٥﴾ اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ لِي عِنْدَكَ ﴿٦﴾

اے وعدے کو وفا کرنے والے، خدایا اگر تیرے نزدیک میرے لئے رضایت اور میرے حق میں محبت پائی

رِضْوَانُكَ وَوُدُّ فَاغْفِرْ لِي ﴿٧﴾ وَمَنِ اتَّبَعَنِي مِنْ

جاتی ہو تو میری اور میرے دوستوں اور میرے شیعوں کی مغفرت فرما

إِخْوَانِي وَشِيعَتِي ﴿٨﴾ وَطَيِّبْ مَا فِي صُلْبِي ﴿٩﴾

اور جو میری صلب میں ہے اسے طیب و طاہر قرار دے[2]

بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ﴿١٠﴾ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى

اپنی رحمت کے ذریعے سے، اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے، اور اللہ کا درود ہو

---

[1]- جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انبیاء کے متعلق پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ ان کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے اور جب رسولوں کی تعداد کے متعلق سوال ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ان کی تعداد تین سو تیرہ ہے، اور روایات کی روشنی میں مرتبے کے اعتبار سے رسول نبی سے افضل ہوتے ہیں، چونکہ انبیاء صرف فرشتے کی آواز کو سنتے ہیں جبکہ رسول وہ ہیں جو فرشتۂ وحی کی آواز کے ساتھ ساتھ اس کا مشاہدہ بھی کرتے ہیں لہذا ہر رسول نبی ہوتا ہے لیکن ہر نبی رسول نہیں ہوتا(منطق کی زبان میں اس نسبت کو عموم خصوص من وجہ کہتے ہیں)۔

[2]- یعنی میری ذریت کو صالح قرار دے۔

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ أَجْمَعِينَ ﴿۱۱﴾ .

ہمارے آقا محمدؐ اور ان کی تمام آلؑ پر۔



شمارۂ دعاء: ۲۱۔ دعاء امر بالمعروف[1] ۵ جملے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے

---

[1]- امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا تعلق فروع دین سے ہے، یہ ایسے دو واجب کام ہیں کہ جو ہر مسلمان پر نماز و روزے کی طرح واجب ہیں، جن کے معنی اچھائی کی دعوت اور برائی سے روکنے کے ہیں، لغت میں معروف ہر قسم کے خیر اور منکر ہر قسم کی برائی کو کہتے ہیں اس قید و شرط کے ساتھ کہ وہ اللہ کی نظر میں معروف و منکر ہوں۔

اس دعاء کو مختلف منابع میں ذکر کیا گیا ہے جن میں کتاب الفتوح ج ۵ ص ۲۷، مقتل الحسین للخوارزمی ج ۱ ص ۱۸۶، قادتنا ج ۶ ص ۵۷، سخنان امام حسین ص ۲۵، عوالم العلوم ص ۵۴، ناسخ التواریخ ج ۳ ص ۳، بحار الانوار ج ۴۴ ص ۳۲۸، تسلیۃ المجالس ج ۲ ص ۱۵۵ شامل ہیں۔

مختلف منابع میں مذکور ہے کہ جب ولید ابن عتبہ کو یزید نے خط بھیجا تاکہ وہ امام حسین علیہ السلام سے یزید کے لئے بیعت حاصل کرے اور ولید نے یہ بات امام کے سامنے پیش کی تو دوسری رات امام حسین علیہ السلام قبر رسولؐ پر تشریف لائے اور دو رکعت نماز کے بعد آپؑ نے دعاء امر بالمعروف کی تلاوت کی جس کے بعد آپؑ نے گریہ فرمایا اور روتے ہوئے آپؑ پر غنودگی طاری ہوئی خواب میں آپؑ نے نانا رسولؐ اللہ کو دیکھا کہ آپؐ فرما رہے تھے: يَابُنَيَّ حُسَيْن كَاَنِّيْ عَنْ قَرِيْبٍ اَرَاکَ مَقْتُوْلًا مَذْبُوحًا بِاَرْضِ كَرْبَلَاء اے میرے فرزند حسینؑ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ عنقریب تم سرزمین کربلا میں قتل اور ذبح کئے جاؤ گے۔

أَللَّهُمَّ إِنَّ هٰذَا قَبْرُ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ، وَأَنَا ابْنُ بِنْتِ نَبِيِّكَ

خدایا بیشک یہ تیرے نبی محمد (ص) کی قبر ہے اور میں تیرے نبی کی دختر کا فرزند ہوں[1]

وَقَدْ حَضَرَنِي مِنَ الْأَمْرِ مَا قَدْ عَلِمْتَ ﴿۲﴾ أَللَّهُمَّ

میرے سامنے ایک ایسی مشکل آکھڑی ہے کہ[2] جس کا تجھے علم ہے، خدایا بیشک میں معروف کو

إِنِّي أُحِبُّ الْمَعْرُوفَ وَأُنْكِرُ الْمُنْكَرَ ﴿۳﴾ وَأَسْأَلُكَ يَا ذَا

دوست رکھتا ہوں اور برائی سے نفرت کرتا ہوں، اور اے صاحب جلال و بزرگوار میں تجھ سے سوال کرتا ہوں

الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ بِحَقِّ هٰذَا الْقَبْرِ وَمَنْ فِيهِ ﴿۴﴾ إِلَّا

اس قبر اور اس میں موجود (نبیؐ) کے حق کے واسطے سے[3]، میرے امر میں تو اس چیز کو

اخْتَرْتَ لِي مِنْ أَمْرِي مَا هُوَ لَكَ رِضًى وَلِرَسُولِكَ

منتخب فرما کہ جس میں تیرے اور تیرے رسولؐ

[1]- امام حسین علیہ السلام کا قبر رسولؐ پر تشریف لانا اور اللہ کو رسولؐ کا واسطہ دے کر دعاء مانگنا اس بات کی دلیل ہے کہ قبور انبیاء و ائمہ علیہم السلام پر دعاء مانگنا کفر نہیں ہے وگرنہ رسولؐ اللہ کے نواسے آیۂ تطہیر کی ایک اہم فرد ہونے کی حیثیت سے بذات خود اس عمل سے پرہیز فرماتے، لیکن آپ کا رسولؐ گرامی قدر کو وسیلہ قرار دینا خود ایک اہم دلیل ہے کہ وسیلہ کفر نہیں بلکہ عین اطاعت خداوند متعال ہے۔

[2]- اس مقام پر امر سے مراد بیعتِ یزید ہے۔

[3]- اس مقام پر امام حسین علیہ السلام نے قبر اور صاحب قبر دونوں کو وسیلہ قرار دیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب مکان کی عظمت و بزرگی سے مکان بھی قابل احترام ہو جاتا ہے۔

رِضًى وَلِلْمُؤْمِنِينَ رِضًى ﴿٥﴾ ۔

اور مومنین کی خوشنودی شامل ہو۔



شمارۂ دعاء: ۲۲۔ شکرگزاروں کی دعاء[1] ۷ جملے

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے

أُثْنِي عَلَى اللهِ أَحْسَنَ الثَّنَاءِ ﴿١﴾ وَأَحْمَدُهُ عَلَى السَّرَّاءِ

میں بہترین شکل سے اللہ کی حمد وثناء بجا لاتا ہوں، اور میں اس کی حمد بجا لاتا ہوں آسائش اور سختیوں میں

وَالضَّرَّاءِ ﴿٢﴾ أَللّٰهُمَّ إِنِّي أَحْمَدُكَ عَلَى أَنْ أَكْرَمْتَنَا

خدایا بیشک میں تیرا شکرگزار ہوں اس فضیلت پر کہ جو تونے نبوت کی وجہ سے ہمیں عطا کی

بِالنُّبُوَّةِ ﴿٣﴾ وَعَلَّمْتَنَا الْقُرْآنَ ﴿٤﴾ وَفَقَّهْتَنَا فِي

اور ہمیں قرآن کی تعلیم دی، اور دین کا فہم عطا فرمایا[1]

---

[1]- امام حسین علیہ السلام نے شب عاشور اس دعاء کی تلاوت کی، اس دعاء کو مقتل ابو مخنف ص ۹۷، تاریخ الامم والملوک ج ۵ ج ۴۱۸، الارشاد ص ۲۳۱، اعلام الوری ج ۱ ص ۴۵۵، اور روضۃ الواعظین ص ۱۸۳ میں ذکر کیا گیا ہے۔

ٱلدِّينِ ۞ وَجَعَلْتَ لَنَا أَسْمَاعًا وَأَبْصَارًا وَأَفْئِدَةً

اور تو نے ہمیں کان، آنکھ اور قلب (جیسی نعمتوں سے) سے نوازا [2]

۞ فَاجْعَلْنَا مِنَ ٱلشَّاكِرِينَ ۞ .

پس تو ہمیں شکر کرنے والوں میں قرار دے [3]

---

[1]- یعنی اہل بیت اطہار علیہم السلام قرآن مجید اور اس سے مربوط تمام علوم کا علم رکھنے والے ہیں، اسی لئے دین کا فہم بھی انہی حضرات کے پاس موجود ہے جن سے ہم دین اسلام کو صحیح معنی میں درک کر سکتے ہیں۔

[2]- یہاں قلب سے مراد عقل ہے اور کسی بھی شئے کی عقل تک رسائی آنکھ اور کان سے ہوتی ہے۔

[3]- ہر نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر بہت ضروری ہے اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے شکر کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: بَلِ اللَّهَ فَاعْبُدْ وَكُن مِّنَ الشَّاكِرِينَ بس اللہ ہی کی عبادت کرو اور شکر گزار بندوں میں سے ہو جاؤ (زمر، آیت ٦٦)، اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں اللہ ان کے شکر کی قدر دانی بھی کرتا ہے جیسے کہ باری تعالیٰ نے جناب نوحؑ کے بارے میں فرمایا: إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا بے شک وہ (نوحؑ) ایک شکر گزار بندہ تھا (اسراء، آیت ٣)۔



شمارۂ دعاء: ٢٣۔ دعاء استغاثۂ امام حسین علیہ السلام[1] ٨ جملے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے

مَا لِيْ رَبٌّ سِوَاكَ ﴿١﴾ وَلَا مَعْبُوْدٌ غَيْرُكَ ﴿٢﴾ صَبْرًا

(خدایا) میرا تیرے سوا کوئی پالنے والا نہیں، اور نہ ہی تیرے علاوہ کوئی معبود ہے، میں تیرے حکم پر صبر

عَلٰى حُكْمِكَ ﴿٣﴾ يَا غِيَاثَ مَنْ لَا غِيَاثَ لَهُ ﴿٤﴾

کروں گا[2]، اے فریادرس جس کا کوئی فریادرس نہیں

1- کتاب ریاض المصائب میں وارد ہوا ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے کربلاء میں اس دعاء کی اس وقت تلاوت کی جب آپؑ زخموں سے چور اور خون میں آغشتہ زمین کربلا پر تشریف فرما تھے اور شدت تکلیف سے زمین پر تڑپ رہے تھے کہ اسی وقت آپؑ نے آسمان کی طرف نگاہ کی اور اللہ تعالیٰ سے مناجات کرتے ہوئے اس دعاء کی تلاوت فرمائی۔

دعاء استغاثہ کو کتاب ریاض المصائب ص ٣٣٠، مقتل الحسین للمقرم ص ٢٨٣، سخنان امام حسینؑ بن علیؑ ص ٣٢٥ میں ذکر کیا گیا ہے۔

2- صبرا منصوب ہے فعل محذوف اصبر (صیغہ متکلم وحدہ) کی وجہ سے یعنی میں صبر کروں گا تیرے حکم پر، اور حکم سے مراد قضاء الٰہی ہے، یعنی اس شہادت پر صبر کروں گا کہ جو قضائے الٰہی میں میرے لئے بنی امیہ کے ہاتھوں لکھی ہے۔

يَا دَائِماً لَا نَفَادَ لَهُ ﴿٥﴾ يَا مُحْيِيَ الْمَوْتَىٰ ﴿٦﴾ يَا

اے وہ دائم جس کے لئے فناء نہیں، اے مردوں کو زندہ کرنے والے

قَائِماً عَلَىٰ كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ﴿٧﴾ أُحْكُمْ

اے وہ جو ہر نفس کے (نیک و بد) اعمال پر نگران ہے کہ اس نے کیا کمایا ہے[1]، میرے اور ان کے

بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ﴿٨﴾ .

درمیان فیصلہ فرما چونکہ تو فیصلہ کرنے والوں میں بہترین فیصلہ کرنے والا ہے[2]

---

[1]- قرآن مجید کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے کہ جس میں باری تعالیٰ نے فرمایا: أَفَمَنْ هُوَ قَائِمٌ عَلَىٰ كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ کیا وہ ذات جو ہر نفس کے (نیک و بد) اعمال پر نگران ہے کہ اس نے کیا کمایا ہے (رعد، آیت ۳۳)۔

[2]- اس دعاء امام حسین علیہ السلام سے ہمیں یہ درس ملتا ہے کہ تمام مشکلات کے باوجود ایک انسان کس طرح اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز کر سکتا ہے جبکہ ہم مشکلات میں اللہ کو بھلا دیتے ہیں، لیکن اصحاب و انصار اور بنی ہاشم کے جوانوں، بچوں اور بوڑھوں کی شہادت کے بعد اس وقت جب کہ امام عالی مقام سرزمین کربلا پر زخموں کی شدت سے تڑپ رہے تھے آپؑ نے اللہ کو نہیں بھلایا بلکہ زندگی کی آخری لمحات تک اللہ تعالیٰ سے محو گفتگو رہے یہاں تک کے آپؑ کی روح پرواز کر گئی، روایات کی روشنی میں شاید یہی وہ آخری دعاء تھی کہ جسے امام نے اپنی زبان پر جاری فرمایا جو کہ تمام شیعوں اور حسینؑ کے چاہنے والوں کے لئے ایک سبق آموز دعاء ہے جس میں امام کے صبر اور اللہ پر توکل کی معراج نظر آتی ہے۔



شمارۂ دعاء: ۲۴۔ دعاء مہمات [1]، (مشکلات کو دور کرنے کے لئے) ۵ جملے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ، وَاِلَى اللّٰهِ وَفِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَعَلٰى

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے، اور اللہ سے مدد چاہتا ہوں، اور اللہ کی جانب توجہ کرتا ہوں، اور اللہ کی راہ پر

مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﴿١﴾ اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِقُوَّتِكَ وَحَوْلِكَ

چلتا ہوں، اور رسول کی شریعت کی پیروی کرتا ہوں (۱)، خدایا تو اپنی قوت و توانائی و قدرت کے ذریعے ہر قاتل،

---

[1] - مشکلات اور تکالیف کو مہمات کہتے ہیں لہذا یہ وہ دعاء ہے کہ جسے مشکلات کے موقع پر پڑھنے سے مشکل بر طرف ہوتی ہے امام حسین علیہ فرماتے ہیں کہ اگر تمام جن وانس میری مخالفت پر اتر آئیں اور بر سرپیکار ہو جائیں تو اس دعاء کی تلاوت کے ذریعے مجھے ان کی پرواہ نہ ہوگی۔

اس دعاء کو کتاب طب الائمۃ لابنی بسطام: ص ۱۱۶، بحار الانوار ج ۹۲، ص ۲۲۰ حدیث ۱۷، سفینۃ البحار ج ۳ ص ۸۳، اور نہج الشھادۃ ص ۳۶۶ شمارہ ۸۷ میں ذکر کیا گیا ہے۔

وَقُدْرَتِكَ شَرَّ كُلِّ مُغْتَالٍ وَكَيْدَ الْفُجَّارِ ﴿۲﴾ فَإِنِّي

دھوکے باز اور گناہگاروں کے مقابلے میں میرے لئے کافی ہوجا[2]، چونکہ بیشک میں نیکوکاروں کو چاہتا ہوں

أُحِبُّ الْأَبْرَارَ ﴿۳﴾ وَأُوَالِي الْأَخْيَارَ ﴿۴﴾ وَصَلَّى

اور کار خیر انجام دینے والوں کو دوست رکھتا ہوں[3]، پس نبی محمدؐ اور ان کی آلؑ پر

اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ﴿۵﴾ .

درود و سلام نازل فرما۔

---

[1]- بسم اللہ میں فعل ابدأ، وباللہ میں فعل استعین، الی اللہ میں فعل اتوجہ، فی سبیل اللہ اور علی ملۃ رسول اللہ میں فعل اسیر محذوف ہیں۔

[2]- مغتال مصدرِ اغتیال کا اسم فاعل ہے یعنی دھوکہ دینے والا، اسی طرح قاتل کو بھی مغتال کہتے ہیں۔

فاجر گناہکار کو کہتے ہیں جس کی جمع فجار اور اس کی نقیض لفظ ابرار (نیکوکار لوگ) ہے۔

[3]- ابرار لفظِ بار (اسم فاعل) کی جمع ہے، وہ اشخاص کہ جو سچے، اطاعت گزار، نیکوکار اور صفات کمالیہ کے مالک ہوں انہیں ابرار کہا جاتا ہے جن کا مقام قرآن مجید کی روشنی میں جنت ہے کہ جہاں وہ نعمتوں میں ہونگے: إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ بے شک نیک لوگ نعمتوں میں ہوں گے اور بدکار افراد جہنم میں ہوں گے (انفطار، آیت ۱۳۔۱۴)۔



شمارۂ دعاء: ۲۵۔ دعاء تعقیب[1] جملے

[1]- لغت میں تعقیب کے معنی کسی کام کو فورا کسی کام کے بعد بجا لانے کے ہیں، اور بابِ عبادات میں تعقیبات ان دعائوں کو کہا جاتا ہے جو واجب نمازوں کے بعد فورا بجا لائی جاتی ہیں لہذا مذکورہ دعاء کو ہر نماز کے بعد پڑھنا مستحب قرار دیا گیا ہے۔
امام حسین علیہ السلام کی اس دعاءِ تعقیب کو کتاب مصباح الکفعمی ص ۳۰۴، ضیاء الصالحین ص ۵۹۳، الصحیفۃ الحسینیۃ ص ۳۹، مستدرک وسائل الشیعۃ ج ۵ ص ۸۶، عیون اخبار الرضا ج ۱ ص ۶۲ حدیث ۲۹، معالی السبطین ج ۲ ص ۳۱۲، اکمال الدین ج ۱ ص ۲۶۵، اعلام الدین ص ۴۰۱، بحار الانوار ج ۳۶ ص ۲۰۴ میں ذکر کیا گیا ہے۔
شیخ صدوق اپنے سلسلۂ اسناد کے ساتھ امام حسین علیہ السلام کے حوالے سے ذکر کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: ایک روز جب میں نانا رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کے ساتھ اُبی بن کعب بیٹھے ہوئے تھے، رسولؐ اللہ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا: مَرْحَبًا بِکَ یَا اَبَاعَبْدِ اللهِ یَا زَیْنَ السَّمَاوَاتِ وَ الْاَرَضِیْنَ، مرحبا اے ابوعبد اللہ اے آسمانوں اور زمینوں کی زینت، یہ سنتے ہی اُبی بن کعب نے کہا: یارسول اللہ آپؐ کے ہوتے ہوئے کس طرح حسینؑ بن علیؑ آسمانوں اور زمین کی زینت ہو سکتے ہیں؟ حضورؐ نے یہ سنتے ہی فرمایا: یَا اُبَیّ، وَ الَّذِیْ بَعَثَنِیْ بِالحَقِّ نَبِیّا اِنَّ الْحُسَیْنَ بْنَ عَلِی فِی السَّمَاءِ اَکْبَرُ مِنْه فِیْ الْاَرْضِ اے اُبی قسم اس ذات کی جس نے مجھے مبعوث برسالت فرمایا کہ حسینؑ کی عظمت زمین سے زیادہ آسمان (والوں) پر عیاں ہے، پھر حضورؐ نے فضائل امام حسین علیہ السلام کو بیان کرنا شروع کیا یہاں تک کے آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حسینؑ پر ایسی دعائیں الہام کی ہیں کہ اگر ان دعاؤں کو مخلوقات میں سے کوئی بھی پڑھے تو اس تلاوت کے اجر میں اللہ اس بندے کو حسینؑ کے ساتھ محشور فرمائے گا اور روز محشر حسینؑ بن علیؑ اس کے شفیع قرار پائیں گے، اور اللہ اس کی مشکلات کو برطرف فرمائے گا، اس کے قرض ادا فرمائے گا، اور اس کے امور کو آسان فرمائے گا، اور اس کے لئے راہِ ہدایت کو واضح فرمائے گا، اور اسے دشمن پر غلبہ عطا فرمائے گا، اور اس کی خطاؤں کی وجہ سے اس کی پردہ دری نہیں فرمائے گا، یہ سن کر اُبی بن کعب نے پوچھا، یا

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے

اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْاَلُكَ بِكَلِمَاتِكَ ﴿۱﴾ وَمَعَاقِدِ عَرْشِكَ ﴿۲﴾

خدایا بیشک میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے کلمات[1]، اور تیرے عرش کی بنیادوں[2]، اور تیری زمین اور

رسولؐ اللہ! حسینؑ بن علیؑ کی وہ کونسی دعاء ہے جس کے پڑھنے کی اس قدر فضیلت ہے؟ تو حضورؐ نے فرمایا اے، اُبی جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو کہو: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِکَلِمَاتِکَ ۔۔۔الخ، اے اُبی اگر تم اس طرح یہ تعقیب پڑھا کروگے تو اللہ تمہارے امور کو آسان فرمائے گا، اور تمہیں سعۂ صدر عطا کرے گا، اور جب تمہاری روح خارج ہونے والی ہوگی تو وہ تمہیں کلمۂ لا الہ الا اللہ کی تلقین فرمائے گا۔

[1]- کلمات لفظِ کلمہ کی جمع ہے، جس سے مراد وہ اسرار ہیں کہ جن کی تعلیم سے اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء اور رسولوں کو نوازتا ہے، قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے انہی کلمات کی طرف کبھی مفرد اور کبھی جمع کی صورت میں اشارہ فرمایا ہے جیسے:

۱۔ أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَىٰ مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللَّهِ بیشک خدا تمہیں یحیٰی علیہ السلام کی بشارت دے رہا ہے جو اس کے کلمہ کی تصدیق کرنے والا (آل عمران، آیت ۳۹)۔

۲۔ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَ كَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ مگر حق تو یہ ہے کہ جناب عیسیٰ بن مریم اللہ کے رسول ہیں اور اس کا کلمہ ہیں جسے اس نے مریم کی طرف بھیجا، اور اللہ کی طرف سے ایک خاص روح ہیں (نساء، آیت ۱۷۱)۔

۳۔ فَتَلَقَّىٰ آدَمُ مِن رَّبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ پھر آدم علیہ السلام نے پروردگار سے کلمات کی تعلیم حاصل کی اور ان کی برکت سے خدا نے ان کی توبہ قبول کرلی کہ وہ توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے (بقرہ، آیت ۳۷)۔

[2]- معاقد سے مراد وہ تمام بنیادیں ہیں کہ جن پر عرش تکیہ کئے ہوئے ہے۔

وَسُكَّانِ سَمَاوَاتِكَ وَأَرْضِكَ ﴿۳﴾ وَأَنْبِيَائِكَ وَرُسُلِكَ ﴿۴﴾

تیرے آسمانوں میں بسنے والوں[1]، اور تیرے انبیاء اور رسولوں کے ذریعے سے

أَنْ تَسْتَجِيبَ لِي فَقَدْ رَهِقَنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا ﴿۵﴾

کہ تو میری دعاء کو قبول فرما کہ ایک سخت مشکل مجھ پر آ پڑی ہے

فَأَسْأَلُكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَأَنْ تَجْعَلَ

پس میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو محمدؐ وآل محمدؐ پر درود نازل فرما

لِي مِنْ أَمْرِي يُسْرًا ﴿۶﴾ .

اور میری مشکل کو آسان فرما۔

1- ممکن ہے کہ ملائکہ کے علاوہ آسمان میں اللہ کی اور بھی مخلوقات پائی جاتی ہوں لہذا آسمانوں میں بسنے والوں سے مراد اللہ کی وہ تمام مخلوقات ہیں کہ جو آسمان میں زندگی بسر کرتی ہیں، اور زمین میں بسنے والوں سے مراد زمین کی تمام مخلوقات ہیں جن میں اشرف مخلوقات انسان ہے اور ان میں بھی شریف ترین افراد انبیاء و رسل اور ائمہ اطہار علیہم السلام ہیں اور جب یہی ہستیاں آسمانوں میں ہوں تو اس وقت بھی آسمان میں بسنے والوں کے سب سے پہلے مصداق یہی افراد قرار پائیں گے۔



شمارۂ دعاء:۲۶۔ | دعاء آخرت[1] | ۲ جملے

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے

أَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي الرَّغْبَةَ فِي الْآخِرَةِ حَتَّى أَعْرِفَ صِدْقَ ذٰلِكَ

خدایا تو مجھے آخرت کی طرف رغبت عطا فرما تاکہ میں دنیا میں زہد[1] کے ذریعے آخرت میں رغبت کو اپنے

---

[1]- روایات کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ ہم مختلف عوالم میں زندگی بسر کرتے ہیں، جیسے عالم ذر، عالم دنیا، عالم برزخ، عالم قیامت۔

عالم دنیا کو عالم عمل بھی کہتے ہیں اور عالم قیامت کو (جو ہمیشہ رہنے کی جگہ ہے) عالم نتیجہ کہتے ہیں کہ جہاں ہمارے اعمال کی جزا یا سزا سے ہمیں روبرو ہونا ہوگا، اورچونکہ زمان کے اعتبار سے عالم آخرت عالم دنیا کے بعد ہے اسی لئے اسے عالِم آخرت کہتے ہیں (یعنی آخر میں آنے والا جہان)۔

دعاء آخرت امام حسین علیہ السلام کی وہ دعاء ہے کہ جس میں آخرت کی طرف رغبت کی اللہ تعالٰی سے دعاء ہے، روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ امام عالی مقام اس دعاء کی بیشتر اوقات تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

اس دعاء کو معالی السبطین: ج ۲ ص ۳۱۳، قمقام زخار: ج ۲ ص ۶۳۱، کشف الغمۃ: ج ۲ ص ۲۷۵ میں ذکر کیا گیا ہے۔

فِي قَلْبِي بِالزَّهَادَةِ مِنِّي فِي دُنْيَايَ ﴿۱﴾ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي

قلب میں درک کر سکوں، خدایا مجھے امر آخرت میں بصیرت و معرفت عطا فرما[2]

بَصَرًا فِي أَمْرِ الْآخِرَةِ حَتَّىٰ أَطْلُبَ الْحَسَنَاتِ شَوْقًا

تاکہ میں شوق و اشتیاق کے ساتھ نیکیوں کا طلب گار بن جاؤں

وَأَفِرَّ مِنَ السَّيِّئَاتِ خَوْفًا يَا رَبِّ ﴿۲﴾ ۰

اور خوف کی وجہ سے گناہوں سے دوری اختیار کر لوں، اے میرے پالنے والے۔

---

[1]- گناہوں سے پرہیز کے ساتھ ساتھ تمام مکروہات اور غیر شائستہ افعال سے پرہیز کرنے کو زہد کہتے ہیں، زہد کے متعلق ائمہ علیہم السلام کی بہت ساری روایات وارد ہوئی ہیں ایک روایت میں حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: اَيُّهَا النَّاسُ: اَلزَّهَادَةُ قَصْرُ الْاَمَلِ وَ الشُّكْرُ عِنْدَ النِّعَمِ وَ التَّوَرُّعُ عِنْدَ الْمَحَارِمِ اے لوگو، خواہشات و تمناؤں کو کم کرنا، نعمتوں پر شکر کرنا، اور اللہ کے حرام کردہ افعال سے اجتناب کرنا ہی زہد ہے (نہج البلاغہ، خطبہ ۸۱)۔

[2]- یعنی مجھے آخرت میں نیکو کاروں اور بدکاروں کے احوال سے اسی دنیا میں اس طرح آگاہ فرما کہ میں نیکو کاروں کے درجات کی معرفت کے بعد اشتیاقِ ثواب میں نیک اعمال بجا لاؤں اور بدکاروں کے عذاب کی معرفت سے مجھے جو خوف حاصل ہو اس کی وجہ سے برائی سے محفوظ رہ سکوں۔



شمارۂ دعاء: ٢٧۔ | پیر کے عصب درد کی دعاء[1] | ٦ جملے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ ﴿١﴾ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﴿٢﴾

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے، اور اسی سے مدد چاہتا ہوں، اور سلام ہو رسولؐ اللہ پر

---

[1]- عرقوب پیر کی اس عصب (رگ) (Nerve) کو کہتے ہیں کہ جو پیر کے دیگر اعصاب سے جڑی ہوتی ہے، اور عصب کا کام یہ ہے کہ وہ ہر قسم کے درد یا سرما و گرما اور اسی طرح کے دیگر احساسات کو دماغ تک منتقل کرے، اور اگر اعصاب اپنا کام کرنا چھوڑ دیں تو انسان کے اعضاء بے حس ہو جاتے ہیں جن میں پھر کسی قسم کی حس باقی نہیں رہ جاتی۔
مذکورہ دعاء کے متعلق وارد ہوا ہے کہ ایک شخص نے امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوکر آپؑ سے پیر میں عصب درد کی شکایت کی اور کہا کہ مجھے اس درد سے نماز کی ادائیگی میں مشکل درپیش ہے، امام علیہ السلام نے اس درد سے شفاء کے لئے مذکورہ دعاء کو اس مومن کے لئے تجویز فرمایا۔
اس دعاء کو طب الائمۃ: ص۳۴، مصباح الکفعمی: ص ۱۵۶، بحار الانوار: ج ۹۲ ص۸۵، کنز الدقائق: ص ۹ ج ۲، الصحیفۃ الحسینیۃ للشہرستانی: ص ۱۲۷ میں ذکر کیا گیا ہے۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ ﴿٣﴾ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ

اور ان لوگوں نے اللہ کی قدر و تعظیم کا حق ادا نہیں کیا کہ جس کا وہ سزاوار ہے جب کہ روزِ قیامت تمام زمین

يَوْمَ الْقِيَامَةِ ﴿٤﴾ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ ﴿٥﴾ سُبْحَانَهُ

اسی کی قبضۂ قدرت میں ہوگی اور سارے آسمان اسی کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوں گے[1] وہ پاک و بے نیاز

وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٦﴾ .

ہے اور جن چیزوں کو یہ اس کا شریک بناتے ہیں ان سے بلند و بالاتر ہے۔

1- اللہ کے دائیں ہاتھ سے اس کی قدرت کی عظمت و برتری مراد ہے وگرنہ اللہ تعالیٰ تو جسم و جسمیات سے منزہ و مبراً ہے۔



شمارۂ دعاء: ۲۸۔ دعاء خلوص[1] ۳ جملے

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے

أَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعۡلَمُ أَنِّي لَمۡ أَسۡتَنۡكِحۡهَا رَغۡبَةً فِي مَالِهَا وَلَا جَمَالِهَا

خدایا بیشک تو جانتا ہے کہ میں نے اس (اَرینب) سے اس کے مال و جمال میں رغبت کی وجہ سے عقد

---

[1]- معاویہ بن ابوسفیان نے چاہاکہ وہ عبد اللہ بن سلام قرشی کی زوجہ کو اپنے شوہر سے طلاق دلواکر اس کا عقد اپنے بیٹے یزید سے کروائے جبکہ عبد اللہ بن سلام اور ان کی زوجہ ایک دوسرے سے بیحد محبت کیا کرتے تھے لیکن جب معاویہ طلاق دلوانے میں کامیاب ہوا اور امام حسین علیہ السلام اس بات کی طرف متوجہ ہوئے تو آپ نے عبد اللہ بن سلام کی مطلقہ زوجہ اَرینب بنت اسحاق سے عدت کے فورا بعد عقد فرما لیا تاکہ اس کی شادی یزید کے ساتھ نہ ہوسکے، جب عبد اللہ بن سلام کو معاویہ کے مکر و فریب کی اطلاع ملی اور وہ اس امر سے مطمئن ہوئے تو امام حسین نے ارینب کو طلاق دی تاکہ یہ زن و شوہر اپنی پر سکون زندگی کو دوبارہ شروع کر سکیں، قابل ذکر بات یہ ہے امام حسین علیہ السلام نے ارینب کے ساتھ ازدواجی تعلقات قائم نہیں کئے اور یہ عقد صرف اس لئے تھا تاکہ ارینب بنی امیہ کے شر سے محفوظ رہ جائے۔

جب امام حسین علیہ السلام نے ارینب کو طلاق دی تو اس وقت مذکورہ بالا دعاء کی تلاوت فرمائی۔

دعاء خلوص کو الامامۃ والسیاسۃ: ج ۱ ص ۲۲۰، الاتحاف بحب الاشراف: ص ۲۰۱، قصص العرب: ج ۴ ص ۲۹۱، نھایۃ الأرب: ج ۶ ص ۱۸۰، غصن الرسول: ص ۸۷ میں ذکر کیا گیا ہے۔

وَلٰكِنِّي أَرَدْتُ إِحْلَالَهَا لِبَعْلِهَا وَثَوَابَكَ عَلَى مَا ﴿١﴾

نہیں کیا[1]، جبکہ میں نے اس عقد سے ارادہ کیا کہ وہ (آیندہ) اپنے شوہر پر حلال باقی رہ جائے[2]، اور تاکہ

عَالَجْتُهُ فِي أَمْرِهَا ﴿٢﴾ أَوْجِبْ لِي بِذٰلِكَ الْأَجْرَ وَأَجْزِلْ

مجھے اس راہِ حل کے نتیجہ میں تیرا ثواب میسر ہو، خدایا اس عمل کے عوض مجھ پر اجر واجب فرما، اور اس کے

لِي عَلَيْهِ الذُّخْرَ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٣﴾ .

عوض میرے ذخیرے میں اضافہ فرما، بیشک تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

---

[1]- ارینب بنت اسحاق عرب کی خوبصورت ترین عورتوں میں سے تھیں کہ جن سے یزید عقد کرنا چاہتا تھا۔

[2]- احلال کا مطلب یہ نہیں ہے کہ امام حسین علیہ السلام اس کے محلل قرار پائے ہوں، چونکہ محلل کی اس وقت ضرورت ہوتی ہے کہ جب کسی عورت کو تین مرتبہ طلاق دیا جائے، جبکہ ارینب کے شوہر نے انہیں صرف ایک بار طلاق دی تھی۔



شمارۂ دعاء: ۲۹۔ مقبروں کی دعاء[1] ۵ جملے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الْأَرْوَاحِ الْفَانِيَةِ ﴿۱﴾ وَالْأَجْسَادِ الْبَالِيَةِ

خدایا، اے جسموں سے فنا ہونے والی روحوں[2]، اور بوسیدہ جسموں، اور کھوکھلی ہڈیوں کے پروردگار

﴿۲﴾ وَالْعِظَامِ النَّخِرَةِ ﴿۳﴾ الَّتِي خَرَجَتْ مِنَ الدُّنْيَا

وہ روحیں کہ جب وہ اس دنیا سے خارج ہوئیں تو تجھ پر ایمان رکھتی تھیں

---

[1]- مقبرہ یعنی وہ جگہ کہ جہاں میت کو دفن کیا جاتا ہے، امام حسین علیہ السلام سے روایت ہے کہ جو شخص قبروں پر اس دعاء کی تلاوت کرے تو اللہ تبارک وتعالیٰ جناب آدم سے قیامت تک جتنی مخلوقات خلق فرمائے گا ان کی تعداد کے برابر اسے ثواب عطا کرے گا۔

[2]- چونکہ روحیں فنا نہیں ہوتی لہذا ارواح فانیہ سے مراد روح کا جسم سے فناء ہونا ہے۔

وَهِيَ بِكَ مُؤْمِنَةٌ ﴿٤﴾ أَدْخِلْ عَلَيْهِمْ رَوْحًا

(خدایا) تو ان پر اپنی جانب سے رحمت

مِنْكَ وَسَلَامًا مِنِّي ﴿٥﴾.

اور میری جانب سے سلامتی نازل فرما۔



شمارۂ دعاء: ۳۰۔ حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت دعاء[1] ۵ جملے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے

إِلَٰهِيَ أَنْعَمْتَنِي فَلَمْ تَجِدْنِي شَاكِرًا ﴿۱﴾ وَابْتَلَيْتَنِي فَلَمْ

خدایا تونے مجھے نعمت عطا کی لیکن مجھے شکرگزار نہ پایا، اور تونے مجھے مصیبت میں مبتلاء کیا تو صابر نہ پایا

تَجِدْنِي صَابِرًا ﴿۲﴾ فَلَا أَنْتَ سَلَبْتَ النِّعْمَةَ بِتَرْكِ

لیکن پھر بھی تونے شکر کے ترک کرنے پر مجھ سے نعمت کو سلب نہیں کیا

---

[1]- حجر اسود جنت کے پتھروں میں سے ایک ہے جو پہلے سفید رنگ تھا، اس پتھر کو مس کرنا اور چومنا مستحب ہے اور کچھ دعائیں اس کے قریب پڑھنی چاہیئے جن میں سے ایک دعاء امام حسین علیہ السلام سے وارد ہوئی جسے دعاء استلام الحجر کہتے ہیں۔
اس دعاء کو تاریخ من دفن فی العراق من الصحابۃ: ص ۱۳۹، حیاۃ الامام الحسین للقرشی: ج ۱ ص ۱۳۴، الکواکب الدریۃ: ج ۱ ص ۵۸، احقاق الحق: ج ۱۱ ص ۵۹۵، الحسنؑ والحسینؑ سبطا رسولؐ اللہ: ص ۱۵۹، الحدائق الوردیۃ: ص ۳۳، العدد القویۃ: ص ۳۵ میں ذکر کیا گیا ہے۔

ٱلشُّكْرِ ﴿٣﴾ وَلَا أَدَمْتَ ٱلشِّدَّةَ بِتَرْكِ ٱلصَّبْرِ ﴿٤﴾

اور نہ ہی تو نے صبر و شکیبائی کو چھوڑ دینے پر شدت و مصیبت کو مجھ پر جاری رکھا[1]

إِلَٰهِي مَا يَكُونُ مِنَ ٱلْكَرِيمِ إِلَّا ٱلْكَرَمُ ﴿٥﴾ .

اے میرے اللہ (تیرے جیسے) کریم سے سوائے کرم کے کسی اور چیز کی امید نہیں کی جا سکتی۔

[1]- اللہ کا نعمت عطا کرنا اس کا لطف ہے اور نعمت پر شکر نہ کرنے پر بھی نعمت کو نہ چھیننا اس کا دوسرا لطف و کرم ہے، اسی طرح مصیبت پر صبر نہ کرنا خلاف حکم الٰہی ہے جس پر چپ رہنا اللہ کا لطف ہے اور صبر نہ کرنے پر مصیبت کو برطرف کر دینا اللہ کا دوسرا لطف ہے۔



شمارۂ دعاء: ۳۱۔ دعاء وتر[1] ۳ جملے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے

اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَرىٰ وَلَا تُرىٰ ﴿۱﴾ وَأَنَّ لَكَ الْآخِرَةَ

خدایا بیشک تو دیکھتا ہے اور تجھے دیکھا نہیں جا سکتا[2]، اور بیشک دنیا وآخرت صرف تیرے ہی لئے

---

[1]- وتر یعنی فرد اور اس کے مقابلہ میں شفع ہے جس کے معنی زوج کے ہیں، دعاء وتر وہ دعاء کہ جسے امام حسین علیہ السلام نماز وتر میں پڑھا کرتے تھے لیکن مصادر میں اس بات کا تذکرہ نہیں ملتا کہ آیا امامؑ اس دعاء کی تلاوت قنوت میں فرمایا کرتے تھے یا سجود میں، اور یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ نماز وتر کا اطلاق دو طرح کی نوافل پر ہوتا ہے ایک نماز شب کی نماز وتر پر اور دوسرے نماز عشاء کی نافلہ پر جبکہ وہ کھڑے ہوکر ایک رکعت کی صورت میں بجا لائی جائے۔

دعاء وتر کو کتاب کنزل العمال: ج ۸ ص ۸۲ حدیث ۲۱۹۹۲، مسند احمد بن حنبل: ج ۱ ص ۲۰۱، اور ترجمۂ کتابِ "الحسین و مقتلہ المستل من الطبقات" لابن السعد: حدیث ۲۴۰، میں ذکر کیا گیا ہے۔

[2]- اللہ کی رویت عبد کے لئے اور عبد کی رویت اللہ کے لئے ان دونوں باتوں کی طرف باری تعالٰی نے قرآن مجید میں یوں اشارہ فرمایا ہے: وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ اور اس (پروردگار) پر بھروسہ کیجئے جو

وَالْأُولَىٰ ﴿٢﴾ وَإِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ نُذَلَّ وَنُخْزَىٰ ﴿٣﴾ .

ہے[1]، اور بیشک ہم ذلیل و رسوا ہونے سے تیری پناہ چاہتے ہیں ۔

غالب ہے اور بڑا رحم کرنے والا ہے، جو آپ کو اس وقت دیکھتا ہے جب آپ کھڑے ہوتے ہیں، اور جب آپ سجدہ کرنے والوں میں نشست و برخاست کرتے ہیں تب بھی دیکھتا ہے (شعراء، آیت ۲۱۷ ۔ ۲۱۹)۔

قَالَ رَبِّ أَرِنِي أَنظُرْ إِلَيْكَ ۚ قَالَ لَن تَرَانِي انہوں نے کہا پروردگارا مجھے اپنا جلوہ دکھا تاکہ میں تیری طرف نگاہ کر سکوں، ارشاد ہوا تم مجھے کبھی نہیں دیکھ سکوگے (اعراف، آیت ۱۴۳)۔

[1]- آیۂ فَلِلَّهِ الْآخِرَةُ وَالْأُولَىٰ کی طرف اشارہ ہے یعنی بس اللہ ہی کے لئے دنیا اور آخرت سب کچھ ہے (نجم، آیت ۲۵)۔



شمارۂ دعاء: ۳۲۔ دعاء تعزیت [1] دو جملے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے

أَعْظَمَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمُ الْأَجْرَ عَلَيْهِ ۞ ① وَوَهَبَ لَنَا وَلَكُمُ

اس (مصیبت) پر اللہ ہمیں اورآپ سب کو عظیم اجر عطا فرمائے[1]، اور اللہ تعالٰی ہمیں اورآپ سب کو

1- لغت میں تأبین (باء مکسور) مرنے والے کی ثناء کرنے کو کہتے ہیں، اور اصطلاح میں اس مجلس کو کہا جاتا ہے کہ جو میت کے لئے فاتحہ خوانی کی غرض سے منعقد کی جاتی ہے، اسی لئے عربی ممالک میں تعزیتی طور پر کسی مومن کی وفات پر جملہ عَظَّمَ اللّٰهُ لَكُمُ الْأَجْرَ کہتے ہیں تاکہ ان کلمات کے ذریعے پسماندگان کو تسلی ہو، اور ائمہ علیہم السلام کی شہادت کے موقع پر اسی طرح تعزیت کا حکم ہے مثال کے طور پر شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے موقع پر اعمال عاشوراء میں ذکر کیا گیا ہے کہ مومنین ایک دوسرے کو اس طرح تعزیت پیش کریں:
اَعْظَمَ اللّٰهُ اُجُوْرَنَا وَ اُجُوْرَكُمْ بِمُصَابِنَا الْحُسَيْنِ اللہ تعالٰی مصیبت امام حسین پر صبر و تحمل اور عزاداری کے طفیل ہمیں اورآپ کو عظیم اجر سے نوازے۔
روایت میں وارد ہوا ہے کہ امام حسن علیہ السلام کی شہادت کے موقع پر امام حسین علیہ السلام نے مذکورہ دعاء تعزیت کے ذریعے اپنے چاہنے والوں کو تعزیت پیش کی۔
اس دعاء کو کتاب الصحیفۃ الحسینیہ للھمدانی: ص ۸۴ میں ذکر کیا گیا ہے۔

ٱلسَّلۡوَةَ وَحُسۡنَ ٱلۡأَسَىٰ[1] عَنۡهُ ﴿٢﴾ .

ان (امام حسنؑ) کے وسیلے سے خوشحالی و پرثمر زندگی اور نیک غم عطا فرمائے[2]۔

---

[1]- علیہ کی ضمیر مصاب الحسنؑ (یعنی مصیبتِ شہادتِ امام حسن علیہ السلام) کی طرف پلٹ رہی ہے ۔

[2]- قابل غور بات یہ ہے کہ اس دعاء میں "اعظم" و "وھب" دونوں فعل ماضی ہیں لیکن ان کا ترجمہ فعل امر کی صورت میں کیا گیا ہے، ادبیات عرب میں اس وقت کہ جب کسی بھی فعل کا واقع ہونا قطعی و یقینی ہو تو اس صورت میں فعل امر کے بجائے ماضی کا صیغہ استعمال کیا جاتا ہے، اور وہی صورت اس دعاء میں بھی ملحوظ ہے ۔

سلوۃ: اس زندگی کو کہتے ہیں کہ جو خوشحال اور پرثمر ہو ایسی زندگی کہ جس میں فراخی بھی پائی جائے ۔

حسن الاسیٰ: اَسیٰ کے معنی حزن واندوہ کے ہیں اور حسن اَسیٰ سے مراد وہ غم ہے کہ جس میں صبر جمیل پایا جاتا ہو۔



شمارۂ دعاء: ۳۳۔ دعاء استدراج[1] ۲ جملے

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے

---

[1]- لغت میں دھوکے کو استدراج کہتے ہیں، اور اصطلاحِ شرع میں استدراج اس عمل کو کہتے ہیں کہ جس میں اللہ تعالیٰ اپنے گناہکار بندوں کی نعمتوں میں اضافہ کرتا ہے اور ان سے شکریہ کی نعمت کو سلب کر لیتا ہے، جس کے نتیجہ میں ان کے گناہوں اور سرکشی میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے اور پھر دفعتا وہ اللہ کے عذاب میں مبتلاء ہوجاتے ہیں، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے استدراج کی طرف یوں اشارہ فرمایا ہے: وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ لِّأَنفُسِهِمْ ۚ إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ اور کافر یہ ہرگز خیال نہ کریں کہ ہم جو انہیں ڈھیل دے رہے ہیں یہ ان کے لیے کوئی اچھی بات ہے یہ ڈھیل تو ہم صرف اس لئے انہیں دے رہے ہیں کہ وہ زیادہ گناہ کر لیں، اور (آخر کار) ان کے لیے رسوا کرنے والا عذاب ہے (آل عمران، آیت ۱۷۸)۔

استدراج سے بچنے کے لئے امام حسین علیہ السلام نے ہمیں اس دعاء کی تعلیم دی ہے، اس دعاء کو بحار الانوار: ج ۷۵ ص ۱۲۷ حدیث ۹، المحجۃ البیضاء: ج ۴ ص ۲۲۷، کشف الغمۃ: ج ۲ ص ۲۴۳، کلمات قصار سید الشھداء: ص ۱۳، اور مقصد الراغب: ص ۱۳۸ میں ذکر کیا گیا ہے۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَسْتَدْرِجْنِي بِالْإِحْسَانِ ﴿۱﴾ وَلَا تُؤَدِّبْنِي بِالْبَلَاءِ ﴿۲﴾

خدایا مجھے نعمتوں میں اضافہ کے ذریعے اپنے عذاب کا مستحق قرار نہ دے، اور بلاء کے ذریعے میری تنبیہ و تادیب نہ فرما[1]

[1]- انسان اس دنیا میں مختلف قسم کی بلاؤں میں مبتلاء رہتا ہے جس کا سبب اس کے اپنے گناہ ہوتے ہیں کہ جن کی وجہ سے اللہ ایک مومن کو اسی دنیا میں سزا دیتا ہے، اور چونکہ کفار کے لئے آخرت میں کوئی اجر نہیں اسی لئے ان کی نیکیوں کا صلہ انہیں اسی دنیا میں عطا فرماتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے عادل ہونے کا ثبوت ہے۔



شمارۂ دعاء: ۳۴۔ ذکر | دعاءِ عبودیت[1] | ۳ جملے

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے

عُبَيْدُكَ بِبَابِكَ ﴿۱﴾ سَائِلُكَ بِبَابِكَ ﴿۲﴾ مِسْكِينُكَ بِبَابِكَ ﴿۳﴾

تیرا ناچیز بندہ تیرے دروازے پر ہے، تیرا سائل تیرے دروازے پر ہے، تیرا مسکین تیرے در پر کھڑا ہے[2]

1- اللہ تعالی نے انسان کو اختیار و آزادی عطا کی ہے اور اس آزادی میں اسے پورا اختیار حاصل ہے کہ وہ شیطان کا بندہ بن جائے یا پھر رحمن کا عبد، جبکہ اللہ کی اطاعت و عبدیت سے عزت و وقار و بے نیازی حاصل ہوتی ہے اور شیطان کی بندگی سے فقر و ذلت تیرگی کے علاوہ کچھ نہیں ملتا، اسی لئے امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: مَنْ أَرَادَ عِزًّا بِلَا عَشِيْرَة، وَ غِنى بِلَا مَال، وَهَيْبَة بِلَا سُلْطَان، فَلْيَنْقُلْ مِنْ ذُلِّ مَعْصِيَةِ اللهِ إِلٰى عِزِّ طَاعَتِه یعنی جو بغیر خاندان وقبیلہ کے عزت اور بغیر مال کے غنیٰ اور بغیر کسی حکومت و سلطنت کے صاحب ہیبت بننا چاہتا ہو تو اسے چاہیئے ہے کہ وہ اللہ کی معصیت کی ذلت سے نکل کر اللہ کی اطاعت کی عزت کی طرف چلا آئے (خصال: ص ۱۶۹)۔

دعاء عبودیت امام حسین علیہ السلام کو ربیع الابرار: ج ۲ ص ۱۴۹، مناقب آل ابی طالب: ج ۳ ص ۲۸۹، بحار الانوار: ج ۹۲ ص ۲۰۴، مہج الدعوات: ص ۳۴۷ میں ذکر کیا گیا ہے۔

2- عبید: لفظ عبد کا اسم مصغر ہے یعنی اللہ کا ناچیز اور چھوٹا بندہ، لفظ عبید تواضع وانکساری میں اضافہ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔



شمارۂ دعاء: ۳۵۔ دعاء تسلیم عبد[1] ۲ جملے

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے

صَبْرًا عَلَى قَضَائِكَ يَا رَبِّ ﴿١﴾ لَا إِلٰهَ سِوَاكَ

اے میرے پالنے والے میں تیری قضاء پر صبر کرتا ہوں[2]، تیرے سوا کوئی معبود نہیں

---

[1]- استسلام یعنی پوری طرح تسلیم ہونا، اور اسی لئے مسلم اسے کہا جاتا ہے کہ جو اللہ کے سامنے پوری طرح سے تسلیم ہو جائے دعائے استسلام میں امام حسین علیہ السلام نے کربلا کے میدان میں اللہ کے حضور پوری طرح سے تسلیم ہونے کا اظہار فرمایا ہے۔

روایات میں وارد ہے کہ جب کربلاء کے میدان میں امام حسین علیہ السلام خون میں نہائے تھے تو آپ نے آسمان کی طرف نگاہ کی اور اس دعاء کی تلاوت فرمائی، جس سے ہمیں یہ درس حاصل ہوتا ہے کہ مشکلات و بلاؤں میں بھی اللہ تعالیٰ کو یاد رکھتے ہوئے اس کی قدر و قضاء کے سامنے صبر و شکیبائی اختیار کرنی چاہیئے۔

دعاء استسلام کو کتاب ناسخ التواریخ: ج ۲ ص ۳۸۸، ینابیع المودۃ: ص ۳۴۸، مقتل المقرم: ص ۲۸۳، اسرار الشھادۃ: ج ۳ ص ۵۹ میں ذکر کیا گیا ہے۔

[2]- قضاء یعنی وہ تقدیر کی جس کا واقع ہونا اللہ کے نزدیک حتمی ہے۔

يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيثِينَ ﴿۲﴾ ۰

اے فریاد کرنے والوں کے فریاد رس۔



شمارۂ دعاء: ۳۶۔ دعاء ہدایت[1] ۳ جملے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے

اَللّٰهُمَّ خِرْلِيْ ﴿۱﴾ وَقَرِّ عَيْنِيْ ﴿۲﴾ وَاهْدِنِيْ سَوَاءَ السَّبِيْلِ ﴿۳﴾.

خدایا خیر کو میرے لئے مقدر فرما، اور میری آنکھوں کو ٹھنڈک عطا فرما[2]، اور مجھے سیدھے راستے پر گامزن رکھ

---

[1]- ہدایت لفظ ضلال (گمراہی) کی ضد ہے اور ہر شخص کو ہر حال میں اور ہر وقت ہدایت کی ضرورت ہے، اسی لئے ہم حالت نماز میں سورۂ حمد کی تلاوت کرتے ہوئے کہتے ہیں: اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ خدایا تو مجھے سیدھے راستے کی جانب ہدایت فرما، گرچہ ایک مومن صراط مستقیم (صراط علیؑ) پر قائم ہے لیکن اس کے باوجود شیطان کے وسوسوں اور دنیا میں خوب و بد، خوب و بہتر اور بد و بدتر میں تمیز کے لئے ہر وقت ہمیں اللہ کی ہدایت کی ضرورت درکار ہے، لہذا امام حسین علیہ السلام نے اس دعاء کے ذریعے ہمیں تعلیم دی کہ زندگی کے ہر مرحلے میں ہم اللہ تعالیٰ سے ہدایت طلب کریں تاکہ صراط مستقیم پر موت تک قائم رہ سکیں۔
دعاء ہدایت کو المنتخب للطریحی: ص ۴۲۲، قادتنا: ج ۶ ص ۶۲، مهج الاحزان: حاشیۂ ص ۱۰۶ میں ذکر کیا گیا ہے۔
روایت میں وارد ہوا ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام مکۂ مکرمہ پہنچے تو اس وقت آپ نے اس دعاء کی تلاوت کی۔

[2]- آنکھوں کی ٹھنڈک سے مراد مصائب و مشکلات کا برطرف ہوکر چین و سکون کا میسر ہونا ہے۔



شمارۂ دعاء: ٣٧۔ | وعدہ وفا کرنے کی دعاء[1] | ۱ جملہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے

---

[1]- وفاء یعنی کئے گئے عہد و وعدے کو پورا کرنا، اور ہمارا اللہ سے عہد ہے کہ ہم شیطان کی پیروی نہ کریں اس ضمن میں باری تعالٰی نے قرآن مجید میں فرمایا: أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَن لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ ۖ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ اے اولاد آدم کیا ہم نے تم سے اس بات کا عہد نہیں لیا تھا کہ خبردار شیطان کی عبادت نہ کرنا کہ وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے (یس، آیت ٦٠)، اسی لئے اللہ تعالٰی نے اس عہد کے متعلق دوسرے مقام پر فرمایا کہ اگر تم ہمارا عہد پورا کروگے تو ہم بھی اپنا عہد پورا کریں گے: وَأَوْفُوا بِعَهْدِي أُوفِ بِعَهْدِكُمْ اور تم مجھ سے کئے گئے عہد کو پورا کرو تو میں تم سے کئے گئے عہد کو پورا کروں گا (بقرہ، آیت ٤٠)۔

ائمہ علیہم السلام وہ ہستیاں ہیں کہ جنھوں نے اللہ سے کئے گئے ہر وعدے کو پورا کیا اس طرح سے کہ وہ عصمت کے درجے پر فائز تھے اور یہی اس قسم کے جملات کے کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ: اے میرے پالنے والے میں نے اپنا وعدہ پورا کیا اب تو بھی اپنا وعدہ پورا فرما۔

روایت میں وارد ہے کہ جب جنگ کے عالم میں امام حسین علیہ السلام نے لمحہ بھر استراحت کے لئے جنگ روک دی اسی وقت ایک شقی نے آپ کی پیشانی پر پتھر مارا جس کی وجہ سے آپ کی پیشانی اقدس سے خون جاری ہوا، اسی وقت امام عالی مقام نے اپنی پیشانی کو زمین پر رکھا اور مذکورہ بالا دعاء کی تلاوت کی۔

اس دعاء کو کتاب ہدیۃ الابرار: ص ۹۵ میں ذکر کیا گیا ہے۔

أَللّٰهُمَّ إِنِّي وَفَيْتُ بِعَهْدِي أَوْفِ بِعَهْدِكَ

خدایا بیشک میں نے اپنا وعدہ پورا کیا اب تو بھی اپنے وعدے کو پورا فرما[1]

يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ۝١ .

اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

[1]- اس مقام پر امام حسین علیہ السلام کی اللہ سے اس کے عہد کو پورا کرنے کی التجاء سے مراد، طلب شہادت واجر یا دشمنوں کی نابودی ہو سکتی ہے۔

دوسری فصل

امام حسین علیہ السلام کی اپنے چاہنے والوں اور شیعوں کے حق میں دعائیں



شمارہ دعاء: ۳۸۔ مناجات مستمیت[1] ۵ جملے

وَدِدتُ أَن أُقتَلَ وَأُحيَى سَبعِينَ أَلفَ مَرَّةٍ فِي طَاعَتِكَ

میں دوست رکھتا ہوں کہ تیری اطاعت و محبت میں ستر مرتبہ قتل کیا جاؤں[2]

---

[1]- اللہ تعالیٰ سے خلوت و تنہائی میں سرّی گفتگو کو مناجاۃ کہتے ہیں، اور مستمیت استمات کا اسم فاعل ہے یعنی وہ شخص کہ جو اپنے لئے موت کا خواہاں ہے، اور اصطلاح میں مستمیت اس شخص کو کہتے ہیں کہ جو شدت کے ساتھ اپنے اہداف کو حاصل کرنا چاہتا ہے۔

مناجات مستمیت کو اسرار الشھادۃ: ج ۲ ص ۶۰۸ میں ذکر کیا گیا ہے، روایات میں وارد ہوا ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام کے تمام اصحاب و انصار شہید ہو گئے تو آپ نے آواز استغاثہ بلند کی اور جب کسی نے آپ کی مدد نہ کی تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے مدد و نصرت کا اعلان ہوا جسے سن کر امام حسین علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی: خدایا مجھے تیری اطاعت و بندگی میں شہید ہونا پسند ہے اگرچہ تو ہر حال میں میرا مددگار ہے لیکن مجھے تیرے دین کے احیاء میں شہید ہونا گوارا ہے اس حال میں کہ جب میرے یار و انصار اور بنی ہاشم بھی شہید ہو چکے ہیں۔

[2]- ستر مرتبہ قتل کئے جانے سے مراد مبالغہ ہے یعنی چاہے میں جتنی مرتبہ تیری راہ میں قتل کیا جاؤں مجھے پرواہ نہیں بلکہ ہر مرتبہ شہادت میرے لئے شیرین ہے۔

وَمَحَبَّتِكَ ﴿١﴾ وَأَنِّي قَدْ سَئِمْتُ الْحَيَاةَ بَعْدَ قَتْلِ الْأَحِبَّةِ

اور بیشک دوستوں کے قتل ہو جانے کے بعد میرا دل زندگی سے اٹھ گیا ہے[1]

﴿٢﴾ سِيَّمَا إِذَا كَانَ فِي قَتْلِي نُصْرَةَ دِينِكَ ﴿٣﴾ وَإِحْيَاءِ أَمْرِكَ

(مجھے شہادت گوارا ہے) بالخصوص اس وقت کہ جب میرے قتل ہوجانے سے تیرے دین کی نصرت

﴿٤﴾ وَحِفْظَ نَامُوسِ شَرْعِكَ ﴿٥﴾ .

ہوتی ہو اور تیرا حکم زندہ رہتا ہو اور تیری ناموسِ شریعت محفوظ ہوتی ہو[2]

[1]- یہاں پر دوستوں سے مراد خاندان بنی ہاشم اور اصحاب امام حسین علیہم السلام دونوں ہیں۔

[2]- ناموسِ شریعت سے مراد ہر وہ چیز ہے کہ جس کا شمار شریعت اسلام میں ہوتا ہے جس میں تمام اصول و فروع دین شامل ہیں۔



شمارۂ دعاء: ۳۹۔ شیعہ کی منزلت[1] ۴ جملے

أَللّٰهُمَّ إِجْعَلْ لَنَا وَلِشِيعَتِنَا عِنْدَكَ مَنْزِلًا كَرِيمًا ۝١

خدایا ہمیں اور ہمارے شیعوں کو اپنے نزدیک بلند مقام عطا فرما

---

[1]- لغت میں شیعہ پیروکار کو کہتے ہیں اور اصطلاح شرع میں شیعہ وہ ہیں کہ جو رسولؐ اللہ اور آپؐ کے بعد بارہ ائمہ علیہم السلام کے پیروکار ہیں، جن کے متعلق متعدد روایات میں رسولؐ اللہ نے بشارتیں دی ہیں، مثال کے طور پر رسولؐ اللہ نے فرمایا: عَلِيٌّ وَ شِيْعَتُهُ أُولٰئِكَ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ علیؑ اور اس کے شیعہ بہترین مخلوقات ہیں (تفسیر در منثور: ج ا ص ۱۰۲) یا ایک اور مقام پر حضورؐ نے فرمایا: عَلِيٌّ وَ شِيْعَتُهُ هُمُ الْفَائِزُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ علیؑ اور اس کے شیعہ قیامت کے دن کامیاب ہیں (کنوز الحقائق: ص ۹۲)۔

اس دعاء کو وقعۃ الطف: ص ۱۷۵، تاریخ الامم والملوک: ج ۳ ص ۳۰۸، اللهوف: ص ۳۲، بحار الانوار: ج ۴۴ ص ۳۷۴ و ۳۸۲، المنتخب للطریحی: ص ۴۳۷، ینابیع المودة: ج ۲ ص ۱۶۲، ناسخ التواریخ: ج ۲ ص ۱۷۴، مثیر الاحزان: ص ۴۴، قادتنا: ج ۶ ص ۷۷ میں ذکر کیا گیا ہے۔

روایت میں وارد ہوا ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام کے سفیر حضرت قیس بن مسہر صیداوی کو عبید اللہ ابن زیاد نے شہید کر دیا اور اس بات کی خبر امام حسین علیہ السلام کو ہوئی جبکہ آپ کربلاء کی جانب روانہ تھے تو آپ نے بمقام زبالہ اس دعاء کی تلاوت کی۔

وَاجْمَعْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ فِي مُسْتَقَرٍّ مِنْ رَحْمَتِكَ ﴿۲﴾

اور ہمیں اور انہیں یکجا قرار دے مقامِ رحمت میں[1]

وَرَغَائِبِ مَذْخُورِ ثَوَابِكَ ﴿۳﴾ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۴﴾ .

اور تیرے مرغوب و ذخیرہ شدہ ثواب میں، بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

1- یہاں مُسْتَقَرٍّمِنْ رَحْمَتِکَ سے مراد جنت ہے۔



شمارۂ دعاء: ۴۰۔ اللہ سے مدد کی درخواست[1] ۳ جملے

أَعَانَنَا اللّٰهُ وَإِيَّاكُمْ عَلَىٰ أَهْوَالِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ ﴿۱﴾ وَنَجَّانَا

اللہ ہماری اور تمہاری اس دن (قیامت) کے خوف و ہول کے مقابلہ میں مدد فرمائے[2]، اور ہمیں اور

وَإِيَّاكُمْ مِنْ عِقَابِهِ ﴿۲﴾ وَأَوْجَبَ لَنَا وَلَكُمُ الْجَزِيلَ

تمہیں اپنے عقاب سے نجات عطا فرمائے، اور ہمارے اور تمہارے لئے اپنے ثواب میں سے

---

[1]- اللہ سے مدد طلب کرنا عین عبادت ہے اسی لئے ہم ہر نماز میں جملہ ایاک نعبد وایاک نستعین کے ذریعے اللہ سے مدد چاہتے ہیں کہ جس میں ایاک کا لفظ نعبد سے پہلے ہونا معنی حصر کو پہنچاتا ہے یعنی ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔

یہ دعاء امام حسین علیہ السلام کے خطبہ سے ماخوذ ہے کہ جسے کتاب تحف العقول: ص ۱۷۰، بحار الانوار: ج ۵، ص ۱۲۰ میں ذکر کیا گیا ہے۔

[2]- اعان فعل ماضی ہے لیکن چونکہ اللہ کی مدد یقینی ہے اسی لئے امام نے ماضی کا صیغہ استعمال کیا ہے، چونکہ اللہ تعالیٰ نے مومنین کو قیامت کے خوف سے نجات کی ضمانت دی ہے جس کا تذکرہ قرآن مجید کی اس آیت میں ملتا ہے: لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ هَٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ انہیں قیامت کا بڑے سے بڑا ہولناک منظر بھی رنجیدہ نہ کر سکے گا اور ان سے ملائکہ ملاقات کریں گے کہ یہی وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا (انبیاء، آیت ۱۰۳)۔

مِنۡ ثَوَابِہٖ ﴿۳﴾ ۰

کثیر مقدار کو قرار دے۔



شمارۂ دعاء: ۴۱۔ مقرب ملک کے لئے دعاء(1) ۴ جملے

أَللّٰهُمَّ بِحَقِّ جَدِّنَا الْجَلِيلِ الْحَبِيبِ مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفَىٰ ﴿١﴾

خدایا ہمارے عظیم المرتبت، محبوب جد، محمدؐ مصطفی کے حق کے واسطہ سے(1)

---

[1]- کروب صیغہ مبالغہ ہے لفظ کرب (بمعنی قرب) کا یعنی وہ فرشتہ کہ جو مقربِ درگاہِ الٰہی ہے۔

روایت میں مذکور ہے کہ ایک روز کسی شخص نے حضور کی خدمت میں انگور پیش کیا جبکہ موسم انگور کے ایام نہیں تھے، حضورؐ نے حسنین علیہما السلام کو سلمان فارسی کے ذریعے بلوا بھیجا لیکن جب سلمان کو حسنین علیہم السلام کا پتہ نہ چل سکا تو آپ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو اطلاع دی کہ شاید آپؐ کے نور نظر کھو گئے ہیں یہ سن کر حضورؐ اپنے نواسوں کی تلاش میں چل پڑے، اتنے میں وحی نازل ہوئی اور اللہ تعالٰی نے حسنین علیہا السلام کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا کہ آپؑ دونوں ابو الدحداح کے باغ میں موجود ہیں، حضورؐ جب اس باغ میں تشریف لائے تو دیکھا کہ ایک فرشتہ سانپ کی شکل میں حسنین علیہا السلام کی حفاظت کر رہا ہے، جبکہ اللہ تعالٰی نے لمحہ بھر اس کی اطاعت سے روگردانی کی وجہ سے اس ملک کو سانپ کی شکل میں بدل دیا تھا، جیسے ہی اس نے حضورؐ کو آتا دیکھا تو آپ سے التجاء کی کہ اللہ کی بارگاہ میں آپؐ اس کی شفاعت کریں، حضورؐ نے اس کی التجاء کو حسنین علیہا السلام کے سپرد کیا جس کے بعد آپؑ دونوں نے وضو کیا دو رکعت نماز ادا کی اور نماز کے بعد اس فرشتہ کے لئے مذکورہ بالا دعائیہ کلمات زبان سے جاری کئے جس کے بعد اللہ تعالٰی نے حسنین علیہا السلام کی دعاء قبول کرتے ہوئے اس ملک کو اس کی اصلی صورت عطا کر دی۔

اس دعاء کو کتاب بحار الانوار: ج ۴۳ ص ۳۱۳، العوالم: ج ۱۶، ص ۶۶، معالی السبطین: ج ۱ ص ۸۳ میں ذکر کیا گیا ہے

وَبِأَبِينَا عَلِيٍّ ٱلْمُرْتَضَىٰ ﴿٢﴾ وَبِأُمِّنَا فَاطِمَةَ ٱلزَّهْرَاءِ ﴿٣﴾

اور ہمارے بابا علیؑ مرتضیٰ اور ہماری مادر فاطمۃ الزہرا کے واسطے سے (ہم تجھے قسم دیتے ہیں کہ تو)

إِلَّا مَا رَدَدْتَهُ إِلَىٰ حَالَتِهِ ٱلْأُولَىٰ ﴿٤﴾ .

اسے اس کی پہلی حالت پر لوٹادے۔

---

[1]- یہاں حبیب سے مراد محبوب (اسم مفعول) ہے۔



شمارۂ دعاء: ۴۲۔ دعاء ہدایت و تقوی (1) ۳ جملے

جَمَعَنَا اللّٰهُ وَإِيَّاكُمْ عَلَى الْهُدَىٰ ﴿١﴾ وَأَلْزَمَنَا وَإِيَّاكُمْ

خدا ہمیں اور تمہیں ہدایت پر متحد رکھے، اور ہمیں اور تم کو پرہیزگاری کی بات پر قائم رکھے(2)

---

[1]- ہدایت اور تقوی میں تلازم پایا جاتا ہے یعنی جہاں تقوی ہو وہاں ہدایت ہوگی اور جہاں ہدایت ہو وہاں تقوی ہوگا، لہذا متقین ہی ہدایت یافتہ اور ہدایت یافتہ ہی متقین ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَآتَاهُمْ تَقْوَاهُمْ اور جن لوگوں نے ہدایت حاصل کرلی خدا نے ان کی ہدایت میں اضافہ کردیا اور ان کو مزید تقویٰ عنایت فرما دیا (محمد، آیت ۱۷)۔

دعاء ہدایت و تقوی وہ دعاء ہے کہ جو امام حسین علیہ السلام کے اس خط سے ماخوذ ہے کہ جو کوفیوں کے دو خطوط کے جواب میں لکھا گیا تھا جس میں امام حسین علیہ السلام نے جناب مسلم ابن عقیل کے سفیر حسینؑ کی حیثیت سے کوفہ روانہ کئے جانے کی خبر دی تھی۔

اس دعاء کو الفتوح: ج ۵ ص ۵۳، مقتل الحسین للخوارزمی: ج ۱ ص ۱۹۶ میں ذکر کیا گیا ہے۔

[2]- کلمۂ تقوی کے مختلف مصداق ہیں، کبھی کلمۂ تقوی سے مراد ایمان ہے اور کبھی جملۂ بسم اللہ الرحمن والرحیم کو کلمۂ تقوی کہا جاتا ہے، لیکن حضورؐ نے حدیث شریف میں فرمایا کہ کلمۂ تقوی سے مراد ولایت و محبت علیؑ ہے۔

جب سورۂ فتح کی آیت ۲۶ نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ

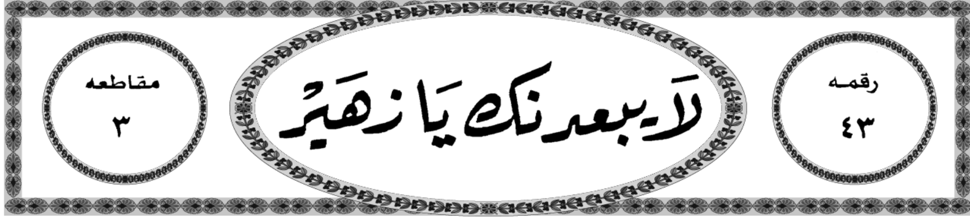
كَلِمَةَ ٱلتَّقْوَىٰ ﴿٢﴾ إِنَّهُۥ لَطِيفٌ لِّمَا يَشَآءُ ﴿٣﴾.

بیشک وہ اپنے ارادوں کی بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔

عَلِیمًا یہ اس وقت کی بات ہے جب کفار نے اپنے دلوں میں زمانہ جاہلیت جیسی ضد قرار دے لی تھی کہ تم کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیں گے تو اللہ نے اپنے رسولؐ اور صاحبانِ ایمان پر سکون نازل کردیا اور انہیں کلمۂ تقوی پر قائم رکھا اور وہ اسی کے حقدار اور اہل بھی تھے اور اللہ تو ہر شے کا جاننے والا ہے۔

تو رسولؐ اللہ نے فرمایا: اِنَّ اللہَ عَہِدَ اِلَیَّ فِیْ عَلِی عَہْدا، قُلْتُ یَا رَبِّ بَیِّنْہُ لِیْ، قَالَ:اِسْتَمِعْ، قُلْتُ سَمِعْتُ، قَالَ:اِنَّ عَلِیًا آیَۃُ الْھُدٰی، وَ اِمَامُ اَوْلِیَائِیْ، وَ نُوْرُ مَنْ اَطَاعَنِیْ، وَھُوَ الْکَلِمَۃُ الَّتِیْ اَلْزَمْتُھَا الْمُتَّقِیْنَ، مَنْ اَحَبَّنِیْ اَحَبَّہ، وَ مَنْ اَطَاعَنِیْ اَطَاعَہ اللہ نے علیؑ کے سلسلہ میں مجھ سے ایک عہد لینا چاہا، میں نے کہا اے میرے پالنے والے اس عہد کو بیان فرما، اللہ تعالٰی نے فرمایا: (اے محمد) سنو: بیشک علیؑ ہدایت کی نشانی، میرے اولیاء کے امام، میری اطاعت کرنے والوں کے نور، اور وہ کلمہ ہیں کہ جسے میں نے تمام متقین پر واجب کیا ہے، لہذا جو مجھ سے محبت کرتا ہو اسے علیؑ سے محبت کرنی ہوگی اور جو میری اطاعت کرتا ہے اسے علیؑ کی اطاعت کرنی ہوگی۔

لہذا کلمۂ تقوی سے تینوں بلکہ وہ تمام معانی مراد لئے جائیں گے کہ جو کلمۂ تقوی کے دائرہ میں آتے ہیں۔



شمارۂ دعاء: ۴۳۔ اے زہیر! اللہ تجھے اپنی رحمت سے دور نہ رکھے[1] ۳ جملے

لَا يُبَعِّدَنَّكَ اللَّهُ يَا زُهَيرُ ① وَلَعَنَ قَاتِلِيكَ ②

اے زہیر اللہ تجھے اپنی رحمت سے دور نہ رکھے، اور تیرے قاتلوں پر لعنت کرے[2]

لَعْنَ الَّذِينَ نُسِخُوا قِرَدَةً وَخَنَازِيرَ ③ .

ان لوگوں جیسی لعنت کہ جنہیں بندر اور سور بنا دیا گیا تھا[3]

---

[1]- زہیر بن قین بجلی (ب وج مفتوح، لام مکسور، ی ساکن) کا شمار کربلاء میں امام حسین علیہ السلام کے ان اصحاب میں ہوتا ہے کہ جن کی روز عاشورا بعد از ظہر شہادت واقع ہوئی اور اس موقع پر امام حسین علیہ السلام نے مذکورہ جملوں کے ذریعے اللہ کی بارگاہ میں آپ حق میں دعاء کی۔

زہیر قین کے حق میں اس دعاء امام حسین علیہ السلام کو مقتل الحسین للخوارزمی: ج ۲ ص ۲۰، تسلیۃ المجالس وزینۃ المجالس: ج ۲ ص ۲۹۵، بحار الانوار: ج ۴۵ ص ۲۶، اِبصار العین: ص ۹۹، عوالم العلوم (حیاۃ الحسین): ص ۲۶۹، ناسخ التواریخ: ج ۲ ص ۲۹۰، اعیان الشیعۃ: ج ۱ ص ۶۰۶، مقتل الحسین للمقرم: ص ۲۴۷ میں ذکر کیا گیا ہے۔

[2]- لعن یعنی اللہ کی رحمت سے دور ہونا، اور جو اللہ کی رحمت سے مطرود و مردود ہو اسے معلون کہتے ہیں۔

[3]- اللہ تعالٰی نے بعض قوموں کو ان کی سرکشی کی وجہ سے سور اور بندر کی شکل میں بدل دیا، اس ضمن میں اللہ تعالٰی نے قرآن مجید میں فرمایا: **قُلْ هَلْ أُنَبِّئُكُم بِشَرٍّ مِّن ذَٰلِكَ مَثُوبَةً عِندَ اللَّهِ ۚ مَن لَّعَنَهُ اللَّهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ**

وَعَبَدَ الطَّاغُوتَ ۚ أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضَلُّ عَن سَوَاءِ السَّبِيلِ کہیئے! کیا میں بتاؤں؟ کہ اللہ کے نزدیک انجام کے اعتبار سے زیادہ برا کون ہے؟ وہ ہے جس پر اللہ نے لعنت کی ہے اور جس پر وہ غضبناک ہے، اور جن میں سے اس نے بعض کو بندر اور بعض کو سور بنایا ہے اور جس نے شیطان (معبود باطل) کی عبادت کی ہو، یہی وہ لوگ ہیں جوکہ درجہ کے لحاظ سے بدترین ہیں اور راہِ راست سے زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں (مائدہ، آیت ٦٠)۔

روایات کی روشنی میں ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی یہ دعاء قبول ہوئی اور آپؑ کی اس بددعاء سے دشمنان اہلبیتؑ کے چہرے سور اور بندر کی شکل میں مسخ ہو گئے۔



شمارۂ دعاء: ۴۴۔ جونؑ کو نیکو کاروں کے ساتھ محشور فرما[1] ۴ جملے

اَللّٰهُمَّ بَيِّضْ وَجْهَهُ ۞١ وَطَيِّبْ رِيحَهُ ۞٢ وَاحْشُرْهُ مَعَ

خدایا اس کے چہرے کو سفید فرما[1]، اور اسے خوشبودار و معطر فرما[2]، اور اسے نیکو کاروں کے ساتھ محشور فرما[3]

---

[1]- امام حسین علیہ السلام نے ابوذر جندب الغفاری کے غلام جون بن حوی (ح مفتوح، واو مکسور، ی مشدد) النوبی (ن مفتوح، واو ساکن، ب مکسور) کی شہادت کے بعد ان کے حق میں اس دعاء کی تلاوت کی۔

جناب جون کا تعلق شہر نوبہ ملکِ سوڈان سے تھا، آپ کو امام علی علیہ السلام نے فضل بن عباس بن عبد المطلب سے خرید کر جناب ابوذر غفاری کی خدمت کے لئے معین فرمایا تھا، لیکن جب جناب ابوذر ربذہ میں شہید ہوگئے تو آپ آل علیؑ کے ساتھ رہے یہاں تک کے کربلا تشریف لائے، کربلاء کے میدان میں جب جون جنگ کی اجازت کے لئے امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان الفاظ میں اجازت طلب کی: وَاللهِ اِنَّ رِيْحِيْ لَمُنْتِنٌ، وَ اِنَّ حَسَبِيْ لَلَئِيْمٌ، وَ لَوْنِيْ لَاَسْوَدُ، فَتَنَفَّسْ عَلَيَّ بِالْجَنَّةِ فَيَطِيْبُ رِيْحِيْ، وَ يَشْرُفُ حَسَبِيْ وَ يَبْيَضُّ وَجْهِيْ خدا کی قسم میری بو ناگوارِ طبع ہے، اور میرا مرتبہ پست ہے، اور میرا رنگ کالا ہے لہذا جنت کے ذریعے مجھے نجات عطا فرمائیں تاکہ میری بو خوشبو میں بدل جائے، میرا مرتبہ بلند ہو اور میرا چہرہ نورانی ہو جائے۔

یہ سن کر امام حسین نے جون کو جنگ کی اجازت دی اور جب وہ شہید ہو گئے تو آپؑ نے جون کے لاشے پر مذکورہ بالا دعاء کی تلاوت کی تاکہ جون کی تمنا پوری ہوجائے۔

اس دعاء کو المُجالس و زينة المَجالس: ج ۲ ص ۲۹۳، بحار الانوار: ج ۴۵ ص ۲۲، عوالم العلوم (حياة الحسين): ص ۲۶۶، اعیان الشیعۃ: ج ۱ ص ۶۰۵ میں ذکر کیا گیا ہے۔

ٱلْأَبْـرَارِ ﴿٣﴾ وَعَـرِّفْ بَيْـنَهُ وَبَيْنَ مُحَـمَّدٍ وَآلِ مُحَـمَّدٍ ﴿٤﴾ .

اور اس کے اور محمدؐ و آل محمدؐ کے درمیان پہچان و شناسائی (قربت) کو برقرار رکھ۔

---

[1]- چہرے کو سفید کرنے سے ظاہری سفیدی اور معنوی پاکیزگی دونوں مراد ہیں۔

[2]- خوشبو سے ظاہری و معنوی دونوں خوشبوئیں مراد ہو سکتی ہیں۔

امام حسین علیہ السلام کی یہ دعاء جون کے حق میں اس طرح قبول ہوئی کہ امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں: اِنَّ النَّاسَ كَانُوْا يَحْضَرُوْنَ الْمَعْرِكَةَ وَ يَدْفِنُوْنَ الْقَتْلٰى فَوَجَدُوْا جَوْنًا بَعْدَ عَشَرَةِ اَيَّام تَفُوْحُ مِنْهُ رَائِحَةُ المِسْكِ لوگ کربلاء میں جمع ہو کر اپنے اپنے مقتولین کو دفن کر رہے تھے کہ دس دن بعد جون کا لاشہ نظر آیا کہ جس سے مشک کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔

[3]- ابرار (نیکوکاروں) کے ساتھ محشور ہونا ایک عظیم مرتبہ ہے کہ جس کی ہر مومن کو آرزو ہوتی ہے، جیسے کہ قرآن مجید میں ابرار کے ساتھ موت کے واقع ہونے کو یوں بیان کیا گیا ہے: رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ پروردگار اب ہمارے گناہوں کو معاف فرما اور ہماری برائیوں کی پردہ پوشی فرما اور نیک بندوں کے ساتھ ہمارا خاتمہ فرما(آل عمران، آیت ۱۹۳) چونکہ ابرار عظیم مرتبے پر فائز ہیں اسی لئے ہمیں اس دعاء کے پڑھنے کا حکم ہے، قرآن مجید ابرار کے مرتبے کے متعلق فرماتا ہے: إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ بیشک نیک لوگ نعمتوں میں ہوں گے (انفطار، آیت ۱۳)۔

چونکہ حضرت جون نے امامؑ سے کہا تھا کہ حَسَبِيْ لَلَئِيْمٌ یعنی میرا مرتبہ پست ہے اس لئے امامؑ نے دعاء کی تاکہ قیامت میں جون ابرار (نیکوکاروں) کے ساتھ محشور ہو۔



شمارۂ دعاء: ۴۵۔ اے میرے بھائی کے دو فرزند[1] ۲ جملے

جَزَاكُمَا اللَّهُ يَا ابْنَيْ أَخِي بِوَجْدِكُمَا مِنْ ذَلِكَ ۝١ وَمُوَاسَاتِكُمَا

اے میرے بھائی کے دو فرزندو[2]، اللہ میری تنہائی پر تمہارے محزون ہونے کا تمہیں صلہ دے[1]، اور

---

[1]- تاریخ میں اختلاف ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے یہ دعاء کن دو بھائیوں کے حق میں کی ہے، بعض نے کہا ہے کہ یہ دعاء دو چچازاد بھائی یعنی سیف بن حارث جابری اور مالک بن عبد اللہ جابری کے حق میں کی گئی جن کی مائیں ایک تھیں چونکہ ام سیف نے حارث کے انتقال کے بعد ان کے بھائی عبد اللہ سے عقد کیا تھا۔

اور دوسری رائے یہ ہے کہ یہ دعاء دو سگے بھائی عبد اللہ اور عبد الرحمن بن عزرۃ الغفاری کے حق میں کی گئی۔

روایات میں وارد ہوا ہے کہ جب یہ دو بھائی جب امام حسینؑ کی خدمت میں جنگ کی اجازت کے لئے حاضر ہوئے تو امامؑ کی حالت کو دیکھ کر گریہ کرنے لگے امام علیہ السلام نے جب ان سے گریہ کا سبب پوچھا تو انہوں نے عرض کی: مولا ہم آپ کو نرغۂ اعداء میں دیکھ رہے ہیں گرچہ ہم اپنی جانوں کو آپ پر فدا کریں گے لیکن اس کے باوجود ہم آپ کو کسی قسم کا فائدہ نہیں پہنچا سکتے امام حسین علیہ السلام نے ان کے ان محبت آمیز کلمات کو سن کر ان کے حق میں مذکورہ بالا جملوں کے ذریعے دعاء کی۔

اس دعاء کو وقعۃ الطف: ص ۲۳۴، تاریخ الامم والملوک: ج ۳ ص ۳۲۸، بحار الانوار: ج ۴۵ ص ۲۹، تسلیۃ المجالس: ج ۲ ص ۲۹۹ میں ذکر کیا گیا ہے۔

[2]- اس مقام پر میرے بھائی کے دو فرزندوں سے مراد امام علیہ السلام کے حقیقی بھائی نہیں بلکہ برادر ایمانی مراد ہیں۔

إِيَّايَ بِأَنفُسِكُمَا أَحْسَنَ جَزَاءِ ٱلْمُتَّقِينَ ﴿٢﴾ .

(اللہ) تمہیں تمہاری جان نثاری کے صلہ میں متقین کی بہترین جزا عطا فرمائے (2)

---

[1]- ذالک کا اشارہ امام کی تنہائی، آپؑ کے نرغۂ اعداء میں گھرے ہونے اور ان دونوں بھائیوں کے امام کو دشمن سے نہ بچا سکنے کی طرف ہے۔

[2]- متقین کی جزاء کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ اور اپنے پروردگار کی مغفرت اور اس جنت کی طرف سبقت کرو جس کی وسعت زمین وآسمان کے برابر ہے اور اسے ان صاحبان تقوی کے لئے مہیاّ کیا گیا ہے (آل عمران، آیت ۱۳۳)۔

اور اللہ تعالی جنت میں ان کی جزاء کے متعلق فرماتا ہے: إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ يَلْبَسُونَ مِن سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُّتَقَابِلِينَ كَذَٰلِكَ وَزَوَّجْنَاهُم بِحُورٍ عِينٍ يَدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِنِينَ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَىٰ ۖ وَوَقَاهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ فَضْلًا مِّن رَّبِّكَ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ بیشک وہ صاحبانِ تقویٰ محفوظ مقام پر ہوں گے باغات اور چشموں کے درمیان، وہ ریشم کی باریک اور موٹی پوشاک پہنے ہوئے ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوں گے ایسا ہی ہوگا اور ہم بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے ان کے جوڑے لگادیں گے، وہ وہاں ہر قسم کے میوے سکون کے ساتھ طلب کریں گے، اور وہاں پہلی موت کے علاوہ کسی موت کا مزہ نہیں چکھنا ہوگا اور خدا انہیں جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھے گا، یہ سب آپ کے پروردگار کا فضل وکرم ہے اور یہی انسان کے لئے سب سے بڑی کامیابی ہے (دخان، آیت ۵۱۔۵۷)۔

امام حسین علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے جنت کے ان مراتب اور نعمتوں میں سے دونوں بھائیوں کے لئے بہترین جزاء کو طلب فرمایا ہے۔



شمارۂ دعاء: ۴۶۔ | پلٹ آ، اللہ تجھ پر اپنی رحمت نازل فرمائے [1] | ۲ جملے

جُزِيتُم مِنْ أَهْلِ بَيْتٍ خَيْرًا ﴿۱﴾ إِرْجَعِي رَحِمَكِ اللّٰهُ إِلَى النِّسَاءِ ﴿۲﴾.

تم سب کو اہلبیتؑ کی جانب سے بہترین جزا دی جائے، (اے قمر ام وہب)، عورتوں کی جانب پلٹ آ، اللہ تجھ پر رحم کرے۔

---

[1] - امام حسین علیہ السلام کا یہ خطاب قمر ام وھب بنت عبد النمریۃ (نمر بن قاسط) العدنانیۃ سے تھا جو تقریبا سنہ ۲۰ھ کو متولد ہوئیں آپ کے شوہر عبد اللہ بن عمیر کلبی، فرزند وہب بن عبد اللہ اور بہو ہانیہ کوفیہ تھیں، کربلاء سے پہلے آپ سب کے سب مسلمان تھے جناب قمر، آپ کے شوہر، آپ کے بیٹے اور بہو کربلا میں شہید کئے گئے، ام وہب نے اپنے فرزند کی شہادت کے بعد اپنے ہی فرزند کے کٹے ہوئے سر کے ذریعہ دشمنوں کو واصل جہنم کیا جس کے بعد شمر کے غلام نے عمود سے حملہ کر کے آپ کو شہید کر دیا۔

جس وقت قمر ام وھب کے فرزند وہب بن عبد اللہ بن عمیر کلبی میدان جنگ کی طرف روانہ ہوئے تو ام وھب بھی جنگ کے لئے میدان میں نکل پڑیں، یہ دیکھ کر امام حسین علیہ السلام نے انہیں واپس لوٹنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ عورتوں پر جہاد واجب نہیں ہے، اور مذکورہ بالا جملوں سے آپ کے لئے دعاء کی۔

اس دعاء کو وقعۃ الطف: ص ۲۱۹، تاریخ الامم والملوک: ج ۳ ص ۳۲۲، بحار الانوار: ج ۴۵ ص ۱۷، العوالم (حیاۃ الحسین): ص ۲۶۰ میں ذکر کیا گیا ہے۔



شمارۂ دعاء: ۴۷۔ علی اکبر کے لئے بہترین جزاء[1] ا جملہ

[1]- شیخ مفید بیان فرماتے ہیں ۲۸ ذی الحجہ سنہ ۶۰ھ، بروزپیربوقت صبح جب امام حسین علیہ السلام قصر بنی مقاتل سے گزرے تو کچھ وقت کے بعدپشت فرس پرآپؑ پر غنودگی طاری ہوئی، جب افاقہ ہواتوآپؑ نے فرمایا:اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ وَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ،آپ نے اس کلام کی دو یا تین بار تکرار کی، یہ سن کر جناب علی اکبر نے اپنے گھوڑے کو امامؑ کے گھوڑے سے قریب کیا اور عرض کی: بابا جان اس کلمۂ استرجاع اور حمد باری تعالیٰ کی کیا وجہ تھی؟ توامامؑ نے فرمایاکہ ابھی ابھی جب مجھ پر غنودگی طاری ہوئی تو میں نے دیکھاکہ ایک سوار میرے سامنے رونما ہوا اور اس نے مجھ سے کہا: اَلْقَوْمُ یَسِیْرُوْنَ وَالمَنَایَا تَسِیْرُ اِلَیْھِمْ فَعَلِمْتُ اَنَّھَا اَنْفُسُنَا نُعِیَتْ اِلَیْنَا یہ قوم سفرکررہی ہے جب کہ ان کی موت بھی ان کے پیچھے پیچھے سفرکررہی ہے بیشک یہ ہماری موت کی خبر ہے کہ جو ہمیں دی گئی ہے، یہ سن کر جناب علی اکبر نے عرض کی: یَا اَبَۃُ لَا اَرَاكَ اللّٰہُ سَوْءًا اَلَسْنَا عَلَیٰ الْحَقِّ باباجان خداآپ کو ہر شر سے محفوظ فرمائے، کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ یہ سن کر امامؑ نے فرمایا: بَلیٰ، وَ الَّذِیْ اِلَیْہِ مَرْجِعُ الْعِبَادِ اس خدا کی قسم کہ جس کی طرف ہرایک بندہ کی بازگشت ہے بیشک ہم حق پر ہیں، یہ سن کر جناب علی اکبر نے عرض کی:فَاِنَّنَا لَا نُبَالِيْ اَنْ نَمُوْتَ مُحِقِّیْنَ چونکہ ہماری موت حق پر ہے لہذا ہمیں موت کی پرواہ نہیں، یہ سن کر امام حسین علیہ السلام نے مذکورہ بالا جملے کے ذریعے اپنے فرزند کے لئے جزائے خیر کی دعاء کی۔

اس دعائیہ جملے کو وقعۃ الطف لابی مخنف: ص ۱۷۷، تاریخ الامم و الملوک: ج ۳ ص ۳۰۹، مقتل الحسین للخوارزمی: ج ۱ ص ۲۲۶، اللھوف: ص ۲۹، الرؤیا مشاھدات وتأویل: ج ۱ ص ۲۱۷ میں ذکر کیا گیا ہے۔

جَزَاكَ ٱللَّهُ مِنْ وَلَدٍ خَيْرَ مَا جَزَىٰ وَلَدًا عَنْ وَالِدِهِ ﴿١﴾ .

اللہ تمہیں بحیثیت فرزند اپنے والد کی خدمت واطاعت کے عوض بہترین جزا عطا فرمائے، وہ جزا جو ایک باپ کی جانب سے فرزند کے لئے ہوتی ہے۔



شمارۂ دعاء: ۴۸۔ | مجاہد بھائی عباس کے لئے دعاء[1] | ۲ جملے

جَزَاكَ ٱللَّهُ مِنْ أَخٍ خَيْرًا ۞١ لَقَدْ جَاهَدْتَ

اللہ تمہیں بھائی کی جانب سے بہترین جزا عطا فرمائے[2]، بیشک آپ نے اللہ کی راہ میں

فِي ٱللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ ۞٢ .

حقِ جہاد ادا کیا ہے[3]

[1]- جب حضرت عباسؑ پشت فرس سے زمین کربلاء پر تشریف لائے اور امام حسین علیہ السلام کو آواز دی تو امامؑ عالی مقام نے دشمنوں پر حملہ کیا اور انہیں متفرق کرکے اپنے بھائی کے قریب پہنچے جیسے ہی آپ کی نظر خون میں بھرے بھائی کے جسم پر پڑی توآپ نے مذکورہ بالا دعائیہ جملوں کے ذریعے حضرت عباسؑ کے حق میں دعاء کی۔

اس دعاء کو مقتل الحسین لابي مخنف: ۹۳، اسرار الشھادۃ: ج ۲ ص ۴۰۷، معالی السبطین: ج ۱ ص ۴۴۱ میں ذکر کیا گیا ہے۔

[2]- فعلِ جزا کے دو مفعول ہیں ایک ک اور دوسرے خیرا۔

[3]- یعنی حضرت عباس علیہ السلام کا جہاد ہر اعتبار سے کامل تھا، ایسا جہاد کہ جس میں تمام حقوق ادا کئے گئے تھے۔



شمارۂ دعاء: ۴۹۔ تیرے ہاتھ شل نہ ہوں[1] ۲ جملے

لَا تَشْلَلْ، لَا يَقْطَعُ اللّٰهُ يَدُكَ ① جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا

اللہ نہ تیرے ہاتھوں کو شل کرے اور نہ ہی انہیں قطع کرے[2]، اور تجھے اپنے نبیؐ کے اہلبیتؑ

عَنْ أَهْلِ بَيْتِ نَبِيِّكَ ② .

کی خدمت کے عوض جزائے خیر عطا فرمائے

[1]- امام حسین علیہ السلام نے کربلاء میں یہ دعاء اپنے صحابی ضحاک کے حق میں کی اس وقت کہ جب ضحاک نے امام حسین علیہ السلام کی نگاہوں کے سامنے دو دشمنوں کو جہنم واصل کیا اور تیسرے کا ہاتھ کاٹا، امام حسین علیہ السلام نے ان کی شجاعت کا یہ منظر دیکھ کر ان کے حق میں مذکورہ دعائیہ جملے کہے۔

اس دعاء کو وقعۃ الطف: ص ۲۴۰ (حاشیہ)، تاریخ الامم والملوک: ج ۳ ص ۳۳۰، الکامل فی التاریخ: ج ۲ ص ۵۶۹ میں ذکر کیا گیا ہے۔

[2]- اگر ہاتھ ایسے بے حس ہو کہ بیکار ہوجائے تو اسے ہاتھ کا شل ہونا کہتے ہیں، اور عربی زبان میں ید (ہاتھ) سے کئی معنی مراد لئے جاتے ہیں چونکہ ید کا اطلاق، انگلی، ہتھیلی، پنجہ، کلائی، کہنی اور پورے ہاتھ پر بھی ہوتا ہے، لہذا اس دعاء میں ہاتھ سے مراد بازو کے تمام اجزاء ہیں۔



شمارۂ دعاء: ۵۰۔ اللہ تجھے امان عطا کرے اے یزید بن مسعود[1] ۲ جملے

آمَنَكَ ٱللَّهُ يَوْمَ ٱلْخَوْفِ ۝١ وَأَعَزَّكَ وَأَرْوَاكَ

اللہ تمہیں خوف کے دن (روز قیامت) امان و اطمینان عطا کرے[2]، اور تجھے عزت عطا فرمائے اور روز

يَوْمَ ٱلْعَطَشِ ۝٢.

تشنگی (روز قیامت) تجھے سیراب کرے۔

---

[1]- یزید بن مسعود نھشلی اشراف بصرہ اور شیعیانِ امام حسین علیہ السلام میں سے تھے، جس وقت امام حسین علیہ السلام نے مدینے سے آپ کو خط لکھ کر اپنی نصرت و مدد کے لئے بلایا اور یزید بن مسعود نے خط کا جواب لکھا تو اس جواب کو کر پڑھ امام حسین علیہ السلام نے آپ کے حق میں مذکورہ بالا جملوں کے ذریعے دعاء کی۔

اس دعاء کو مثیر الاحزان: ص ۲۹، اللھوف: ۱۸، عوالم العلوم (حیاۃ الحسین): ص ۱۸۸، بحار الانوار: ص ۴۴ ج ۳۳۹ میں ذکر کیا گیا ہے۔

[2]- یوم خوف سے مراد قیامت کا دن ہے جس کے خوف سے اللہ تعالٰی نے مومنین کو امان عطا کی ہے، اللہ تعالٰی کا قرآن مجید میں ارشاد ہے: لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ انہیں قیامت کا بڑے سے بڑا ہولناک منظر بھی رنجیدہ نہ کر سکے گا (انبیاء، آیت ۱۰۳)، اسی طرح ایک اور مقام پر اللہ تعالٰی فرماتا ہے: وَهُم مِّن فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ آمِنُونَ اور وہ لوگ روزِ قیامت کے خوف سے محفوظ رہیں گے (نمل آیت ۸۹)۔



شمارۂ دعاء: ۵۱۔ نماز کو یاد رکھنے والے[1] ا جملہ

جَعَلَكَ اللّٰهُ مِنَ الْمُصَلِّينَ الذَّاكِرِينَ ﴿۱﴾.

اللہ تمہیں نمازگزاروں اور اللہ کو یاد کرنے والوں میں سے قرار دے[1]

---

[1]- روز عاشور جب ظہر کی نماز کا وقت ہوا تو ابوثمامہ (کہ جن کا نام عمرو بن عبد اللہ صائدی تھا، **ثمامہ**: ث مضموم، دونوں میم مفتوح) نے امام حسین علیہ السلام سے عرض کی، اے ابو عبد اللہ میری جان آپ پر فدا ہو، دشمن ہم سے قریب ہیں اور خدا کی قسم و انشاء اللہ میں اب شہید ہو کر اپنی جان آپ پر قربان کروں گا، مگر میں اللہ سے اس حال میں ملاقات کرنا چاہتا ہوں کہ اس نماز کو ادا کرلوں کہ جس کا وقت قریب ہو چکا ہے، امام حسین علیہ السلام نے آسمان کی طرف نگاہ کی اور فرمایا بیشک یہ نمازِ ظہر کا اولِ وقت ہے، اللہ تمہارا شمار نمازگزاروں اور اللہ کی یاد کرنے والوں میں کرے۔

ابوثمامہ امام حسین علیہ السلام کے ان چاہنے والوں میں سے تھے جنھوں نے کوفے میں بہت سارے مسلمانوں کو بنی امیہ کی بیعت توڑنے کی طرف رغبت دلائی اور اس کام میں امام حسین علیہ السلام کے حق میں شہادت تک کوشاں رہے، آپ کا شمار وقت کے عابدوں اور زاہدوں میں ہوتا تھا۔

ابوثمامہ کے حق میں اس دعاء کو وقعۃ الطف لابی مخنف: ۲۲۹، تاریخ الامم والملوک: ج ۳ ص ۳۲۶، مقتل الحسین للخوارزمی: ج ۲ ص ۱۷، الکامل فی التاریخ: ج ۳ ص ۲۹۱، تسلیۃ المجالس وزینۃ المجالس: ج ۲ ص ۲۹۱، بحار الانوار: ج ۴۵ ص ۲۱، عوالم العلوم (حیاۃ الحسین): ص ۲۶۴، میں ذکر کیا گیا ہے۔

[1]- نمازگزاروں میں قرار دینے سے مراد وہ نمازگزار ہیں کہ جن کی نمازوں کو اللہ تعالیٰ نے قبولیت کا درجہ عطا فرمایا ہے، اور ذاکرین میں سے قرار دے یعنی ان لوگوں میں قرار دے جو اللہ کو صرف نماز کی حد تک یاد نہیں رکھتے بلکہ وہ ہمیشہ اللہ کی یاد میں زندگی بسر کرتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ جو اٹھتے، بیٹھتے اور پہلوؤں پر لیٹے ہوئے (برابر) اللہ کو یاد کرتے ہیں (آل عمران، آیت ۱۹۱)۔



شمارۂ دعاء: ۵۲۔ تیر کا نشانہ اس کے ہدف تک پہنچے[1] ۲ جملے

أَللّٰهُمَّ سَدِّدْ رَمْيَتَهُ ﴿۱﴾ وَاجْعَلْ ثَوَابَهُ الْجَنَّةَ ﴿۲﴾.

خدایا اس کے تیر کے نشانے کو ہدف تک پہنچا، اور اس کے عوض اجز و جزا میں اسے جنت عطا فرما۔

---

[1]- یہ دعاء امام حسین علیہ السلام نے کندی ابو الشعثاء یزید بن زیاد کے حق میں کی جو پہلے لشکر ابن زیاد میں تھے، لیکن جب ان پر امام حسین علیہ السلام کی حقانیت ثابت ہوئی تو امام حسین علیہ السلام کے لشکر میں چلے آئے، چونکہ آپ تیر انداز تھے لہذا لشکر امام حسین میں شامل ہوکر آپ نے تیر چلائے جن سے پانچ دشمنان اسلام کو موت کے گھاٹ اتارا اور جب تیر تمام ہوئے تو دشمن پر حملہ کیا اور نو دشمنوں کو قتل کرنے کے بعد شربت شہادت نوش فرمایا، روایت میں وارد ہوا ہے کہ جب آپ دشمن کی طرف تیر چلاتے تھے تو امام حسین علیہ السلام آپ کے حق میں مذکورہ بالا جملوں کے ذریعے دعاء فرماتے تھے۔

اس دعاء کو وقعۃ الطف الابی مخنف: ص ۲۳۹، تاریخ الامم والملوک: ج ۳ ص ۳۳۰، مثیر الاحزان: ص ٦٦، بحار الانوار: ج ۴۵، ص ۲۸، ناسخ التواریخ (حیاۃ الحسین): ج ۲ ص ۳۰۷، مقتل الحسین للمقرم: ص ۲۴۳ میں ذکر کیا گیا ہے۔



شمارۂ دعاء: ۵۳۔ سعی وکوشش پر شکریہ[1] ا جملہ

شَكَرَ اللّٰهُ سَعْيَكَ يَا شَيْخُ ۞ .

اے شیخ[2] اللہ آپ کی سعی وکوشش کو شرف قبولیت عطا فرمائے[3]

---

[1]- جب جابر بن عروۃ غفاری (جن کی عمر روز عاشوا‌ء نوے (۹۰) سال سے زیادہ تھی) دشمن سے جہاد کے لئے میدان جنگ کی طرف چلے تو امام حسین علیہ السلام نے آپ کو دیکھ کر مذکورہ بالا دعائیہ جملے کہے، اور اس سن رسیدہ بزرگ شخصیت کی شجاعت و جرأت وفداکاری کی قدردانی کی۔

اس دعاء کو مقتل الحسین لابي مخنف: ص ۱۱۵، ناسخ التواریخ: ج ۲ ص ۳۰۲ میں ذکر کیا گیا ہے۔

[2]- بوڑھے شخص کو عربی زبان میں شیخ کہتے ہیں، اور جابر ابن عروۃ غفاری امام حسین علیہ السلام کے وہ صحابی تھے کہ جنھوں نے رسولؐ اللہ کے ساتھ سنہ ۲ ہجری کو جنگ بدر میں شرکت کی تھی، اور کربلا میں آپ کی ضعیفی کا یہ عالم تھا کہ ضعیفی کی وجہ سے آپ کی دونوں ابرویں آنکھوں پر لٹک آئی تھیں جنھیں آپ نے رومال کے ذریعے پیشانی پر باندھا اور میدان کارزار کی طرف چل پڑے یہ دیکھ کر امام حسین علیہ السلام نے مذکورہ بالا جملوں کے ذریعے آپ کے حق میں دعاء کی۔

[3]- اللہ کی صفات میں سے ایک صفت اس کا شکور ہونا ہے یعنی وہ بندوں کا بہت زیادہ شکریہ ادا کرنے والا ہے، اور اللہ کا اپنے بندوں کا شکریہ ادا کرنے سے مراد بندوں کے گناہوں کو معاف کرنا اور انہیں جزائے خیر سے نوازنا ہے۔



شمارۂ دعاء: ۵۴۔ | اللہ تجھ پر رحمت نازل کرے[1] | ۱ جملہ

يَابْنَ أَسْعَدٍ رَحِمَكَ اللّٰهُ ﴿١﴾.

اے اسعد کے فرزند، اللہ تجھ پر رحمت نازل کرے[2]

---

[1]- حنظلہ بن اسعد شبامی ہمدانی امام حسین علیہ السلام کے انصار میں سے تھے، روز عاشوراء جب آپ میدان کارزار تشریف لے گئے تو آپ نے لشکر بنی امیہ کو قرآن مجید کی آیات کے ذریعے امام حسین علیہ السلام کی طرف دعوت دی جسے سن کر امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اے اسعد کے فرزند، اللہ تجھ پر رحمت نازل کرے، بیشک ان لوگوں نے تیری دعوت کو رد کر کے عذاب الٰہی کو خود پر واجب کر لیا ہے۔

مذکورہ دعاء امام حسین علیہ السلام کو وقعۃ الطف: ص ۲۳۵، تاریخ الامم والملوک: ج ۳ ص ۳۲۹ میں ذکر کیا گیا ہے۔

[2]- اللہ کی رحمت سے مراد اس کی مغفرت اور اس کی تمام نعمتوں سے بہرہ مند ہونا ہے۔



شمارۂ دعاء:۵۵۔ اللہ تجھے ناامید نہ کرے[1] ۱ جملہ

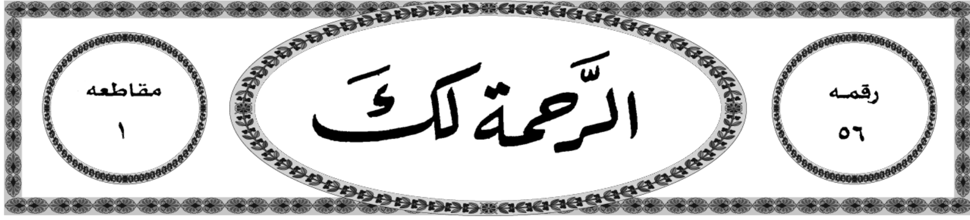
[1]- ام وھب بنت وھب تقریبا سنہ ۲۶ھ کو متولد ہوئیں، آپ کے شوہر اور فرزند کا نام بھی وہب تھا،آپ اور آپ کے فرزند (جوکہ نصرانی تھے) نے امام حسین علیہ السلام کے ہاتھوں پر اسلام قبول فرمایا۔
اکثر مؤرخین آپ کے فرزند وہب بن وہب اور وہب بن عبد اللہ کلبی کو ایک فرد سمجھتے ہیں، جبکہ وہب بن عبد اللہ اپنی مادر گرامی قمر، والد عبد اللہ کلبی اور زوجہ ہانیہ کوفیہ کے ساتھ کربلا تشریف لائے تھے کہ جہاں یہ تمام افراد شہید کئے گئے،وہب بن عبد اللہ کے گھرانے کی ہر فرد ابتداء سے مسلمان اور شیعہ علیؑ تھی۔
لیکن جناب وہب بن وہب اور آپ کی مادر گرامی مسلمان نہ تھے بلکہ آپ دونوں نے امام حسین علیہ السلام کے ہاتھوں پر اسلام قبول فرمایا، روز عاشورا جب وھب بن وھب میدان کارزار تشریف لے گئے اور ایک عظیم جنگ کے بعد شربت شہادت نوش فرمایا تو عمر سعد نے آپ کا سر کٹوا کر خیام حسینیؑ کی طرف اچھال دیا، ام وہب نے اپنے فرزند کے سر کو اٹھایا اور دشمن کی طرف اس قوت کے ساتھ پھینکا کہ ایک دشمن اس سر کی ضربت سے ہلاک ہوا، پھرآپ نے عمود خیمہ کو نکال کر دشمن پر حملہ کیا اور دو دشمنوں کو جہنم واصل فرمایا یہ دیکھ کر امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اے ام وھب عورتوں پر جہاد واجب نہیں ہے، واپس چلی آوٴ، بیشک تمہارا اور تمہارے فرزند کا مقام جنت میں میرے نانا رسولؐ اللہ کے ساتھ ہے، ام وہب نے امام کی اطاعت کی اور واپس آتے آتے دعاء کی کہ اے میرے پالنے والے مجھے شہادت سے ناامید نہ فرما اس دعاء کو سن کر امام علیہ السلام نے فرمایا اللہ تجھے ناامید نہ کرے۔
امام حسین علیہ السلام کی دعاء پوری ہوئی اور ام وہب نے کربلا میں شہادت پائی، قابل ذکر بات یہ ہے کہ آپ کے فرزند جناب وہب بن وہب کا شہادت کے موقع پر عقد نہیں ہوا تھا۔

لَا يَقْطَعِ اللّٰهُ رَجَاكَ ۞ .

اللہ تجھے نا امید نہ کرے[1]۔

اس دعاء امام حسین علیہ السلام کو امالی الصدوق: ص ۱۳۷، روضۃ الواعظین: ص ۱۸۷، بحار الانوار: ج ۴۵ ص ۱۷، نفس المہموم: ص ۱۷۴، فرسان الهیجاء: ج ۲، ص ۱۳۶، وسیلۃ الدارین: ص ۲۰۱ میں ذکر کیا گیا ہے۔

[1]- رَجَاكِ میں کاف کسرہ کے ساتھ درست ہے۔



شمارۂ دعاء: ۵۶۔ اے مسلم! اللہ تجھ پر رحمت نازل کرے[1] ا جملہ

رَحِمَكَ اللّٰهُ يَا مُسْلِمُ ﴿۱﴾ .

اے مسلم اللہ تجھ پر رحمت نازل کرے[2]

---

[1]- جب مسلم ابن عوسجہ پشت فرس سے زمین کربلا پر تشریف لائے اور امام حسین علیہ السلام آپ کے سراہنے پہنچے تو آپ کے بدن میں رمق حیات باقی تھی، امام حسین علیہ السلام نے مسلم ابن عوسجہ کو اس حال میں دیکھ کر گریہ کیا اور آپ کے حق میں مذکورہ بالا جملے کے ذریعے دعاء کی اور پھر قرآن مجید کی اس آیت کی تلاوت کی جس میں باری تعالیٰ نے فرمایا: فَمِنْهُم مَّن قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا سو ان میں سے کچھ وہ ہیں جو اپنا وقت پورا کر چکے ہیں اور کچھ اس (وقت) کا انتظار کر رہے ہیں اور انہوں نے (اپنی روش میں) ذرا بھی تبدیلی نہیں کی (احزاب، آیت ۲۳)۔

امام حسین علیہ السلام کی اس دعاء کو مثیر الاحزان: ص۶۳، مقتل المقرم: ص ۲۴۱، وقعۃ الطف: ص ۲۲۵، تاریخ الامم والملوک: ج ۳ ص ۳۲۴، مقتل الحسین للخوارزمی: ج ۲ ص ۱۵ میں ذکر کیا گیا ہے۔

[2]- اللہ کی رحمت سے مراد اس کی شفقت، رحمت، مغفرت و نعمت ہے۔

تیسری فصل

امام حسین علیہ السلام کی بد دعائیں



شمارۂ دعاء: ۵۷۔ خدایا قوم صالح پر نازل ہونے والے عذاب سے سخت تر عذاب نازل فرما[1]۔ ۷ جملے

---

[1]- جس وقت جناب علی اصغر (یا عبد اللہ رضیع) کے گلے پر تیر لگا اور امام حسین علیہ السلام نے اس خون کو آسمان کی طرف پھینکنا چاہا تو اس وقت آپ نے مذکورہ بالا جملوں کے ذریعے ظالموں کے لئے بد دعاء کی۔
فصیل اونٹ کے بچے کو کہتے ہیں، اور اَهْوَنُ مِنْ دَمِ فَصِيْلٍ یعنی ناقۂ صالح کے قتل کئے جانے پر جو قصاص اللہ تعالٰی نے اس بچے کے حق میں قوم صالح سے لیا، امام حسین علیہ السلام نے اس سے سخت تر عذاب کو اپنے فرزند کے قاتلوں کے لئے اللہ تعالٰی سے طلب فرمایا، چونکہ صالحؑ نبیؑ کے واقعے میں اونٹنی کو مارا گیا تھا نہ کہ اس کے بچے کو لیکن امام حسین کے ہاتھوں پر آپؑ کے بجائے آپؑ کے فرزند کو تیر کے ذریعے شہید کیا گیا۔
قرآن مجید میں ناقہ صالح کی داستان یوں درج کی گئی ہے: وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا ۗ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ قَدْ جَاءَتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ ۖ هَٰذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةً ۖ فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ ۖ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ اور ہم نے قوم ثمود کی طرف ان کے (قومی) بھائی کو بھیجا تو انہوں نے کہا کہ اے قوم والو اللہ کی عبادت کرو کہ اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے، تمہارے پاس پروردگار کی طرف سے دلیل آچکی ہے، یہ خدائی ناقہ ہے جو تمہارے لئے اس کی نشانی ہے، اسے آزاد چھوڑ دو کہ زمینِ خدا میں کھاتا پھرے اور خبردار اسے کوئی تکلیف نہ پہنچانا کہ تم کو عذاب الیم اپنی گرفت میں لے لے (اعراف، آیت ۷۳)۔
لیکن انہوں نے اس ناقہ کو قتل کر دیا جس کے متعلق اللہ تعالٰی نے فرمایا: فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوا يَا صَالِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِن كُنتَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ پس انہوں نے اونٹنی کے پیر کاٹ کر اسے مار ڈالا اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی اور کہنے لگے: اے صالح! تم وہ (عذاب) ہمارے پاس لے آؤ جس کی تم

أَللّٰهُمَّ إِنِّي أُشْهِدُكَ عَلَىٰ هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿١﴾ فَإِنَّهُمْ

خدایا بیشک میں تجھے اس ظالم قوم پر گواہ بناتا ہوں جنھوں نے نذر کی ہے کہ وہ تیرے نبیؐ کی ذریت سے

نَذَرُوا أَنْ لَا يَتْرُكُوا أَحَدًا مِنْ ذُرِّيَّةِ نَبِيِّكَ ﴿٢﴾ أَللّٰهُمَّ لَا

کسی ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑیں گے، خدایا ناقۂ صالح کو قتل کرنے والوں پر جو تو نے اس کے بچے کے

يَكُنْ أَهْوَنُ عَلَيْكَ مِنْ دَمِ فَصِيلٍ ﴿٣﴾ أَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ

لئے قصاص لیا اس سے سخت تر عذاب ان پر نازل فرما، خدایا اگر تو نے آسمان سے ہماری مدد روک دی ہو

ہمیں وعید سناتے تھے اگر تم (واقعی) رسولوں میں سے ہو، سو انہیں سخت زلزلہ (کے عذاب) نے آپکڑا پس وہ (ہلاک ہوکر) صبح اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے (اعراف، آیت ۷۷۔۷۸)۔

کتب تاریخ میں موجود ہے کہ اس اونٹنی کا ایک بچہ تھا جس نے جب ماں کو قتل ہوتا دیکھا تو خوف کے مارے پہاڑ پر چڑھ گیا اور اس جگہ سے اس نے درد بھری آواز میں گریہ کیا اور لوگوں کی آنکھوں سے اوجھل ہوگیا، جناب صالحؑ نے فرمایا کہ اگر تم اس فصیل (اونٹنی کا بچہ) کو پالو تو شاید تم سے عذاب برطرف ہوجائے لیکن لوگوں کو تلاش کرنے پر بھی فصیل کا پتہ نہ چل سکا اور وہ عذاب الٰہی کا شکار ہوگئے۔

امام حسین علیہ السلام کی مذکورہ بالا دعاء کو مندرجہ ذیل کتب میں ذکر کیا گیا ہے:

مقتل الحسین لابي مخنف: ص ۱۳۰، اسرار الشهادة: ج ۲ ص ۶۰۹، اَبصار العین: ص ۲۴، نفس المهموم: ص ۲۱۶، مقتل الحسین لبحر العلوم: ص ۴۳۶، مقتل الحسین للخوارزمي: ج ۲ ص ۳۲، تظلم الزهراء: ص ۲۰۳، مقتل الحسین للمقرم: ص ۲۷۳، معالی السبطین: ج ۱ ص ۴۲۳، المنتخب للطریحي: ص ۳۱۳، حیاة الامام الحسین: ج ۳ ص ۶۷، ناسخ التواریخ: ج ۲ ص ۳۲۹، اللهوف: ص ۱۰۳، سخنان امام حسینؑ: ص ۳۰۹، بحار الانوار: ج ۴۵ ص ۴۷، تاریخ الامم والملوک: ج ۳ ص ۳۳۲، الطبقات الکبری (المستل): ص ۱۸۲، الارشاد: ج ۲ ص ۱۰۸، مثیر الاحزان: ص ۷۰، الکامل فی التاریخ: ج ۳ ص ۲۹۴، اَعلام الوری: ج ۲ ص ۴۶۶، وقعة الطف: ص ۲۴۶، مقاتل الطالبین: ص ۹۵، ینابیع المودة: ج ۲ ص ۱۷۱۔

حَبَسْتَ عَنَّا النَّصْرَ مِنَ السَّمَاءِ فَاجْعَلْ ذَلِكَ لِمَا هُوَ خَيْرٌ لَنَا

تو اس نصرت کو قرار دے اس کے لئے جس میں ہمارے لئے خیر ہو[1]، اور ان

وَانْتَقِمْ لَنَا مِنْ هَؤُلَاءِ الظَّالِمِينَ ﴿٥﴾ وَاجْعَلْ مَا

ظالموں سے ہمارے لئے انتقام لے، اور جو مصیبتیں عنقریب ہم پر گزری ہیں انہیں آیندہ

حَلَّ بِنَا فِي الْعَاجِلِ ذَخِيرَةً لَنَا فِي الْآجِلِ يَا أَرْحَمَ

ہمارے لئے ذخیرہ قرار دے، اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے

الرَّاحِمِينَ ﴿٦﴾ اَللَّهُمَّ أَنْتَ الشَّاهِدُ عَلَى قَوْمٍ قَتَلُوا

خدایا تو گواہ ہے اس قوم پر کہ انہوں نے اسے قتل کیا کہ جو تیرے نبی و حبیب و رسول محمد (ص) سے سب

أَشْبَهَ النَّاسِ بِنَبِيِّكَ وَحَبِيبِكَ وَرَسُولِكَ مُحَمَّدٍ (ص) ﴿٧﴾ .

سے زیادہ شباہت رکھتا تھا[2]۔

---

[1]- مذکورہ جملہ امام کی جانب سے ایک فرضیہ ہے وگرنہ اللہ اور اس کے فرشتے یہاں تک کہ جنات بھی کربلاء میں امام حسین علیہ السلام کی نصرت و مدد کو تیار تھے۔

[2]- امام حسین علیہ السلام کے اس فقرے سے اندازہ ہوتا ہے کہ جناب علی اکبر کی طرح علی اصغر (یا عبد اللہ رضیع) بھی رسولؐ اللہ سے بہت زیادہ شباہت رکھتے تھے۔



شمارۂ دعاء: ۵۸۔ خدایا تو انہیں معاف نہ فرما[1] ۵ جملے

أَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنَّهُمْ دَعَوْنَا لِيَنْصُرُونَا فَخَذَلُونَا وَأَعَانُوا

خدایا بیشک تو جانتا ہے کہ ان لوگوں[2] نے ہمیں دعوت دی تاکہ ہماری نصرت و مدد کریں لیکن انہوں نے

عَلَيْنَا أَعْدَاءَنَا ﴿۱﴾ أَللّٰهُمَّ احْبِسْ عَنْهُمْ قِطْرَ السَّمَاءِ

ہمیں تنہا چھوڑ دیا اور ہمارے خلاف ہمارے دشمن کی نصرت کی، خدایا آسمان سے بارش کو ان پر روک دے

---

[1]- کتب مقتل میں مرقوم ہے کہ جب جناب قاسم بن حسن علیہ السلام پشت فرس سے زمین کربلا پر تشریف لائے، اور اپنے چچا کو مدد کے لئے یَا عَمَّاهُ اَدْرِكْنِیْ کہہ کر پکارا تو امام حسین علیہ السلام نے دشمن پر شدید حملہ کیا اور لشکر کو متفرق کرکے قاسم کے قریب پہنچے، امام علیہ السلام نے دیکھاکہ قاسم زخموں کی شدت سے زمین پر تڑپ رہے ہیں، جب تڑپتے تڑپتے قاسم چچا کی آنکھوں کے سامنے شہید ہوگئے تو امام حسین علیہ السلام نے مذکورہ بالا جملوں کے ذریعے قاسم کے قاتلوں کے لئے بد دعاء کی۔

امام حسین علیہ السلام کی اس بد دعاء کو مقتل الحسین لابی مخنف: ص ۱۲۵، ناسخ التواریخ (حیاۃ الحسین): ج ۲ ص ۳۲۸، مقتل الحسین للخوارزمی: ج ۲ ص ۲۸، بحار الانوار: ج ۴۵ ص ۳۶، مقتل الحسین للمقرم: ص ۲۶۵ میں ذکر کیا گیا ہے۔

[2]- ضمیر ہم کوفیوں کی طرف پلٹ رہی ہے۔

وَاحْرِمْهُمْ بَرَكَاتِكَ ﴿٢﴾ اَللّٰهُمَّ فَرِّقْهُمْ شِعَبًا وَاجْعَلْهُمْ

اور اپنی برکتوں کو ان پر حرام فرما، خدایا انہیں مختلف گروہوں میں متفرق فرما، اور انہیں

طَرَائِقَ قِدَدًا وَلَا تَرْضِ عَنْهُمْ أَبَدًا ﴿٣﴾ اَللّٰهُمَّ احْصِهِمْ

مختلف راہوں میں تقسیم کردے، اور کبھی ان سے راضی نہ ہو، خدایا ان کی تعداد کو کم فرما، اور ان کو

عَدَدًا وَاقْتُلْهُمْ بَدَدًا وَلَا تُغَادِرْ مِنْهُمْ أَحَدًا وَلَا تَغْفِرْ

پراکندہ فرما کر قتل کردے، اور ان میں سے کسی ایک کو بھی باقی نہ رکھ، اور انہیں کبھی معاف نہ فرما

لَهُمْ أَبَدًا ﴿٤﴾ اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ حَبَسْتَ عَنَّا النَّصْرَ فِي

خدایا اگر تو نے اس دنیا میں ہم سے نصرت و مدد کو روک دیا ہے تو اس نصرت کو

دَارِ الدُّنْيَا فَاجْعَلْ ذٰلِكَ لَنَا فِي الْآخِرَةِ وَانْتَقِمْ لَنَا

آخرت میں ہمارے لئے قرار دے، اور ہمارے لئے ظالمین سے

مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿٥﴾.

انتقام فرما[1]

[1]- امام حسین علیہ السلام کی مذکورہ بالا تمام دعائیں قبول ہوئیں، بعد از شہادت امام حسین لوگ قحط سالی میں مبتلاء ہوئے، دشمنان حسینؑ مختلف گروہوں میں تقسیم ہوئے، اور انہیں مختار بن ابوعبیدہ ثقفی نے چن چن کر قتل کیا، امام حسین علیہ السلام کی اس بد دعاء کا اثر سالہا سال دشمنان حسینؑ پر باقی رہا۔



شمارۂ دعاء: ۵۹۔ | خدایا اس قوم کو متفرق فرما[1] | ۹ جملے

أَللّٰهُمَّ اشْهَدْ عَلىٰ هٰؤُلاءِ الْقَوْمِ ﴿۱﴾ فَقَدْ بَرَزَ إِلَيْهِمْ

خدایا تو گواہ رہ اس قوم پر کہ اب ان کی جانب وہ جوان چلا ہے جو شکل و ہیکل میں

غُلامٌ أَشْبَهُ النّاسِ خَلْقاً وَخُلُقاً وَمَنْطِقاً بِرَسُولِكَ ﴿۲﴾ وَكُنّا

اخلاق و کردار میں، اور نطق و گفتار میں سب سے زیادہ تیرے رسولؐ سے مشابہ ہے

إِذَا اشْتَقْنا إِلىٰ نَبِيِّكَ نَظَرْنا إِلىٰ وَجْهِهِ ﴿۳﴾ أَللّٰهُمَّ امْنَعْهُمْ

اور جب بھی ہم رسولؐ کے دیدار کے مشتاق ہوتے تو اس کے چہرے کو دیکھ لیا کرتے، خدایا اس قوم کو زمین

---

[1] ۔ جب جناب علی اکبر امام حسین علیہ السلام سے رخصت ہو میدان جنگ کی طرف روانہ ہوئے تو امام حسین علیہ السلام نے آسمان کی جانب نگاہ کرتے ہوئے اس دعاء کی تلاوت فرمائی۔

اس دعاء کو مقتل الحسین للخوارزمی: ج ۲ ص ۳۰، الفتوح: ج ۵ ص ۲۰۷، اللھوف: ص ۴۷، بحار الانوار: ج ۴۵ ص ۴۲، سخنان امام حسین: ص ۳۹۷، مقتل الحسین للمقرم: ص ۲۵۷، نہج الشھادۃ: ص ۲۹۳، اعیان الشیعۃ: ج ۱ ص ۶۰۷، روضۃ الواعظین: ص ۱۸۸ میں ذکر کیا گیا ہے۔

بَرَکَاتِ ٱلْأَرْضِ ﴿٤﴾ وَفَرِّقْهُمْ تَفْرِيقًا ﴿٥﴾ وَمَزِّقْهُمْ تَمْزِيقًا

کی برکات سے محروم فرما، اور ان میں تفرقہ ڈال، اور ان کے درمیان تمام شہروں میں پراگندگی اور دراڑ پیدا

﴿٦﴾ وَٱجْعَلْهُمْ طَرَائِقَ قِدَدًا ﴿٧﴾ وَلَا تُرْضِ ٱلْوُلَاةَ عَنْهُمْ أَبَدًا

فرما، اور انہیں مختلف فرقوں میں تقسیم فرما، اور ان کے حکمرانوں کو کبھی ان سے راضی نہ فرما، چونکہ انہوں

﴿٨﴾ فَإِنَّهُمْ دَعَوْنَا لِيَنْصُرُونَا ثُمَّ عَدَوْا عَلَيْنَا يُقَاتِلُونَنَا ﴿٩﴾.

نے ہماری دعوت کی تاکہ ہماری مدد و نصرت کریں لیکن ہم پر ظلم کیا تاکہ ہمیں قتل کردیں۔



شمارۂ دعاء: ٦٠۔ خدایا ان پر ثقفی جوان کو مسلط فرما[1] ١٠ جملے

اَللّٰهُمَّ احْبِسْ عَنْهُمْ قَطْرَ السَّمَاءِ ﴿١﴾ وَابْعَثْ عَلَيْهِمْ

خدایا آسمانی بارش سے انہیں محروم فرما، اور انہیں ایسے (قحط کے) سالوں میں گرفتار فرما جیسے تو نے زمانۂ

---

[1]- غلام ثقفی سے مراد مختار بن ابو عبیدہ ثقفی ہیں کہ جنھوں نے سنہ ٦٦ھ میں کوفہ پر حکومت کی اور قاتلان امام حسین علیہ السلام سے بھرپور بدلہ لیا، جناب مختار نے ١٢ ربیع الاول سنہ ٦٦ میں قیام کیا اور ١٤ رمضان المبارک سنہ ٦٧ میں آپ کی شہادت واقع ہوئی قابل ذکر بات یہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے اس بد دعاء میں جناب مختار کو جوان ثقفی کہا ہے جبکہ جناب مختار قیام کے وقت جوان نہیں تھے، لہذا اگرچہ عربی زبان میں غلام کے معنی جوان کے ہیں لیکن غلام اس شخص کو بھی کہا جاتا ہے کہ جو شجاع و قدرت مند ہو اور اس مقام پر جوان ثقفی سے یہی معنی مراد ہیں۔

روز عاشور امام حسین علیہ نے مذکورہ بالا بد دعاء اس وقت کی کہ جب آپ یزیدی لشکر کو نصیحت فرما چکے تھے جس کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوا۔

اس بد دعاء کو اللھوف: ص ٤٢، بحار الانوار: ج ٤٥، ص ١٠، اَصدق الاخبار: ص ٥، کتاب الشہید مسلم بن عقیل: ص ٢٠٩ میں ذکر کیا گیا ہے۔

سِنِينَ كَسِنِيِّ يُوسُفَ ﴿٢﴾ وَسَلِّطْ عَلَيْهِمْ غُلَامَ ثَقِيفٍ

یوسف میں نازل کئے تھے[1]، اور ان پر جوان ثقیف (مختار) کو مسلط فرما، جو ان پر سخت ترین تکالیف کو وارد

يُسْقِيهِمْ كَأْسًا مُصَبَّرَةً ﴿٣﴾ وَلَا يَدَعُ فِيهِمْ أَحَدًا إِلَّا قَتَلَهُ

کرے، تاکہ وہ ان میں سے کسی ایک کو بھی باقی نہ چھوڑے مگر یہ کہ قتل کے بدلے قتل کرے[2]، اور

قَتْلَةً بِقَتْلَةٍ ﴿٤﴾ وَضَرْبَةً بِضَرْبَةٍ ﴿٥﴾ يَنْتَقِمُ لِي ﴿٦﴾

ضربت کے بدلے ضربت لگائے، تاکہ وہ اس طرح سے میرا، میرے دوستوں، میرے اہلبیتؑ اور میرے

وَلِأَوْلِيَائِي وَأَهْلِ بَيْتِي وَأَشْيَاعِي مِنْهُمْ ﴿٧﴾ فَإِنَّهُمْ غَرُّونَا

پیروکاروں کا ان سے انتقام لے[3]، چونکہ انہوں نے ہمیں دھوکا دیا اور ہمیں جھٹلایا اور ہماری نصرت ومدد

---

[1]- قحطی کے سات سال جناب یوسف کے دور میں آئے تھے امام حسین علیہ السلام نے اسی سات سالہ دور کا تذکرہ فرمایا ہے۔

[2]- جناب مختار ثقفی نے قاتلین امام حسین علیہ السلام میں سے تقریبا تمام لوگوں کو ان کے کیفر تک پہنچایا اور اس انتقام میں اٹھارہ ہزار سے زائد دشمنان اسلام کو جہنم واصل کیا۔

[3]- ضربت کے بدلے ضربت سے مراد تلوار، تیر، نیزہ، پتھر اور اسی قسم کے دیگر ہتھیار سے جس طرح امام حسین علیہ السلام کے اصحاب واہلبیتؑ پر ضربتیں لگائی گئیں اسی طرح ان کے قاتلین کو بھی سزا ملے، امام حسین علیہ السلام نے اپنے اس قول کے ذریعے قرآن مجید کی اس آیت کی طرف اشارہ فرمایا جس میں اللہ تعالیٰ قصاص کے متعلق فرماتا ہے: وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنفَ بِالْأَنفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ ۚ فَمَن تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهُ ۚ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ اور ہم نے توریت میں یہ بھی لکھ دیا ہے کہ جان کا بدلہ جان اور آنکھ کا بدلہ آنکھ اور ناک کا بدلہ ناک اور کان کا بدلہ کان اور دانت کا بدلہ دانت ہے اور زخموں کا بھی بدلہ لیا جائے گا اب اگر

وَكَذَّبُونَا وَخَذَلُونَا ﴿٨﴾ وَأَنْتَ رَبُّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا ﴿٩﴾

کرنے سے انکار کیا، جبکہ (اے اللہ) تو ہی ہمارا پالنے والا ہے لہذا ہم تجھ ہی پر توکل کرتے ہیں

وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ﴿١٠﴾ .

اور ہماری بازگشت تیری ہی جانب ہے[1]۔

کوئی شخص معاف کردے تو یہ اس کے گناہوں کا بھی کفارہ ہوجائے گا اور جو بھی خدا کے نازل کردہ حکم کے خلاف فیصلہ کرے گا وہ ظالموں میں سے شمار ہوگا (مائدہ، آیت ۴۵)۔

[1]- آیۂ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ کی طرف اشارہ ہے یعنی ہم اللہ کے لئے ہیں اور اللہ کی جانب ہی ہماری بازگشت ہے (بقرہ، آیت ۱۵۶)۔



شمارۂ دعاء: ٦١۔ منافق کے حق میں بد دعاء[1] ۷ جملے

أَللّٰهُمَّ الْعَنْ .... عَبْدَكَ أَلْفَ لَعْنَةٍ مُؤْتَلِفَةٍ غَيْرَ مُخْتَلِفَةٍ

خدایا اپنے (فلاں) بندے پر ہزار لعنت بھیج جو کہ پے در پے اور بغیر فاصلے کے ہو

(١) أَللّٰهُمَّ أَخْزِ عَبْدَكَ فِي عِبَادِكَ وَبِلَادِكَ (٢) أَللّٰهُمَّ

خدایا تیرے (اس) بندے کو تیرے بندوں اور شہروں میں ذلیل فرما، خدایا اسے جہنم کی آگ میں داخل فرما

---

[1]- منافق وہ ہے کہ جس کا ظاہر اس کے باطن کے برخلاف ہو اور جو شخص اسلام کا اظہار کرے لیکن دلی طور پر کافر ہو اسے منافق کہتے ہیں۔

ایک روز اہلبیتؑ سے نفاق رکھنے والا شخص (جس کے نام کا تاریخ میں تذکرہ نہیں ملتا) فوت ہوا، اسی دن جب امام حسین علیہ السلام اپنے گھر سے باہر تشریف لائے تو آپ نے اپنے چاہنے والے کو تیزی کے ساتھ جاتے دیکھا تو فرمایا: تمہارا اس تیزی کے ساتھ چلنے کا سبب کیا ہے تو اس نے کہا: میں فلاں منافق کی نماز جنازہ سے پرہیز کرنا چاہتا ہوں اسی لئے اس کے جنازہ سے فرار کر رہا ہوں، امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ فرار کی کوئی ضرورت نہیں، تم نماز میں میرے پاس کھڑے ہو جاؤ اور جو میں کہوں اسے دہراؤ، امام حسین علیہ السلام نے نماز جنازہ کی چوتھی تکبیر کے بعد مذکورہ بالا بد دعاء کی تلاوت کی۔

اس بد دعاء کو قرب الاسناد: ص ۵۹، من لایحضرہ الفقیہ: ج ۱ ص ۱۰۵، الکافی: ج ۳ ص ۱۸۸ ۔ ۱۸۹، تہذیب الاحکام: ج ۳ ص ۱۹۷، وسائل الشیعۃ: ج ۳ ص ۷۰، بحار الانوار: ج ۴۴ ص ۲۰۲، المحجۃ البیضاء: ج ۲ ص ۵۱ میں ذکر کیا گیا ہے۔

أَصْلِهِ حَرَّ نَارِكَ ﴿٣﴾ أَللَّهُمَّ أَذِقْهُ أَشَدَّ عَذَابِكَ ﴿٤﴾

تاکہ وہ اس کی حرارت کا مزہ چکھے، خدایا اسے اپنا شدید عذاب چکھا

فَإِنَّهُ كَانَ يَتَوَلَّى أَعْدَاءَكَ ﴿٥﴾ وَيُعَادِي أَوْلِيَائَكَ

چونکہ وہ تیرے دشمنوں کو دوست اور تیرے اولیاء کو دشمن رکھتا تھا[1]

﴿٦﴾ وَيُبْغِضُ أَهْلَ بَيْتِ نَبِيِّكَ ﴿٧﴾ .

اور اسے تیرے نبیؐ کی اہلبیتؑ سے کینہ و بغض تھا۔

---

[1]- شریعت اسلام میں تولیٰ وتبریٰ ایک اہم عبادی رکن ہے یعنی اللہ کے دوستوں سے دوستی اور اس کے دشمنوں سے دشمنی رکھنا ہر مسلمان فرد پر واجب ہے، لیکن منافقین وہ ہوتے ہیں کہ جو اللہ کے دوستوں سے دشمنی اور اس کے دشمنوں سے دوستی رکھتے ہیں۔



شمارۂ دعاء: ٦٢۔ اللہ اس قوم کو قتل کرے جس نے تجھے قتل کیا[1] ۴ جملے

يَا بُنَيَّ قَتَلَ اللّٰهُ قَوماً قَتَلُوكَ ﴿١﴾ وَمَا أَشَدَّ جُرأَتَهُم

اے میرے فرزند اللہ اس قوم کو قتل کرے جس نے تجھے قتل کیا، کس قدر اللہ اور رسولؐ اللہ کی حرمت کو

عَلَى اللّٰهِ وَعَلَى انتِهَاكِ حُرمَةِ الرَّسُولِ ﴿٢﴾ يَعِزُّ عَلَى

پامال کرنے پر ان کی جرأت بڑھ گئی ہے، آپ کے جدّ اور آپ کے باباؑ پر یہ مرحلہ بہت سخت ہے کہ آپ

---

[1] - جس وقت جناب علیؑ اکبر گھوڑے سے زمین کربلا پر تشریف لائے اور فرمایا: عَلَيْكَ مِنِّي السَّلَامُ يَا اَبَا عَبْدِ اللهِ اے ابو عبد اللہ آپ پر میرا سلام ہو تو امام حسین علیہ السلام نے فرزند کی آواز سن کر فورا علی اکبر کے لاشے پر ہائے میرے فرزند ہائے میرے فرزند کہتے ہوئے تشریف لائے اور اکبر کے سر کو زانو پر رکھ کر چہرے سے خاک و خون کو صاف فرمایا اور بڑے ہی پر درد لہجے میں مذکورہ بالا جملوں کے ذریعے آپ کے قاتلین کے لئے بد دعاء کی۔

اس بد دعاء کو وقعۃ الطف: ص ۲۴۳، مثیر الاحزان: ص ۶۹، اللھوف: ص ۴۸، ینابیع المودۃ: ج ۲ ص ۱۷۱، بحار الانوار: ج ۴۵ ص ۴۵، عوالم العلوم (حیاۃ الحسینؑ): ص ۲۸۵، ناسخ التواریخ: ج ۲ ص ۳۵۳ اور ۳۵۵، مقتل الحسین للمقرم: ص ۲۶۰ میں ذکر کیا گیا ہے۔

جَدِّكَ وَأَبِيكَ أَنْ تَدْعُوهُمْ فَلَا يُجِيبُوكَ ﴿٣﴾ وَتَسْتَغِيثُ

انہیں پکارتے رہے لیکن وہ آپ کو جواب نہ دے سکے، اور آپ ان سے مدد طلب کرتے رہے لیکن وہ

بِهِمْ فَلَا يُغِيثُوكَ ﴿٤﴾ .

آپ کی مدد نہ کر سکے۔



شمارۂ دعاء: ٦٣۔ خدایا بارش کو روک دے[1] ٦ جملے

أَللّٰهُمَّ أَمْسِكْ عَلَيْهِمْ قَطْرَ السَّمَاءِ ﴿١﴾ وَامْنَعْهُمْ بَرَكَاتِ

خدایا آسمان سے بارش کے قطرات کو ان پر بند کردے، اور انہیں زمین کی برکتوں سے محروم فرما

الْأَرْضِ ﴿٢﴾ أَللّٰهُمَّ فَإِنْ مَتَّعْتَهُمْ إِلَىٰ حِينٍ فَفَرِّقْهُمْ فِرَقًا ﴿٣﴾

خدایا اگر تو انہیں مدت مقررہ کے لئے زندہ رکھنا چاہتا ہو تو انہیں مختلف فرقوں میں بانٹ دے

وَاجْعَلْهُمْ طَرَائِقَ قِدَدًا ﴿٤﴾ وَلَا تُرْضِ الْوُلَاةَ عَنْهُمْ

اور انہیں مختلف راہوں میں تقسیم کردے، اور ہمیشہ حکمرانوں کو ان سے راضی نہ رکھ

---

[1]- روز عاشور جب عبد اللہ بن حسنؑ نے امام حسین علیہ السلام کو شہید ہوتے دیکھا تو آپؑ کو دشمن سے بچانے کے لئے خیمے سے نکل پڑے، جیسے ہی امامؑ کے قریب ہوئے اور قاتل نے امام علیہ السلام پر ضربت لگانی چاہی تو آپ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیا جس کی وجہ سے آپ کا ہاتھ قطع ہو کر جلد پر لٹکنے لگا، امام حسین علیہ السلام نے بھتیجے کی اس مصیبت کو دیکھ کر اسے اپنے گلے سے لگایا یہاں تک کے عبد اللہ بن حسنؑ شہید ہوئے اور امام علیہ السلام نے آپ کے قاتل کے لئے مذکورہ بالا بد دعاء کی۔

اس بد دعاء کو الارشاد: ج ۲ ص ۱۱۰، مثیر الاحزان: ص ۷۴، اِبصار العین: ص ۳۸، مقتل الحسین للمقرم: ص ۲۸۰، معالی السبطین: ج ۱ ص ۴۶۴ میں ذکر کیا گیا ہے۔

أَبَدًا ﴿٥﴾ فَإِنَّهُمْ دَعَوْنَا لِيَنْصُرُونَا ثُمَّ عَدَوْا عَلَيْنَا يُقَاتِلُونَا ﴿٦﴾ .

چونکہ انہوں نے ہمیں بلایا تاکہ ہماری نصرت کریں لیکن انہوں نے ہم پر ظلم کیا تاکہ ہمیں قتل کریں۔



شمارۂ دعاء: ۶۴۔ — عترت رسولؐ کا حق(1) — ۵ جملے

أَللّٰهُمَّ إِنَّا عِتْرَةُ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ قَدْ أُزْعِجْنَا ﴿١﴾ وَطُرِدْنَا وَأُخْرِجْنَا

خدایا ہم تیرے نبیؐ محمدؐ کی آل اور خاندان ہیں(2) کہ ہمیں اذیت وآزار پہنچائی گئی، اور ہمیں ہمارے جدؐ کے حرم

عَنْ حَرَمِ جَدِّنَا ﴿٢﴾ وَتَعَدَّتْ بَنُو أُمَيَّةَ عَلَيْنَا ﴿٣﴾ أَللّٰهُمَّ

سے ممنوع قرار دے کر نکالا گیا ہے، اور بنی امیہ نے ہم پر ظلم کیا ہے، خدایا تو ہمارے حق کو ان سے حاصل

فَخُذْ لَنَا بِحَقِّنَا ﴿٤﴾ وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٥﴾.

فرما اور ظالموں کی قوم پر ہمیں نصرت و مدد عطا فرما۔

1- جب امام حسین علیہ السلام سرزمین کربلاء کے قریب پہنچے تو آپؑ نے اپنے تمام اہلبیتؑ کو جمع کیا اور انہیں دیکھ کر گریہ فرمایا اور مذکورہ بالا جملوں کے ذریعے بنی امیہ کے لئے بد دعاء کی۔

اس بد دعاء کو بحار الانوار: ج ۴۴ ص ۳۸۳، نہج الشہادۃ لفرزانہ: ۴۱۹، مقتل الحسین للخوارزمی: ج ۱ ص ۲۳۷، ناسخ التواریخ: ج ۲ ص ۱۷۶، قادتنا: ج ۶ ص ۱۰۰، مقتل الحسین للمقرم: ص ۱۹۳، الفتوح: ص ۱۴۸ میں ذکر کیا گیا ہے۔

2- عترتؑ سے مراد اہلبیت رسولؐ یعنی علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ ہیں۔



شمارۂ دعاء: ٦٥۔ خدا تیرے لئے مبارک نہ کرے[1] ٥ جملے

قَطَعَ اللَّهُ رَحِمَكَ ﴿١﴾ وَلَا بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِي أَمْرِكَ ﴿٢﴾

خدا تیری نسل کو منقطع کرے[2]، اور تیرے کام میں تجھے برکت عطا نہ کرے

وَسَلَّطَ عَلَيْكَ مَنْ يَذْبَحُكَ بَعْدِي عَلَى فِرَاشِكَ

اور میرے بعد تجھ پر ایسے شخص کو مسلط فرمائے جو تجھے تیرے بستر میں قتل کر دے[3]

---

[1]- جب جناب علی اکبر جنگ کے لئے مقتل کی طرف روانہ ہوئے تو امام حسین علیہ السلام نے عمر سعد کو مخاطب کر کے مذکورہ بالا جملوں کے ذریعے بد دعاء کی۔

اس بد دعاء کو الفتوح: ج ۵ ص ۲۰۸، مقتل الحسین للخوارزمی: ج ۲ ص ۳۰، تسلیۃ المجالس: ج ۲ ص ۳۱۱، بحار الانوار: ج ۴۵ ص ۴۳، عوالم العلوم (حیاۃ الحسین): ص ۲۸۵، ناسخ التواریخ: ج ۲ ص ۳۵۱، مقتل الحسین للمقرم: ص ۲۵۷، سخنان امام حسینؑ: ص ۳۹۷، نہج الشھادۃ: ص ۲۹۳، ائمتنا: ج ۱ ص ۲۱۶، مثیر الاحزان: ص ٦٨ میں ذکر کیا گیا ہے۔

[2]- امام حسین علیہ السلام کی یہ دعاء پوری ہوئی اور عمر سعد اور اس کے فرزند حفص کے مختار کے ہاتھوں قتل ہونے کے بعد اس کا پوتا ابوبکر بھی وفات پا گیا جس سے عمر سعد کی نسل منقرض ہوگئی۔

[3]- امام حسین علیہ السلام کے ارشاد کے عین مطابق عمر سعد مختار کے سپاہی کے ہاتھوں اپنے ہی گھر میں مارا گیا، عمر سعد کے قتل ہونے کی تفاصیل کے لئے ارباب علم مختار نامہ کی طرف رجوع کریں۔

﴿۳﴾ كَمَا قَطَعْتَ رَحِمِي ﴿٤﴾ وَلَمْ تَحْفَظْ قَرَابَتِي مِنْ

چونکہ تو نے میری نسل کو قتل کیا[1] اور میری رسولؐ اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے نسبت کا

رَسُولِ اللَّهِ ﴿٥﴾

پاس ولحاظ نہ کیا۔

[1]- قطع رحم ونسل کشی سے امام حسین علیہ السلام کی مراد جناب علی اکبر کا شہید ہونا ہے۔



شمارۂ دعاء: ٦٦۔ خدایا تو مجھ پر وارد ہونے والے ظلم و ستم کو دیکھ رہا ہے[1] ٥ جملے

أَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَرَىٰ مَا أَنَا فِيهِ مِنْ عِبَادِكَ هٰؤُلَاءِ الْعُصَاةِ الْعُتَاةِ ﴿١﴾ أَللّٰهُمَّ أَحْصِهِمْ عَدَدًا ﴿٢﴾ وَاقْتُلْهُمْ بَدَدًا ﴿٣﴾ وَلَا تَذَرْ عَلَىٰ وَجْهِ الْأَرْضِ مِنْهُمْ أَحَدًا ﴿٤﴾

خدایا بیشک جو مجھ پر تیرے ان گناہکار اور متکبر و طغیانگر بندوں سے مصیبتیں وارد ہورہی ہیں تو انہیں دیکھ رہا ہے، خدایا ان کی تعداد کو کم فرما، اور انہیں پراکندگی کے ساتھ قتل فرما اور ان میں سے روئے زمین پر کسی ایک کو بھی زندہ باقی نہ رہنے دے

[1]- جس وقت امام حسین علیہ السلام کی پیشانی مبارک پر تیر پیوست ہوا، اور آپؑ نے اسے نکال پھینکا جس کے نتیجے میں پیشانی سے خون جاری ہوا تو آپؑ نے مذکورہ بالا جملوں کے ذریعے دشمنوں کے لئے بد دعاء کی۔

اس بد دعاء کو بحار الانوار: ج ۴۵، ص ۵۲، عوالم العلوم (حیاۃ الحسینؑ): ص ۲۹۴، مقتل الحسین للخوارزمی: ج ۲ ص ۳۴، اسرار الشہادۃ: ج ۳ ص ۱۹، ناسخ التواریخ: ج ۲ ص ۳۸۳، معالی السبطین: ج ۲ ص ۱۴ میں ذکر کیا گیا ہے۔

وَلَا تَغْفِرْ لَهُمْ أَبَدًا ۞ .

اور کبھی ان کی مغفرت نہ فرما۔



شمارۂ دعاء: ٦٧۔ فریادی و مستغیث کی اپنے رب سے مناجات[1] ۲ جملے

---

[1]- جب عصر عاشور امام حسین علیہ السلام نے اپنے دائیں اور بائیں جانب دیکھا اور کوئی یار و مددگار نظر نہیں آیا تو آپؑ نے مذکورہ بالا جملوں کے ذریعے اللہ سے مناجات کی، جس کے فوری بعد ایک تیر آپؑ کے گلے میں پیوست ہوا جس کے نتیجے میں امام حسین علیہ السلام پشت فرس سے زمین کربلاء پر تشریف لائے، امامؑ نے تیر کو نکالا جس سے خون جاری ہوا، امام علیہ السلام نے اس خون کو چلو میں لے کر سر اور داڑھی پر ملتے ہوئے فرمایا: میں خون میں غلطاں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوؤں گا، یہ کہہ کر امام حسین علیہ السلام بائیں رخسار کے بل زمین کربلا پر گر پڑے۔

اس مناجات شاکی (شکایت کرنے والے کی مناجات) میں قابل ذکر بات یہ ہے اللہ سے ظالموں کی شکایت کرنا بذات خود ایک ممدوح عمل ہے چونکہ اس قسم کی شکایت میں بندہ اپنے رب کے سامنے اس کی قدرت و توانائی کا اقرار کرتا ہے اور اپنے تمام امور کو اسی کے سپرد کرتا ہے اسی لئے جناب یعقوب نے فرمایا: قَالَ إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللَّهِ وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ (جناب یعقوبؑ نے) کہا کہ میں اپنے رنج و غم کی شکایت بس اللہ ہی سے کر رہا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے (یوسف، آیت ٨٦)۔

اسی لئے امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: اِذَا ضَاقَ الْمُسْلِمُ فَلَا يَشْكُوَنَّ رَبَّهُ وَ لْيَشْكُ اِلىٰ رَبِّهِ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْأُمُوْرُ وَ تَدْبِيْرُ هَا جب کوئی مومن مشکل میں گرفتار ہو جائے تو اپنے پروردگار کی شکایت نہ کرے بلکہ اپنے رب کی بارگاہ میں شکایت لے جائے، وہ رب کہ جس کے قبضۂ قدرت میں تمام امور اور ان کی تدبیر پائی جاتی ہے۔

اس مناجات کو نفس المہموم: ص ۳۲۹ کے حاشیہ اور امالی صدوق: ص ۱۳۸ میں ذکر کیا گیا ہے۔

إِلَٰهِي أَنْتَ تَعْلَمُ أَنَّهُمْ يَقْتُلُونَ رَجُلًا لَيْسَ عَلَىٰ وَجْهِ

خدایا بیشک تو جانتا ہے کہ یہ لوگ اس شخص کو قتل کر رہے ہیں کہ جس کے علاوہ

ٱلْأَرْضِ إِبْنُ بِنْتِ نَبِيٍّ غَيْرِي ﴿١﴾ أَللَّهُمَّ إِنَّكَ

روئے زمین پر تیرے نبیؐ کی دختر کا فرزند کوئی نہیں [1]، خدایا بیشک تو دیکھ رہا ہے

تَرَىٰ مَا يُصْنَعُ بِوَلَدِ نَبِيِّكَ وَحَالَ بَنُو كِلَابٍ

کہ تیرے نبیؐ کے فرزند کے ساتھ کیسے ظلم کیا جا رہا ہے، اور کس طرح بنی کلاب [2] اس کے اور پانی

بَيْنَهُ وَبَيْنَ ٱلْمَاءِ ﴿٢﴾ .

کے درمیان حائل ہو چکے ہیں۔

---

[1] - جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے تین فرزند (حسنؑ و حسینؑ و محسنؑ) تھے جن میں سے امام حسنؑ شہید اور محسنؑ سقط ہو چکے تھے اور اب صرف امام حسین علیہ السلام کے علاوہ روئے زمین پر فرزندان فاطمہؑ میں کوئی اور باقی نہیں رہ گیا تھا، امام عالی مقام اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرما رہے تھے کہ باجود اس کے کہ میں ہی نواسۂ رسولؐ اور فرزند بتولؑ ہوں مجھے قتل کیا جا رہا ہے۔

[2] - قابل غور بات یہ ہے کہ عرب میں بنی کلب نامی بہت سارے قبیلے تھے کہ جنھوں نے کربلا میں امام حسین علیہ السلام کے مقابل صف آرائی کی شاید بنی کلاب سے مراد قبیلہ بنی کلب ہو کہ جسے امام نے مفرد (کلب) کی بجائے جمع یعنی کلاب کی صورت میں استعمال فرمایا ہے یا یہ بھی ممکن ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے اپنے دشمنوں کو کتوں کی اولاد سے تشبیہ فرمایا ہو۔



شمارۂ دعاء: ٦٨۔ جو ہم پر ظلم کرے اسے ہلاک فرما[1] ٣ جملے

أَللّٰهُمَّ إِنَّا أَهْلُ بَيْتِ نَبِيِّكَ وَذُرِّيَّتُهُ وَقَرَابَتُهُ ﴿١﴾ فَاقْصِمْ

خدایا بیشک ہم تیرے نبیؐ کے اہلبیتؑ اور اس کی ذریت و قرابت دار ہیں، پس جو بھی ہم پر ظلم کرے اور

مَنْ ظَلَمَنَا وَغَصَبَنَا حَقَّنَا ﴿٢﴾ إِنَّكَ سَمِيعٌ قَرِيبٌ ﴿٣﴾.

ہمارے حق کو غصب کرے تو اسے ہلاک فرما، بیشک تو سننے والا اور (اپنے بندوں سے) قریب ہے[2]

---

[1]- امام حسین علیہ السلام نے روز عاشور ظالموں کے لئے مذکورہ بالا جملوں کے ذریعے بد دعاء کی جسے کتاب الفتوح: ج ۵ ص ۱۰۸ میں ذکر کیا گیا ہے۔

[2]- اللہ اپنے بندوں سے قریب ہے اور ان کی دعاؤں کا سننے والا ہے اسی لئے قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: إِنَّ رَبِّي لَسَمِيعُ الدُّعَاءِ بے شک میرا پروردگار دعاء کا بڑا سننے والا ہے (ابراہیم، آیت ۳۹)، إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ بے شک وہ بڑا سننے والا بالکل قریب ہے (سبأ، آیت ۵۰)۔



شمارۂ دعاء: ٦٩۔ فریب و دھوکہ[1] ۴ جملے

أَللّٰهُمَّ إِنَّ أَهْلَ الْعِرَاقِ غَرُّونِي وَخَدَعُونِي ﴿١﴾ وَصَنَعُوا

خدایا بیشک اہل عراق نے میرے ساتھ فریب اور دھوکہ کیا ہے[2]، اور انہوں نے میرے بھائی

بِأَخِي مَا صَنَعُوا ﴿٢﴾ أَللّٰهُمَّ شَتِّتْ عَلَيْهِمْ أَمْرَهُمْ

پر وہ ظلم کیا جو انہیں کرنا تھا، خدایا ان کے امور کو متفرق فرما

﴿٣﴾ وَأَحْصِهِمْ عَدَدًا ﴿٤﴾ .

اور ان کی تعداد کو کم فرما۔

---

[1]- شہادتِ جناب عباسؑ کے بعد امام حسین علیہ السلام نے یہ بد دعاء کی، جسے کتاب سیر اعلام النبلاء: ج ۳ ص ۳۰۲ میں ذکر کیا گیا ہے۔

[2]- دھوکہ اور فریب کو عربی میں غرور کہتے ہیں، اور باطن کے خلاف اظہار کو خداع کہتے ہیں۔



شمارۂ دعاء: ۷۰۔ حسینؑ کا شکوہ وعدل خواھی(1) ۲ جملے

---

[1]- روز عاشورا قبیلۂ بنو ابان بن دارم سے ایک شخص نے تیر چلایا جو امام حسین علیہ السلام کی ٹھوڑی میں پیوست ہوا، جب امام علیہ السلام نے اس تیر کو نکالا اور خون جاری ہوا تو آپ نے اسے چلو میں لے کر آسمان کی طرف اچھال دیا، اور مذکورہ بالا جملوں کے ذریعے بد دعاء کی۔

امام حسین علیہ السلام نے کربلاء میں کئی مرتبہ اپنا اور اپنے فرزند علیؑ اصغر کا خون آسمان کی طرف اچھالا جس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ جو خون کربلاء میں بہائے گئے وہ اللہ کی نگاہ میں محترم تھے جسے امام حسین علیہ السلام آسمان کی طرف اچھال کر اللہ کی بارگاہ میں پیش کرنا چاہتے تھے، اسی لئے روایات میں وارد ہوا ہے کہ جو خون امام علیہ السلام نے آسمان کی جانب اچھالا اس کا ایک قطرہ بھی زمین کی طرف نہ لوٹا۔

اس مقام پر قابل ذکر بات یہ ہے کہ گرچہ شکوہ کے ظاہری معنی شکایت کرنے کے ہیں لیکن اس سے مراد اللہ سے انصاف طلب کرنا ہے چونکہ شکوہ کے معنی دادخواھی اور انصاف طلبی کے بھی ہیں، لہذا اللہ کے سامنے ظالمین کی شکایت کرنا ایک ایسا ممدوح عمل ہے کہ جس میں کسی قسم کی قباحت نہیں پائی جاتی، چونکہ اس قسم کی شکایت میں بندہ اپنے رب کے سامنے اس کی قدرت و توانائی کا اقرار کرتا ہے اور اپنے تمام امور کو اسی کے سپرد کرتا ہے اسی لئے جناب یعقوبؑ نے فرمایا: قَالَ إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللَّهِ وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ (جناب یعقوبؑ نے) کہا کہ میں اپنے رنج و غم کی شکایت بس اللہ ہی سے کر رہا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے (یوسف، آیت ۸۶)۔

اسی لئے امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: اِذَا ضَاقَ الْمُسْلِمُ فَلَا يَشْكُوَنَّ رَبَّهُ وَ لْيَشْكُ اِلىٰ رَبِّهِ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْأُمُوْرُ وَ تَدْبِيْرُهَا جب کوئی مومن مشکل میں گرفتار ہو جائے تو اپنے پروردگار کی شکایت نہ کرے بلکہ اپنے رب کی بارگاہ میں شکایت لے جائے، وہ رب کہ جس کے قبضۂ قدرت میں تمام امور اور ان کی تدبیر پائی جاتی ہے۔

أَللّٰهُمَّ إِنِّي أَشْكُو إِلَيْكَ مَا يُفْعَلُ بِابْنِ بِنْتِ نَبِيِّكَ ﴿١﴾

خدایا جو کچھ تیرے نبیؐ کی دختر کے فرزند کے ساتھ (ظلم وستم) کیا گیا بیشک میں تیری بارگاہ میں اس کی

أَللّٰهُمَّ أَحْصِهِمْ عَدَدًا وَاقْتُلْهُمْ بَدَدًا ، وَلَا

شکایت کرتا ہوں[1]، خدایا ان کی تعداد کو کم فرما، اور انہیں پراکندگی کے ساتھ قتل فرما، اور ان میں سے

تُبْقِ مِنْهُمْ أَحَدًا ﴿٢﴾ .

کسی ایک کو بھی باقی نہ رکھ۔

1- اس شکوہ کو مقتل الحسین لبحر العلوم ص ۴۴۱ میں ذکر کیا گیا ہے۔



شمارۂ دعاء: ۷۱۔ مالک بن حوزۃ کو آگ کی جانب کھینچ لے جا[1] ۲ جملے

أَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ كَاذِبًا حُزْهُ إِلَى النَّارِ ۝١ وَأَذِقْهُ

خدایا اگر تیرا بندہ جھوٹا ہو تو تو اسے آگ کی جانب کھینچ لیجا، اور اسے دنیا میں اس آگ کا مزہ چکھا

---

[1]- روز عاشور امام حسین علیہ السلام نے خیمے کے پیچھے خندق کھدواکر اس میں آگ روشن کروائی تاکہ دشمن پشت سے حملہ نہ کر سکیں اور اہلبیتؑ حرم محفوظ رہیں جب آگ کے شعلے بلند ہوئے تو عمر سعد کے لشکر سے مالک بن حوزہ نامی شخص خندق سے قریب ہوا اور اس نے جسارت کے ساتھ کہا: اے حسینؑ آپ کو آخرت سے پہلے دنیا کی آگ نے اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے، یہ سن کر امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اے دشمنِ خدا تو نے جھوٹ کہا ہے، میں اپنے رب رحیم و شفیع، اور اطاعت شدہ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو رہا ہوں جبکہ یہ نانا رسولؐ اللہ ہیں جو مجھے لینے کے لئے تشریف لائے ہیں، پھر امام علیہ السلام نے پوچھا یہ شخص کون ہے؟ تو کسی نے کہا یہ مالک بن حوزہ ہے، پس آپؑ نے مذکورہ بالا جملوں کے ذریعے بد دعاء کی، جس کے فوری بعد مالک کا گھوڑا اس طرح بے قابو ہوا کہ وہ خندق میں گر پڑا اور آخرت کی آگ سے پہلے دنیا کی آگ میں جل کر واصل جہنم ہوا، امام حسین علیہ السلام نے دعاء کے قبول ہوتے ہی سجدۂ شکر ادا کیا۔

اس بد دعاء کو الفتوح: ج ۵ ص ۱۷۴، مناقب آل ابی طالب: ج ۴ ص ۵۶، الارشاد: ص ۲۳۶، بحار الانوار: ج ۴۴ ص ۱۸۷ میں ذکر کیا گیا ہے۔

حَرَّهَا فِي الدُّنْيَا قَبْلَ مَصِيرِهِ إِلَى الْآخِرَةِ ﴿٢﴾.

اِس سے پہلے کہ وہ آخرت کی جانب روانہ ہو[1]۔

[1]- یعنی مرنے سے پہلے اور جہنم کی آگ میں وارد ہونے سے پہلے اسے دنیوی آگ میں جلا دے۔



شمارۂ دعاء: ۷۲۔ طاغوت کی موت[1] ۴ جملے

لَا أَرْقَأَ اللّٰهُ دَمْعَتَهُ ۝١ وَلَا فَرَّجَ هَمَّهُ ۝٢ وَلَا

خدا اس کے آنسو کو خشک و منقطع نہ فرمائے[2]، اور اس کے رنج و حزن کو برطرف نہ کرے، اور نہ ہی اس

كَشَفَ غَمَّهُ ۝٣ وَلَا سَلّٰى حُزْنَهُ ۝٤ .

کے غم کو زائل کرے، اور اسے اس کے حزن سے نجات دلا کر تسلی نہ دے۔

[1]- جب معاویہ بن ابو سفیان کو موت آئی اور یہ خبر مدینے پہنچی تو کسی نے امام حسین علیہ السلام سے فرمایا کہ فلاں شخص معاویہ پر رو رہا ہے، یہ سن کر امام حسین علیہ السلام نے مذکورہ بالا جملوں کے ذریعے اس کے لئے بد دعاء کی کہ جسے کتاب شرح الاخبار فی فضائل الائمۃ الاطہار: ج ۳ ص ۱۰۳ میں ذکر کیا گیا ہے۔

[2]- یعنی وہ ہمیشہ روتا رہے۔



شمارۂ دعاء: ۷۳۔ | خدایا اسے آزاد فرما[1] | ۳ جملے

أَللّٰهُمَّ أَطْلِقْهُ ﴿۱﴾ وَاجْعَلْ لَهُ فِي هٰذَا عِبْرَةً ﴿۲﴾

خدایا اسے آزاد فرما، اور اس میں اس کے لئے عبرت قرار دے

وَاجْعَلْ ذٰلِكَ عَلَيْهِ حُجَّةً ﴿۳﴾.

اور اس واقعے کو اس کے لئے حجت و دلیل قرار دے[2]۔

---

[1]- سقیفہ کے بعد کسی شخص کی ملاقات حسنین علیہما السلام سے ہوئی جو آپؑ دونوں کو اذیت و آزار پہنچانا چاہتا تھا لیکن اسی وقت اس کے ہاتھوں پر مصیبت وارد ہوئی (گویا اس کے ہاتھ شل ہوگئے)، یہ دیکھ کر اس نے حسنین علیہما السلام سے پوزش و معافی طلب کی، جس پر امام حسین علیہ السلام نے اس کے حق میں دعاء فرمائی۔

اس دعاء کو الخرائج والجرائح: ص ۸۴۶، اثبات الھداۃ: ج ۵ ص ۱۵۲، بحار الانوار: ج ۴۳ ص ۲۷۳، مدینۃ المعاجز: ج ۳ ص ۵۱۰ میں ذکر کیا گیا ہے۔

[2]- یعنی اس پر اس قسم کی مصیبت کے وارد ہونے اور اسے شفاء عطا کئے جانے سے ہماری حقانیت ثابت ہو جائے۔



شمارۂ دعاء: ۴/۷۔ یہ قوم اللہ کی رحمت سے دور ہو [1] ۲ جملے

بُعْدًا لِقَوْمٍ قَتَلُوكَ ﴿١﴾ وَمَنْ خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

خدا اس قوم کو اپنی رحمت سے دور رکھے جس نے تجھے قتل کیا، اور (تو وہ ہے کہ) قیامت کے دن تیرے

فِيكَ جَدُّكَ وَأَبُوكَ ﴿٢﴾ .

جدؐ اور باباؑ ان سے تیرے خون کا مطالبہ و محاکمہ کرنے والے ہیں [2]۔

---

[1] - جب عبد اللہ بن حسن پشت فرس سے زمین پر تشریف لائے اور امام حسین علیہ السلام کو آواز دی تو امام نے شیر کی مانند دشمن پر حملہ کیا اور آپ کے قاتل عمر بن سعید پر ایسی ضربت لگائی کہ اس کا ہاتھ قطع ہوا اور وہ موت کے گھاٹ اترا، اور جب غبار جنگ تھما تو امام علیہ السلام نے اپنے بھتیجے کو زمین پر ایڑیاں رگڑتا ہوا پایا، اس وقت مظلوم امامؑ نے مذکورہ جملوں کے ذریعے دشمن کے لئے بد دعاء کی، قابل ذکر بات یہ ہے کہ کتاب الکامل فی التاریخ: ص ۳ ج ۲۹۳ میں یہ واقعہ جناب قاسم بن حسنؑ کے متعلق ذکر کیا گیا ہے (واللہ العالم)۔

اس بد دعاء کو اعلام الوری: ج ۱ ص ۴۶۵، اللھوف: ص ۴۸، الکامل فی التاریخ: ج ۳ ص ۲۹۳ میں ذکر کیا گیا ہے۔

[2] - عربی میں مدعی، دشمنی اور مخاصمت کرنے والے کو خصم کہتے ہیں۔



شمارۂ دعاء: ۵۔۷۵۔ تمہارے جدّ ان کے دشمن ہوں[1] ۱ جملہ

وَيْلٌ لِهَؤُلَاءِ الْقَوْمِ إِذَا كَانَ جَدُّكَ مُحَمَّدٌ خَصْمَهُمْ

اس قوم کے لئے ہلاکت ہو، جبکہ قیامت کے دن تیرے جدّ ان سے تیرے خون کا مطالبہ و محاکمہ

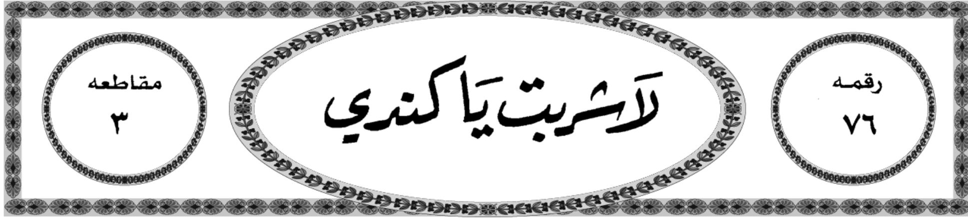
يَوْمَ الْقِيَامَةِ ﴿۱﴾ ۔

کرنے والے ہیں۔

1- جب جناب زینب نے امام حسین علیہ السلام سے طفل (رضیع) کو پانی پلا لانے کی خواہش کی اور امام حسین علیہ السلام اپنے ننھے فرزند کو مقتل کی جانب لے چلے تو جاتے جاتے آپؑ نے ان جملوں کے ذریعے دشمن کے لئے بد دعاء کی۔

عربی میں دودھ پیتے بچے کو طفل رضیع کہتے ہیں، کربلاء میں امام حسین علیہ السلام کے دو دودھ پیتے فرزند تھے جن کو تاریخ میں عبد اللہ رضیع اور علی اصغر کے نام سے یاد کیا گیا ہے، اور اس مقام پر طفل رضیع سے مراد جناب علی اصغر ہیں۔

اس بد دعاء کو مقتل الحسین للخوارزمی: ج ۲ ص ۳۲، تسلیۃ المجالس: ج ۲ ص ۳۱۴، بحار الانوار: ج ۴۵ ص ۴۶، اسرار الشھادۃ: ج ۲ ص ۶۱۰، ناسخ التواریخ (حیاۃ الحسین): ج ۲ ص ۳۶۳، المفید فی ذکری السبط الشھید: ص ۱۱۳، مقتل الحسین للمقرم: ص ۲۷۲، مقتل الحسین لبحر العلوم: ص ۴۳۶ میں ذکر کیا گیا ہے۔



شمارۂ دعاء: ٧٦۔ | اے کندی تو پانی نہ پی پائے[1] | ٣ جملے

لَا أَكَلْتَ بِيَمِينِكَ ﴿١﴾ وَلَا شَرِبْتَ بِهَا ﴿٢﴾ وَحَشَرَكَ

تو اپنے داہنے ہاتھ سے نہ کھا سکے اور نہ ہی پی پائے، اور اللہ تجھے

ٱللَّهُ مَعَ ٱلْقَوْمِ ٱلظَّالِمِينَ ﴿٣﴾.

ظالموں کے ساتھ محشور فرمائے۔

[1]- جب امام حسین علیہ السلام کے بدن میں خولی بن یزید اصبحی کا تیر پیوست ہوا، تو امامؑ زمین پر گر پڑے، پھر اٹھ کر آپؑ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے تیر کو نکالا، اور خون کو چلو میں لے کر اپنے چہرے اور داڑھی پر ملتے ہوئے فرمایا: میں اسی حال میں اللہ اور اپنے جد رسولؐ اللہ سے ملاقات کروں گا، پھر امام کو غش آیا اور جب غش سے افاقہ ہوا تو آپؑ اٹھنا چاہتے تھے لیکن آپؑ میں بلند ہونے کی طاقت نہ تھی، اتنے میں مالک بن نسر کندی نے آپؑ کے سر پر تلوار ماری جس سے سر شگافتہ ہوا اور امام کا عمامہ زمین پر گر پڑا اس وقتؑ آپ نے مذکورہ بالا جملوں سے مالک بن نسر کے لئے بد دعاء کی۔

اس بد دعاء کو مناقب آل ابي طالب: ج ۴ ص ۵۷، مقتل الحسين للمقرم: ص ۲۸۰، ناسخ التواريخ: ج ۲ ص ۳۸۷، الحسينؑ قتيل العبرة: ص ۱۱۷، حياة الامام الحسينؑ: ج ۳ ص ۸۷، مقتل الحسين للخوارزمي: ج ۲ ص ۲۴، مقتل الحسين لابي مخنف: ص ۱۴۲، ينابيع المودة: ص ۳۴۸ میں ذکر کیا گیا ہے۔



شمارۂ دعاء: ۷۷۔ خدایا پسر اشعث بن قیس کو ذلیل فرما[1] ۲ جملے

---

[1]- روز عاشور جب امام حسین علیہ السلام نے دعائیہ جملوں میں فرمایا: "**خدایا بیشک ہم تیرے نبیؐ کے اہلبیتؑ اور اس کی ذریت و قرابت دار ہیں، پس جو بھی ہم پر ظلم کرے اور ہمارے حق کو غصب کرے تو اسے ہلاک فرما، بیشک تو سننے والا اور (اپنے بندوں سے) قریب ہے**" تو محمد بن اشعث بن قیس نے جسارت کے ساتھ امامؑ سے سوال کیا کہ آپؑ اور محمدؐ کے درمیان کونسی قرابت پائی جاتی ہے؟ امام حسین علیہ السلام نے جواب میں قرآن مجید کی وہ آیت پڑھی کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِن بَعْضٍ بے شک اللہ نے آدم، نوح، خاندانِ ابراہیم اور خاندانِ عمران کو سارے جہانوں سے منتخب کیا ہے، جو ایک نسل ہے جن کے بعض بعض سے ہیں (آل عمران، آیت ۳۳۔۳۴)۔

اس آیت کی تلاوت کے بعد امام حسین علیہ السلام نے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے؟ کسی نے بتایا کہ یہ محمد بن اشعث بن قیس ہے، یہ سن کر امامؑ نے مذکورہ بالا جملوں کے ذریعے اس کے لئے بد دعاء کی۔

منقول ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی بد دعاء کے بعد محمد بن اشعث بن قیس رفع حاجت کے لئے گیا تو وہاں بچھو نے اس کے آلۂ تناسل کو ڈس لیا جس کی وجہ سے وہ اپنی ہی نجاست میں گر کر تڑپنے لگا اور اسی عالم میں اس کی موت واقع ہوئی۔

امام حسین علیہ السلام کی اس بد دعاء کو معالی السبطین: ج ۱ ص ۳۵۸، اسرار الشهادة: ص ۲۷۳، بحار الانوار: ج ۴۵ ص ۳۰۲، العوالم (حیاۃ الحسین): ص ۱۱۶، مناقب آل ابی طالب: ج ۴ ص ۵۸، مقتل الحسین للخوارزمی: ج ۱ ص ۲۴۹، امالی صدوق: ص ۱۳۴، روضۃ الواعظین: ص ۱۸۵ میں ذکر کیا گیا ہے۔

اَللّٰهُمَّ أَرِ مُحَمَّدَ بْنَ الْأَشْعَثِ فِي هٰذَا الْيَوْمِ ذُلًّا عَاجِلًا

خدایا آج کے دن جلد از جلد محمد ابن اشعث کو ذلت دکھلا (ذلیل فرما)

﴿۱﴾ وَلَا تُعِزَّهُ بَعْدَ هٰذَا الْيَوْمِ أَبَدًا ﴿۲﴾ .

اور اس دن کے بعد اسے کبھی عزت عطا نہ فرما۔



شمارۂ دعاء: ۸۷۔ خدایا محمد ابن اشعث کو آگ میں داخل فرما[1] ۲ جملے

أَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ عَبْدُكَ كَاذِبًا فَخُذْهُ إِلَى النَّارِ ۝١ وَاجْعَلْهُ

خدایا اگر تیرا بندہ جھوٹا ہو تو اسے آگ میں داخل فرما، اور اسے اس کے اصحاب کے لئے

الْيَوْمَ آيَةً لِأَصْحَابِهِ ۝٢ .

نشانِ عبرت قرار دے۔

---

[1]- روز عاشور ایک شخص امام حسین علیہ السلام کے قریب ہوا اور اس نے جسارت کے ساتھ کہا: میں آپؑ کو جہنم کی بشارت دیتا ہوں جس میں آپؑ عنقریب وارد ہوں گے، امام علیہ السلام نے فرمایا: میں خود کو رحیم و شفیع اور اطاعت شدہ پروردگار کی بشارت دیتا ہوں، جب امامؑ نے اس شخص سے اس کا نام دریافت کیا تو اس نے کہا میں محمد ابن اشعث کوفی ہوں، یہ سن کر امام علیہ السلام نے اس کے لئے مذکورہ بالا جملوں کے ذریعے بد دعاء کی، جس کے فورا بعد جب اس نے عنان فرس کو کھینچا تو گھوڑے نے اسے زمین پر دے مارا یہاں تک کے اس کا بدن زمین پر ٹکراتے ہوئے ٹکڑوں میں تقسیم ہوگیا۔

اس بد دعاء کو بحار الانوار: ج ۴۵ ص ۳۱، مثیر الاحزان: ص ۶۴، عوالم العلوم (حیاۃ الحسین): ص ۲۷۴ میں ذکر کیا گیا ہے۔



شمارۂ دعاء: ٩٧۔ | اللہ کی رضا[1] | ٢ جملے

بِسْمِ اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ﴿١﴾ وَهٰذَا قَتِيلٌ فِي رِضَا اللّٰهِ ﴿٢﴾.

شروع اللہ کے نام سے، اور کوئی توانائی و قوت نہیں سوائے اللہ سے، اور یہ (حسینؑ) اللہ کی رضا میں قتل کیا جانے والا ہے

---

[1]- مومن کی زندگی کا اہم اور نہائی مقصد اللہ کی مرضی ہے اور جو اس حال میں شہید ہو کہ اللہ اس سے راضی ہو تو اسے اللہ کی رضا میں قتل کئے جانے والے شہید سے تعبیر کیا جائے گا۔

عصر عاشور جب امام حسین علیہ السلام نے کچھ دیر آرام کے لئے جنگ روک دی تو اسی وقت ایک شقی نے آپؑ کی پیشانی پر پتھر مارا، جس کے بعد ایک اور دشمنِ خدا نے آپؑ کے دہانِ مبارک پر پتھر مارا، اور کسی نے آپؑ کے گلوئے مبارک پر زہر آلود تیر چلایا جس کے بعد امامؑ نے مذکورہ بالا جملوں کو ادا فرمایا۔

بعض روایات میں وارد ہوا ہے کہ پتھر کے زخم سے امام حسین علیہ السلام کے دہانِ مبارک سے خون جاری ہوا جسے آپؑ نے چلو میں لے کر آسمان کی طرف اچھال دیا۔

امام حسین علیہ السلام کے آسمان کی طرف خون اچھالنے کا مقصد اس خون کی اللہ کی نظر میں اہمیت کا اظہار ہے اسی لئے روایات میں وارد ہوا ہے کہ جب امامؑ عالی مقام نے اس خون کو آسمان کی طرف اچھالا تو اللہ کی جانب سے اس میں سے ایک قطرہ بھی زمین پر واپس نہیں آیا، جس سے عظمتِ خونِ ابو عبد الحسین اجاگر ہوتی ہے۔

مذکورہ بالا جملوں کو مناقب آل ابی طالب لابن شہر آشوب: ج ۴ ص ۱۱۱، اعیان الشعیۃ: ج ۱ ص ۶۰۹ میں ذکر کیا گیا ہے۔



شمارۂ دعاء: ٨٠۔ بہترین ذخیرہ[1] ٢ جملے

أَحْسَنَ ٱللَّهُ لَنَا وَلَكُمُ ٱلصَّنِيعَ ① وَأَثَابَكُمْ عَلَىٰ

اللہ عملِ خیر کو تمہارے اور ہمارے لئے نیک قرار دے، اور اس (عملِ خیر) کے عوض تمہیں

ذَٰلِكَ بِأَفْضَلِ ٱلذُّخْرِ ② .

بہترین ذخیرہ (ثواب) عطا فرمائے۔

---

[1]- امام حسین علیہ السلام نے کربلاء پہنچنے سے پہلے کوفے کے مومنین کے لئے جو خط لکھا تھا اس میں آپؑ نے مذکورہ بالا جملوں کے ذریعے ان کے حق میں دعاء کی۔

اگرچہ یہ دعاء دوسری فصل سے متعلق ہے لیکن چونکہ ہم نے الصحیفۃ الحسینیۃ الکاملہ کی ترتیب کو ملحوظ رکھا ہے لہذا اس دعاء کو اس مقام پر ذکر کیا گیا ہے۔

اس دعاء کو الاخبار الطوال: ص ٢۴٥ میں ذکر کیا گیا ہے۔



شمارۂ دعاء: ۸۱۔ | خدایا تو حکم فرما[1] | ۲ جملے

أَللّٰهُمَّ احْكُمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمٍ دَعَوْنَا لِيَنْصُرُونَا

خدایا تو ہمارے اور اس قوم کے درمیان فیصلہ فرما جنہوں نے ہمیں دعوت دی تاکہ ہماری نصرت و مدد کریں

﴿۱﴾ ثُمَّ هُمْ يَقْتُلُونَنَا ﴿۲﴾.

لیکن اب وہ ہمیں قتل کر رہے ہیں۔

[1] سبط ابن جوزی کہتے ہیں کہ جب امام حسین علیہ السلام کے صغیر طفل (چھوٹے فرزند) کی شہادت واقع ہوئی، تو امامؑ نے مذکورہ بالا جملوں کے ذریعے بد دعاء کی جس پر آسمان سے منادی نے ندا دی کہ اے حسینؑ بن علیؑ اللہ نے جنت میں اس بچے کے لئے ایک دایہ کا انتظام کیا ہے۔

اس بد دعاء کو مروج الذہب: ج ۳ ص ۶۱، تذکرۃ الخواص: ص ۲۵۲، نفس المہموم: ص ۳۱۹ میں ذکر کیا گیا ہے۔



شمارۂ دعا: ۸۲۔ میں اللہ کی بارگاہ میں شکایت کرتا ہوں[1] ۱ جملہ

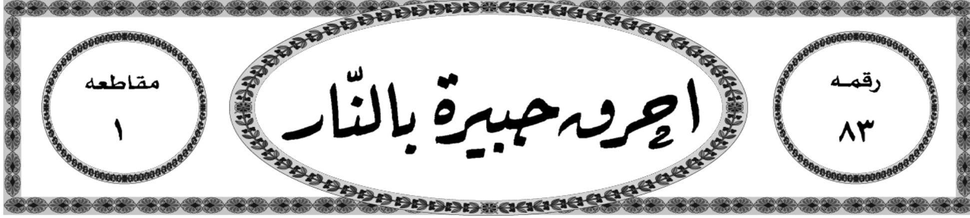
أَللّٰهُمَّ إِنِّي أَشْكُو إِلَيْكَ مَا يُفْعَلُ بِي وَبِأَخْوَتِي وَوَلَدِي وَأَهْلِي ﴿۱﴾

خدایا بیشک میں تیری بارگاہ میں شکایت کرتا ہوں اس ظلم پر کہ جو مجھ پر، میرے بھائیوں پر، میری اولاد پر اور میرے اہلبیتؑ پر کیا گیا۔

[1]- جب امام حسین علیہ السلام کے لبوں پر تیر چلایا گیا تو آپؑ نے مذکورہ جملوں کے ذریعے اللہ کی بارگاہ میں دشمنوں کی شکایت کی۔ قابل ذکر بات یہ ہے اللہ سے ظالموں کی شکایت کرنا بذات خود ایک ممدوح عمل اور عبادت ہے چونکہ اس قسم کی شکایت میں بندہ اپنے رب کے سامنے اس کی قدرت و توانائی کا اقرار کرتا ہے اور اپنے تمام امور کو اسی کے سپرد کرتا ہے اسی لئے جناب یعقوب نے فرمایا: قَالَ إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللَّهِ وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ (جناب یعقوبؑ نے) کہا کہ میں اپنے رنج و غم کی شکایت بس اللہ ہی سے کر رہا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے (یوسف، آیت ۸٦)۔

اسی لئے امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: اِذَا ضَاقَ الْمُسْلِمُ فَلَا يَشْكُوَنَّ رَبَّهُ وَ الْيَشْكُ اِلىٰ رَبِّهِ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْأُمُوْرُ وَ تَدْبِيْرُهَا جب کوئی مومن مشکل میں گرفتار ہو جائے تو اپنے پروردگار کی شکایت نہ کرے بلکہ اپنے رب کی بارگاہ میں شکایت لے جائے، وہ رب کہ جس کے قبضۂ قدرت میں تمام امور اور ان کی تدبیر پائی جاتی ہے۔

اس شکوہ کو تذکرۃ الخواص: ص ۲۵۲، نفس المہموم: ص ۲۷ میں ذکر کیا گیا ہے۔



شمارۂ دعا: ۸۳۔ خدایا جبیرہ کو آتش سے جلا دے[1] ا جملہ

أَللّٰهُمَّ أَحْرِقْهُ بِالنَّارِ فِي الدُّنْيَا قَبْلَ نَارِ الْآخِرَةِ ۞ (۱).

خدایا آخرت کی آگ سے پہلے اسے دنیا میں آگ میں جلا ڈال۔

---

[1]- کربلاء میں جب اصحاب امام حسین علیہ السلام نے خیموں کے اطراف خندق کھود کر اس میں آگ روشن کی (تاکہ دشمن پشت سے حملہ نہ کر سکیں اور اہلبیتؑ حرم محفوظ رہ سکیں) تو دشمن کی طرف سے ایک شخص آگے بڑھا اور اس نے جسارت کے ساتھ کہا: اے حسینؑ آپ نے آخرت کی آگ سے پہلے دنیا کی آگ میں عجلت کی، یہ سن کر امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: تیری یہ مجال کہ تو مجھے آخرت کی آگ سے سرزنش کرے جبکہ میرے باباؑ اس آگ کے تقسیم کرنے والے ہیں، امام علیہ السلام نے یہ کہہ کر اپنے اصحاب سے فرمایا: کیا تم اس شخص کو جانتے ہو، انہوں نے جواب میں کہا، جی ہاں یہ جبیرہ (اسم مصغر) کلبی ہے، یہ سن کر امام علیہ السلام نے مذکورہ جملوں کے ذریعے بد دعاء کی، ابھی امام کی بد دعاء ختم ہی ہوئی تھی کہ گھوڑے نے چھلانگ لگائی اور جبیر کلبی کو سر کے بل آگ میں اچھال دیا اسی وقت جبیرہ آگ میں جھلس کر ہلاک ہوا، یہ منظر دیکھ کر اصحاب امام حسین علیہ السلام نے تکبیر بلند کی اور آسمان سے منادی نے ندا دی کہ یابن رسول اللہ اس عجلت کے ساتھ دعاء کا قبول ہونا آپؑ کو مبارک ہو۔
اس بد دعاء کو مقتل الحسین لابی مخنف: ص ۱۰۰، ینابیع المودۃ: ج ۲ ص ۱۶۷ میں ذکر کیا گیا ہے۔



شمارۂ دعا: ۸۴۔ اے دشمنِ خدا، اللہ تجھے سیراب نہ کرے [1] ا جملہ

لَا أَرْوَاكَ ٱللَّهُ مِنَ ٱلْمَاءِ فِي دُنْيَاكَ وَلَا آخِرَتِكَ ﴿١﴾.

اللہ تیری دنیا وآخرت میں تجھے پانی سے سیراب نہ فرمائے۔

[1]- قبیلۂ بنی کلب سے ایک شخص (جو پانی پی رہا تھا) نے امام حسین علیہ السلام کی طرف تیر چلایا جو امام علیہ السلام کے دہان مبارک پر ایسے پیوست ہوا کہ اس نے آپؑ کے رخسار کو چھید دیا، امام حسین علیہ السلام نے اس شخص کے لئے بد دعاء کی جس کے نتیجے میں اس پر اس قدر پیاس کا غلبہ ہوا کہ اس نے فرات میں چھلانگ لگائی اور پانی پی پی کر ہلاک ہوا۔
امام حسین علیہ السلام نے اس دشمنِ خدا کے لئے پانی سے محروم ہونے کی بد دعاء نہیں کی بلکہ آپؑ نے اس کے لئے پانی پینے کے باوجود احساس تشنگی کے باقی رہنے کی بد دعاء فرمائی جس میں انسان مزید تکلیف سے دوچار ہوتا ہے، بالکل جہنم کی طرح کہ جہاں ایسا گرم پانی ہوگا کہ جس سے پیاس تو برطرف نہ ہوگی بلکہ اس ابلتے ہوئے پانی سے عذاب کی شدت میں اضافہ ہوگا۔
اس بد دعاء کو مناقب آل ابی طالب: ج ۴ ص ۵۶، کفایۃ الطالب: ص ۴۳۵، اسرار الشھادۃ: ص ۴۱۲، ذخائر العقبی: ص ۲۴۶ میں ذکر کیا گیا ہے۔



شمارۂ دعا: ٨٥۔ مزنی(1) کو عذاب کا مزہ چکھا(2) ا جملہ

اَللّٰھُمَّ اَذِقْهُ عَذَابَ النَّارِ فِي الدُّنْيَا ۞١۞ .

خدایا اسے دنیا میں عذابِ آتش کا مزہ چکھا۔

1- مزنی: م مضموم، ز ساکن، ن مکسور، ی ساکن۔

2- جب امام حسین علیہ السلام نے خیام کے اطراف خندق کھدوا کر اس میں آگ روشن کروائی تو مزنی بن ابو جویریہ خندق کے قریب ہوا اور اس نے تالی بجا کر بڑی جسارت کے ساتھ کہا: اے حسینؑ اور اے اصحاب نار، تم سب آگ روشن کر کے اپنے لئے آتش دوزخ کی بشارت دے رہے ہو لیکن تم نے اس دنیا میں بھی آگ کی جانب عجلت کی ہے، یہ سن کر امام حسین علیہ السلام نے اس کے لئے بد دعاء کی، جس پر اس کے گھوڑے نے اسے خندق کی آگ میں اچھال پھینکا جہاں وہ جل کر ہلاک ہوا۔

عذاب کے مختلف انواع و اقسام ہیں، قرآن مجید کی روشنی میں ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ جہنم میں آگ، گرم پانی، زقوم، گندہ پانی، بھوک و پیاس، تاریکی و ظلمت اور تنہائی جیسے عذاب پائے جاتے لیکن امام حسین علیہ السلام نے اس دنیا میں مزنی کے لئے عذابِ نار کی بد دعاء کی جسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے بعینہ اور فوری طور پر قبول فرمایا۔

اس بد دعاء کو امالی الصدوق: ص ١٣٤، بحار الانوار: ج ٤٤ ص ٣١٧، روضۃ الواعظین: ص ١٥٩ میں ذکر کیا گیا ہے۔



شمارۂ دعا: ۸۶۔ اَزْدِی کی مغفرت نہ فرما[1] ۲ جملے

أَللّٰهُمَّ اقْتُلْهُ عَطَشاً ۞ وَلَا تَغْفِرْ لَهُ أَبَداً ۞ .

خدایا اسے تشنگی میں قتل کر دے، اور کبھی اس کی مغفرت نہ فرما۔

---

[1]- عبداللہ بن حصین (مصغر) ازدی لشکر عمر سعد کا گھوڑ سوار اور امام حسین علیہ السلام کا سر سخت دشمن تھا، روز عاشور اس نے بلند آواز میں امام علیہ السلام اور آپؑ کے اصحاب کو مخاطب کر کے کہا: تم سب اس پانی کو دیکھ رہے ہو گویا وہ آسمان کے بیچ و بیچ ہے (یعنی بالوضوح دیکھا جا سکتا ہے) لیکن تمہیں اس کا ایک قطرہ بھی میسر نہ ہوگا یہاں تک کے تم پیاس کی حالت میں مر جاؤ گے، عبداللہ یہ کہتے ہوئے پانی پی رہا تھا، اس منظر کو دیکھ کر امام حسین علیہ السلام نے مذکورہ بالا جملوں کے ذریعے بد دعاء کی، جس کی وجہ سے بعد از عاشورا وہ کبھی سیراب نہ ہوسکا یہاں تک کہ مرض استسقاء میں مبتلاء ہو کر بعد از عاشوراء سنہ ۶۱ھ ہی میں ہلاک ہوا۔ مرض استسقاء وہ مرض ہے جس میں انسان کثرت سے پانی پیتا ہے لیکن اس کی پیاس نہیں بجھتی اور اس کے بدن میں پانی بھر جاتا ہے۔

اس بد دعاء کو مناقب آل ابی طالب: ج ۴ ص ۵۶، روضۃ الواعظین: ص ۱۸۲، تذکرۃ الخواص: ص ۲۴۷، بحار الانوار: ج ۴۵ ص ۳۰۱ و ۳۱۰، مقتل الحسین لابی مخنف: ص ۹۸، مثیر الاحزان: ص ۱۷، مقتل الحسین للخوارزمی: ج ۲ ص ۹۱، الفتوح: ج ۵ ص ۱۶۳، اَعلام الوری: ج ۱ ص ۴۵۲، مقتل الحسین لبحر العلوم: ص ۴۴۱ میں ذکر کیا گیا ہے۔



شمارۂ دعاء: ٨٧۔ تمیم کو تشنگی میں قتل فرما(1) ا جملہ

أَللّٰهُمَّ اقْتُلْ هٰذَا عَطَشًا فِي هٰذَا الْيَوْمِ ﴿١﴾.

خدایا آج کے دن اسے پیاسہ قتل کردے(2)۔

---

[1]- روز عاشور تمیم بن حصین فزاری میدان میں وارد ہوا اور اس نے بلند آواز سے امام حسینؑ اور آپؑ کے اصحاب علیہم السلام کو مخاطب کرکے کہا: کیا تم لوگ آبِ فرات کی امواج کو نہیں دیکھتے؟ خدا کی قسم تمہیں اس پانی سے ایک قطرہ بھی میسر نہ ہوگا یہاں تک کے تم سب بڑی ہی تکلیف کے ساتھ قتل کئے جاؤگے، امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: یہ اور اس کا باپ جہنمی ہیں، پھر امام علیہ السلام نے مذکورہ بالا جملوں کے ذریعے اس کے لئے بددعاء کی جس کے فوری بعد پیاس کی شدت کی وجہ سے اس کا دم گھٹنے لگا اور وہ گھوڑے سے زمین پر گر پڑا اور گھوڑوں کی ٹاپوں میں آکر ہلاک ہوا۔

اس بددعاء کو بحار الانوار: ج ۴۴ ص ۳۱۷، امالی الصدوق: ص ۱۳۴، روضۃ الواعظین: ص ۱۸۵، مقاتل الطالبین: ص ۷۸، عوالم العلوم (حیاۃ الحسین): ص ۱۶۶ میں ذکر کیا گیا ہے۔

[2]- قابل ذکر بات یہ ہے کہ جس بددعاء میں امام حسین علیہ السلام نے فوری عذاب کی بات کی وہ بددعاء فوراً قبول ہوئی، جس سے عظمتِ امام حسین علیہ السلام دوست و دشمن دونوں پر عیاں ہوتی ہے۔



شمارۂ دعاء: ٨٨۔ رنج والم سے پناہ[1] ١ جملہ

أَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَرْبِ وَالْبَلَاءِ ﴿١﴾.

خدایا بیشک میں حزن و غم اور بلاء سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

[1]- دو محرم کو جب امام حسین علیہ السلام سرزمین کربلا پر وارد ہوئے اور آپؑ نے لوگوں سے اس سرزمین کا نام دریافت کیا اور لوگوں نے بتایا کہ اسے کربلاء کہتے ہیں تو امامؑ نے مذکورہ بالا جملہ ارشاد فرمایا۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ اگرچہ مذکورہ جملہ بد دعاء نہیں ہے لیکن ہم نے اس فقرے کو الصحیفۃ الحسینیۃ الکاملۃ کی ترتیب کے اعتبار سے یہاں ذکر کیا ہے۔

امام حسین علیہ السلام کی اس دعاء کو الفتوح لابن اعثم: ج ۵ ص ۱۴۳، مقتل الحسین للخوارزمی: ج ۱ ص ۲۳۴، اللھوف: ص ۳۳، بحار الانوار: ج ۴۴ ص ۳۸۱ میں ذکر کیا گیا ہے۔



شمارۂ دعاء: ۸۹۔ تیری داڑھی اور چہرہ قبیح ہوں[1] ۲ جملے

قَبَّحَ ٱللَّهُ شَيْبَتَكَ ۝١ وَقَبَّحَ وَجْهَكَ ۝٢ .

اللہ تیری داڑھی اور چہرے کو قبیح وزشت کرے[2]۔

---

[1]- عثمان کی بیعت کے بعد ابوسفیان نے امام حسین علیہ السلام کا ہاتھ تھام کر کہا: اے میرے بھائی کے فرزند مجھے جنت البقیع لے چلو، جب امام علیہ السلام اسے بقیع لے آئے تو اس نے بلند آواز سے قبروں کو خطاب کرتے ہوئے کہا: اے وہ کہ جو قبروں میں ہیں سنو: وہ خلافت کہ جس کے لئے تم ہم سے جنگ کرتے تھے وہ آج ہمارے ہاتھوں میں ہے اور تم قبروں میں بوسیدہ ہو چکے ہو، یہ سن کر امام حسین علیہ السلام نے اس کا ہاتھ چھوڑا اور اس کے لئے مذکورہ بد دعائیہ جملے کہے، اسی وقت نعمان بن بشیر نے ابوسفیان کو مدینے واپس لوٹایا اگر وہ ایسا نہ کرتا تو ابوسفیان وہیں ہلاک ہو جاتا۔

اس بد دعاء کو الاحتجاج: ج ۲ ص ۳۲ میں ذکر کیا گیا ہے۔

[2]- اسلام میں سفید داڑھی ایک (بوڑھے) مومن کے لئے عزت و وقار و احترام کی نشانی ہے اور سب سے پہلے سفید داڑھی جناب ابراہیم کے چہرے پر آئی تو انہوں نے اللہ سے اس کا سبب پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابراہیم یہ تمہارے (بڑھاپے میں) وقار کی نشانی ہے، اور حضرت علیؑ نے فرمایا: کہ (بڑھاپے میں) سفید داڑھی مومن کے لئے نور ہے (حلیۃ المتقین: ص ۱۰۲)، لہذا امام حسین نے ابوسفیان کی داڑھی کے قبیح ہونے کی جو بد دعاء فرمائی ہے اس سے مراد اس کی عزت و وقار اور احترام کا زائل ہو کر چہرے پر پھٹکار برسنا ہے، اسی طرح انسان کا چہرہ اس کی خوبصورتی کا عکاس ہوتا ہے، لہذا امام علیہ السلام نے اسے قبیح الوجہ ہونے کی بد دعاء دی۔



شمارۂ دعاء: ٩٠۔ حسینؑ کا حق[1] ا جملہ

رَبِّ خُذْ لِي الْيَوْمَ حَقِّي مِمَّنْ ظَلَمَنِي ۝١

خدایا جس نے بھی مجھ پر ظلم کیا آج تو اس سے میرے حق کو حاصل فرما[2]۔

---

[1]- روز قیامت جب حسنین علیہما السلام سے جناب فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا ملاقات کرنا چاہیں گی تو امام حسین علیہ السلام اس حال میں تشریف لائیں گے کہ آپ کے گلے سے خون جاری ہوگا اور آپؑ مذکورہ بالا جملے کو دہرا رہے ہوں گے: کہ اے میرے پالنے والے آج کے دن جن لوگوں نے مجھ پر ظلم کیا ان سے میرے حق کو حاصل فرما۔
قابل ذکر بات یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مختار بن ابو عبیدۂ ثقفی کے ذریعے امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں کو اس دنیا میں قصاص فرمایا اور روز قیامت امام حسین علیہ السلام کی فرمائش کے مطابق وہ سب سخت عذاب میں مبتلاء ہونگے اور اس بد دعاء میں دوسرا قابل توجہ نکتہ یہ ہے کہ آپؑ نے اس میں کسی قسم کے زمان کو معین نہیں فرمایا ہے لہذا کربلاء سے قبل اور واقعہ کربلاء کے بعد جس نے بھی حسین علیہ السلام پر کسی بھی قسم کا ظلم کیا ہو (چاہے وہ قبر کھدوانے کی کوشش کے ذریعے ہو یا قبر مطہر کی جانب نہر کا رخ موڑنے کے ذریعے یا پھر زائرین امام حسین علیہ السلام کو قتل یا اذیت وآزار پہنچا کر ظلم کیا گیا ہو) قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ اسے قصاص فرمائے گا۔
اس دعاء کو تفسیر الفرات: ص ١٧٢ میں ذکر کیا گیا ہے۔

[2]- یعنی وہ حق جو چھینا گیا اور اس ظلم کا بدلہ جو حسینؑ واصحاب حسینؑ، اور اہلبیتؑ حسینؑ پر روا رکھا گیا۔



شمارۂ دعاء: ٩١۔ آل عقیل کے قاتل کو قتل فرما[1] ا جملہ

---

[1]- جب عبد اللہ بن مسلم بن عقیل زخموں سے چور زمین کربلا پر گر پڑے تو امام حسین علیہ السلام نے مذکورہ بالا جملے کے ذریعے آپ کے قاتل کے لئے بد دعاء کی۔

اس بد دعاء کو مقتل الحسین لابی مخنف: ص ۱۱۴، معالی السبطین: ج ا ص ۴۰۳، حیاۃ الحسین للقرشی: ج ۳ ص ۲۴۹، بطل العلقمی: ج ا ص ۲۲۷، ینابیع المودۃ: ج ۲ ص ۱۶۸ میں ذکر کیا گیا ہے۔

جناب عقیل اپنے بڑے بھائی طالب کی ولادت کے دس سال بعد متولد ہوئے، ابوطالب آپ سے بیحد محبت کرتے تھے اسی لئے رسولؐ اسلام نے آپ کے بارے میں فرمایا:

اِنِّيْ لَأُحِبُّكَ حُبَّيْنِ، حُبًّا لَكَ وَ حُبًّا لِأَبِيْ طَالِبٍ

میں آپ سے دوہری محبت کرتا ہوں، ایک خود آپ کی وجہ سے اور دوسرے آپ کے (بابا) ابوطالب کی وجہ سے، اور ایک بار آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا:

اِنِّيْ اُحِبُّ عَقِيْلًا حُبَّيْنِ حُبًّا لَهُ و حُبًّا لِحُبِّ اَبِيْ طَالِبٍ لَهُ، وَ اِنَّ وَلَدَهُ لَمَقْتُوْلٌ فِيْ مُحَبَّةِ وَلَدِكَ تَدْمَعُ عَلَيْهِ عُيُوْنُ الْمُوْمِنِيْنَ وَ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ثُمَّ بَكىٰ رَسُوْلُ اللهِ وَ قَالَ اِلىٰ اللهِ اَشْكُوْ مَا تَلْقىٰ عِتْرَتِىْ بَعْدِىْ (کتاب شہید مسلم ابن عقیل: ۷)

مجھے عقیل سے دو حوالوں سے محبت ہے، ایک خود ان کے اپنے حوالہ سے اور دوسری اس حوالہ سے کہ ابوطالب کو ان سے محبت تھی اور یہ کہ ان کا فرزند آپ کے فرزند کی محبت میں قتل کیا جائے گا جس پر مومنین کی آنکھیں اشکبار ہوں گی اور ملائکہ مقربین اس پر نماز پڑھیں گے، یہ کہہ کر حضرت رسولؐ خدا رونے لگے اور فرمایا: میں اپنا دکھ خدا کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں کہ میرے بعد میری عترت کن حالات سے دوچار ہوگی۔

اسلام سے پہلے جناب عقیل بھی دین ابراہیمیؑ کے پیروکار تھے، آپ نے قبل از ہجرت اسلام کا اظہار کیا لیکن کفار کے گزند سے محفوظ رہنے کے لئے اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھا، آپ کو کفار نے جنگ بدر میں شرکت کرنے پر مجبور کیا تھا، یہی وجہ ہے کہ رسولؐ اسلام نے تاکید فرمائی کہ وہ ہاشمی جو اس جنگ میں دشمن کے ساتھ مکہ سے جبراً لائے جائیں انھیں قتل نہ کیا جائے، جنگ کے اختتام پر جناب عقیل رسولؐ اسلام کے ہمراہ ہوئے اور آپ نے ساری عمر آنحضرتؐ اور اپنے بھائی حضرت علیؑ کی خدمت میں گذاردی۔

جناب عقیل عرب کے ماہر نسب شناس بھی تھے، آپ مسجد نبوی میں بیٹھ کر لوگوں کو ان کے نسب کی تفصیلات سے آگاہ کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ جب حضرت امیرالمومنینؑ اپنے فرزند امام حسینؑ کے لئے ایک شجاع یاور و بھائی کا اہتمام کرنا چاہتے تھے تو آپؑ نے جناب عقیل ہی سے مشورہ کیا تھا اور ان کی تجویز پر حضرت علیؑ نے فاطمہ کلابیہ سے شادی کی جن سے جناب عباس متولد ہوئے۔

جناب عقیل کے یہاں مختلف ازواج سے ۱۸ فرزند اور ۸ بیٹیاں متولد ہوئیں، جن کے نام تاریخ میں کچھ اس طرح سے ملتے ہیں:

لڑکیوں کے نام:

۱۔ زینب: آپ جناب عقیل کی بیٹیوں میں سب سے بڑی تھیں اور کہا جاتا ہے کہ آپ نے امام حسین علیہ السلام کے لئے مرثیے کہے ہیں۔ ۲۔ ام عبد اللہ۔ ۳۔ رملہ: آپ بھی شاعرہ تھیں اور آپ نے کربلا میں شہید ہونے والے آل عقیل کے لئے مرثیے کہے ہیں۔ ۴۔ ام القاسم۔ ۵۔ ام ہانی: آپ امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد بھی با حیات تھیں۔ ۶۔ فاطمہ۔ ۷۔ ام نعمان (ام لقمان): آپ نے بھی شہدائے آل عقیل اور امام حسین علیہ السلام کے لئے مرثیے کہے ہیں۔ ۸۔ اسماء: آپ نے امام حسین علیہ السلام کے لئے مرثیے کہے ہیں۔

روایت میں منقول ہے کہ بعد از شہادت امام حسین علیہ السلام ام لقمان، اپنی بہنوں یعنی اسماء، ام ہانی، رملہ، زینب کے ساتھ قبر رسولؐ پر تشریف لے جاتیں اور گریہ و بکا کے بعد مہاجرین و انصار کے سامنے شہدائے کربلا کے لئے مرثیہ پڑھتی تھیں۔

فرزندوں کے نام:

۱۔ یزید، اسی فرزند کے نام پر جناب عقیل کی کنیت ابویزید قرار پائی۔ ۲۔ سعید۔ ۳۔ ابان۔ ۴۔ عثمان۔ ۵۔ عبد الرحمان۔ ۶۔ حمزہ۔ ۷۔ جعفر الاکبر۔ ۸۔ عبد اللہ الاکبر۔ ۹۔ عبد اللہ الاصغر۔ ۱۰۔ جعفر الاوسط۔ ۱۱۔ جعفر الاصغر۔ ۱۲۔ علی الاکبر۔ ۱۳۔ علی الاصغر۔ ۱۴۔ عیسی۔ ۱۵۔ محمد الاکبر۔ ۱۶۔ مسلم۔ ۱۷۔ ابوسعید الاحول۔ ۱۸۔ عبد مناف، مؤرخین نے جناب عقیل کے اور بھی فرزندوں کے نام

اَللّٰهُمَّ اقْتُلْ قَاتِلَ آلِ عَقِيلٍ ﴿۱﴾ .

خدایا آلِ عقیل کے قاتل کو قتل فرما۔

درج کئے ہیں جن کے اسامی مذکورہ ترتیب کے مطابق یہ ہیں: ۔۱۹۔ محمد الاصغر۔۲۰۔ حکم ۔۲۱۔ عقیل ۔۲۲۔ معین ۔۲۳۔ عبد اللہ الاوسط ۔۲۴۔ احمد ۔۲۵۔ فضل ۔

جناب عقیل ابن ابیطالب کے مذکورہ تمام فرزندوں میں سے مندرجہ ذیل ۱۶ فرزند کربلاء میں شہید ہوئے:

۱۔ ابوسعید۔ ۲۔ احمد ۔۳۔ جعفر الاکبر۔۴۔ حکم ۔۵۔ حمزہ ۔۶۔ سعید ۔۷۔ عبد الرحمان الاکبر۔ ۸۔ عبد اللہ الاصغر۔ ۹۔ عبد اللہ الاکبر ۔ ۱۰۔ عقیل ۔ ۱۱۔ علی الاکبر۔ ۱۲۔ عون ۔۱۳۔ محمد الاکبر۔ ۱۴۔ مسلم ۔ ۱۵۔ معین ۔ ۱۶۔ موسیٰ ۔



شمارۂ دعاء: ۹۰۔ خونِ حسینؑ کا قصاص فرما[1] ا جملہ

اَللّٰهُمَّ اُطْلُبْ بِدَمِ ابْنِ بِنْتِ نَبِيِّكَ ﴿۱﴾ .

خدایا تو اپنے نبیؐ کی دختر کے پسر کے خون کا قصاص لے[2]۔

---

[1] - جب دشمن نے امام حسین علیہ السلام کے چہرۂ مبارک پر تیر چلایا، تو امام علیہ السلام نے اپنے صحابی مسلم بن رباح سے کہا کہ وہ اپنے ہاتھوں کو آگے بڑھا کر خون کو چلو میں بھرے، جب مسلم نے خون حسینؑ سے چلو کو پر کیا تو امامؑ نے فرمایا کہ اب اس خون کو میرے چلو میں انڈیل دو، جس کے بعد امام علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں سے خون کو آسمان کی جانب اچھالتے ہوئے مذکورہ بالا جملہ ارشاد فرمایا۔

اس بد دعاء کو کفایۃ الطالب: ج ۴۳۱، تاریخ مدینہ دمشق: ج ۱۴ ص ۲۲۳، مقتل الحسین للخوارزمی: ج ۲ ص ۳۴ میں ذکر کیا گیا ہے۔

[2] - امام حسین علیہ السلام نے اللہ تعالٰی سے اپنے خون کا قصاص لینے کی دعاء کی تھی اسی لئے امام صادق علیہ السلام زیارت وارثہ میں فرماتے ہیں: السلام علیک یاثار اللہ اے وہ کہ جس کے خون کا قصاص لینے والا اللہ تعالٰی ہے۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے یہاں یہ نہیں فرمایا کہ خدایا تو میرے خون کا قصاص لے بلکہ فرمایا تیرے نبیؐ کی دختر کے فرزند کے خون کا قصاص لے، جس سے جہاں آپؑ کے نسب سے اطلاع ملتی ہے وہیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ خون حسینؑ کے قصاص کے رسول اللہ اور فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا بھی طلبگار ہیں۔



شمارۂ دعاء: ۹۳۔ زُرعہ پیاسہ رہے[1] ا جملہ

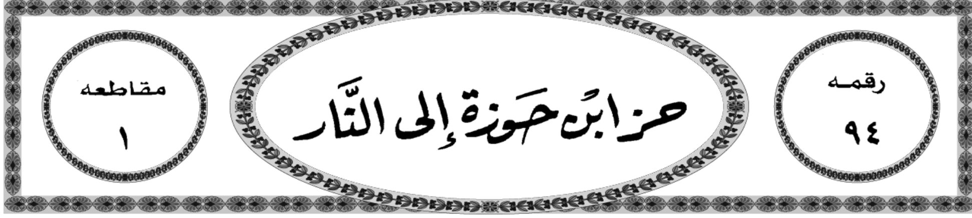
أَللّٰهُمَّ إِظْمِئْهُ أَللّٰهُمَّ إِظْمِئْهُ ﴿۱﴾ .

خدایا اسے پیاسہ رکھ، خدایا اسے پیاسہ رکھ۔

---

[1]- روز عاشور جب امام حسین علیہ السلام نے دشمن سے پانی مانگا تو زرعہ دارمی نے تیر چلایا جو امام حسین علیہ السلام کی ٹھوڑی میں پیوست ہوا امامؑ نے خون کو چلو میں لیا اور آسمان کی طرف اچھال کر مذکورہ جملے کے ذریعے بد دعاء کی جس کے بعد زرعہ نے اپنے پیٹ میں ایسی حرارت محسوس کی کہ گرمی کی شدت سے چلانے لگا اور اس کی کمر سرد پڑ گئی، اور پکارنے لگا کہ مجھے پانی پلاؤ پیاس مجھے ہلاک کئے جاتی ہے، وہ پانی پیتا رہا لیکن اس کی پیاس اور پیٹ میں شدتِ حرارت کم نہیں ہوئی یہاں تک کے اس کا پیٹ شگافتہ ہوا اور وہ ہلاک ہوگیا۔

اس بد دعاء کو مقتل الحسین للخوارزمی: ج ۲ ص ۹۱، بحار الانوار: ج ۴۵ ص ۳۱۱، احقاق الحق: ج ۱۱ ص ۵۱۴، ذخائر العقبی: ص ۲۴۶، تاریخ مدینۃ دمشق: ج ۱۴ ص ۲۲۳، تاریخ الامم والملوک: ج ۳ ص ۳۳۳، اعلام النبلاء: ج ۳ ص ۳۱۲ میں ذکر کیا گیا ہے۔



شمارۂ دعاء: ۹۴۔ ابن حوزۃ کو آگ میں داخل فرما[1] ا جملہ

رَبِّ حُزْهُ إِلَى النَّارِ ﴿١﴾.

خدایا اسے آگ میں داخل فرما۔

---

[1]- روز عاشور عبد اللہ بن حوزہ دشمن کے لشکر سے باہر نکلا اور اس نے لشکر امام حسین علیہ السلام سے قریب ہو کو کہا کہ اے حسینؑ تمہیں جہنم کی بشارت ہو، یہ سن کر امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: ہرگز نہیں، میں رحیم و شفیع اور اطاعت شدہ رب کی بارگاہ میں حاضر ہو رہا ہوں، جب امام حسین علیہ السلام نے دریافت کیا کہ یہ شخص کون ہے؟ تو اصحاب نے فرمایا کہ یہ عبد اللہ بن حوزہ ہے، امام حسین علیہ السلام نے مذکورہ جملوں کے ذریعے اس کے لئے بد دعاء کی، ابھی بد دعاء ختم ہی ہوئی تھی کہ اس کے گھوڑے نے اسے پشت سے زمین کی طرف اچھال دیا، وہ زمین پر تو آگرا لیکن اس کا پیر رکاب میں پھنس گیا جس کے بعد گھوڑا دوڑنے لگا اور اس کا سر پتھر اور درخت سے ٹکراتا گیا یہاں تک کہ وہ ہلاک ہوا۔

اس بد دعاء کو تاریخ الامم و الملوک: ج ۳ ص ۳۲۲، الکامل فی التاریخ: ج ۳ ص ۲۸۹، ترجمۃ ریحانۃ الرسول المستل من تاریخ مدینۃ دمشق: ص ۲۵۶، مقتل الحسین للمقرم: ص ۲۳۰، الارشاد: ج ۲ ص ۱۰۲ میں ذکر کیا گیا ہے۔



شمارۂ دعاء: ٩٥۔ | خدا شمر کو جلا ڈال[1] | ١ جملہ

حَرَّقَكَ ٱللَّهُ بِٱلنَّارِ ۞١۞ .

خدا تجھے آگ سے جلا دے۔

---

[1]- روز عاشور شمر ابن ذی الجوشن الضبابی نے خیمۂ حسین علیہ السلام کی جانب تیر چلایا، اور کہنے لگا کہ کوئی مجھے آگ دے تاکہ میں ان خیموں کو ان میں بسنے والوں کے ساتھ جلا ڈالوں، یہ سن کر امام حسین علیہ السلام نے بلند آواز میں فرمایا: تیری یہ مجال کہ تو مجھے اور میرے خاندان والوں کو جلائے، پھر امام علیہ السلام نے مذکورہ بالا جملے کے ذریعے اس کے لئے بد دعاء کی۔
شیخ طوسی امالی میں ذکر کرتے ہیں کہ جب شمر کو مختار کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے اس کی گردن کاٹ کر اسے کھولتے ہوئے تیل میں ڈالا جس سے اس کے بدن کی جلد اور ہڈیاں ایک دوسرے سے جدا ہوگئیں۔
اس بد دعاء کو الکامل فی التاریخ: ج ٢ ص ٥٦٧، تاریخ الامم والملوک: ج ٣ ص ٣٢٦، اللھوف: ص ٥٣ میں ذکر کیا گیا ہے۔



شمارۂ دعاء: ۹۶۔ | اللہ دیکھ رہا ہے[1] | ا جملہ

هَوَّنَ عَلَيَّ مَا نَزَلَ بِي أَنَّهُ بِعَيْنِ ٱللَّهِ ﴿١﴾ .

جو کچھ مصائب مجھ پر گزرے وہ سب مجھ پر آسان ہیں جبکہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے۔



[1]- روز عاشور جب جناب عبد اللہ رضیع کے گلے میں تیر پیوست ہوا اور آپ کی شہادت واقع ہوئی تو امام حسین علیہ السلام نے مذکورہ بالا جملہ ارشاد فرمایا جسے بحار الانوار: ج ۴۵ ص ۴۶، اللھوف: ص ۱۰۳ میں ذکر کیا گیا ہے۔

فہرستِ مصادر

١ ـ الإبانة　　حيدر آباد ـ ١٣٢٣ هـ
عبيد الله بن محمد العكبري (ابن بطة) ـ ٣٨٧ هـ

٢ ـ إبصار العين　　مكتبة بصيرتي ـ قم ـ إيران
محمد بن طاهر السماوي ـ ١٣٧٠ هـ

٣ ـ الإتحاف بحب الأشراف　　منشورات الرضي ـ قم ـ إيران
عبد الله بن محمد الشبراوي ـ ١١٧١ هـ

٤ ـ إثبات الهداة ١/ ٧　　المطبعة العلمية ـ قم ـ إيران
محمد بن الحسن الحر العاملي ـ ١١٠٤ هـ

٥ ـ الاحتجاج ١/ ٢　　دار الكتاب الإسلامي ـ بيروت ـ لبنان
أحمد بن علي الطبرسي ـ القرن ٦ هـ

٦ ـ إحقاق الحق ١/ ٣٣　　مكتبة المرعشي ـ قم ـ إيران
نور الله بن شريف الدين التستري ـ ١٠١٩ هـ

٧ ـ الأخبار الطوال　　منشورات الشريف الرضي ـ قم ـ إيران
أحمد بن داود الدينوري ـ ٢٨٢ هـ

٨ ـ أدب الحسين وحماسته　　النشر الإسلامي ـ قم ـ إيران
أحمد بن... الصابري الهمداني ـ القرن ١٥ هـ

٩ ـ الإرشاد ١/ ٢　　مؤسسة آل البيت ـ قم ـ إيران
محمد بن محمد العكبري (المفيد) ـ ٤١٣ هـ

١٠ ـ أسرار الشهادة　　مؤسسة الأعلمي ـ طهران ـ إيران
آقا بن عابد الدربندي ـ ١٢٨٦ هـ

١١ ـ أصدق الأخبار　　دار العلم الإسلامي ـ بيروت ـ لبنان
محسن بن عبد الكريم الأمين ـ ١٣٧١ هـ

١٢ ـ أصول المعرفة ١/ ٤　　مكتبة العلوم العامة ـ المنامة ـ البحرين
عباس بن أحمد الريس ـ القرن ١٥ هـ

١٣ ـ أعلام الدين — مؤسسة آل البيت ـ قم ـ إيران
حسن بن محمد الديلمي ـ القرن ٨ هـ
١٤ ـ أعلام الورى ١/ ٢ — مؤسسة آل البيت ـ قم ـ إيران
الفضل بن الحسن الطبرسي ـ ٥٤٨ هـ
١٥ ـ أعيان الشيعة ١/ ١٠ — دار التعارف ـ بيروت ـ لبنان
محسن بن عبد الكريم الأمين ـ ١٣٧١ هـ
١٦ ـ الإقبال — دار الكتب الإسلامية ـ طهران ـ إيران
علي بن موسى بن جعفر بن طاوس الحسني ـ ٦٦٤ هـ
١٧ ـ إكمال الدين وإتمام النعمة — جماعة المدرسين ـ قم ـ إيران
محمد بن علي القمي (الصدوق) ـ ٣٨١ هـ
١٨ ـ الألفين في أحاديث الحسن والحسين — مؤسسة الوفاء ـ بيروت ـ لبنان
حسن بن يوسف الحلي ـ ٧٢٦ هـ
١٩ ـ الأمالي
ابن سهيل القطان
٢٠ ـ أمالي الصدوق — انتشارات كتابچي ـ طهران ـ إيران
محمد بن علي القمي (الصدوق) ـ ٣٨١ هـ
٢١ ـ أمالي الطوسي — مؤسسة الوفاء ـ بيروت ـ لبنان
محمد بن الحسن الطوسي ـ ٤٦٠ هـ
٢٢ ـ الإمامة والسياسة ١/ ٢ — مؤسسة الوفاء ـ بيروت ـ لبنان
عبد الله بن مسلم الدينوري ـ ٢٧٦ هـ
٢٣ ـ الأنبياء حياتهم وقصصهم — مكتبة الألفين ـ الكويت ـ الكويت
عبد الصاحب بن... العاملي ـ القرن ١٥ هـ
٢٤ ـ الأنوار البهية في تواريخ الحجج الإلهية — منشورات الشريف الرضي ـ قم ـ إيران
عباس بن محمد رضا القمي ـ ١٣٥٩ هـ
٢٥ ـ أهل البيت — مكتبة الأنجلو المصرية ـ القاهرة ـ مصر
توفيق أبو علم المصري ـ القرن ١٥ هـ
٢٦ ـ الإيقاظ من الهجعة للبرهان على الرجعة — المطبعة العلمية ـ قم ـ إيران
محمد بن الحسن الحر العاملي ـ ١١٠٤ هـ
٢٧ ـ أئمتنا
علي بن محمد علي دخيل ـ القرن ١٥ هـ

٢٨ ـ الباقيات الصالحات مؤسسة الوفاء ـ بيروت ـ لبنان
عباس بن محمد رضا القمي ـ ١٣٥٩ هـ
٢٩ ـ بحار الأنوار ١١٠/٠ مؤسسة الوفاء ـ بيروت ـ لبنان
محمد باقر بن محمد تقي المجلسي ـ ١١١١ هـ
٣٠ ـ البداية والنهاية ١/ ١٥ دار الكتب العلمية ـ بيروت ـ لبنان
إسماعيل بن عمر البصري (ابن كثير) ـ ٧٧٤ هـ
٣١ ـ بطل العلقمي ١/ ٣ منشورات الشريف الرضي ـ قم ـ إيران
عبد الواحد بن أحمد المظفر ـ ١٣١٠ هـ
٣٢ ـ البلد الأمين حجرية
إبراهيم بن علي الكفعمي ـ ٩٠٥ هـ
٣٣ ـ تاريخ الأمم والملوك ١/ ٦ دار الكتب العلمية ـ بيروت ـ لبنان
محمد بن جرير الطبري ـ ٣١٠ هـ
٣٤ ـ تاريخ مدينة دمشق دار الفكر ـ دمشق ـ سوريا
علي بن الحسين الشافعي (ابن عساكر) ـ ٥٧١ هـ
٣٥ ـ تاريخ من دفن في العراق من الصحابة دار الثقافة ـ بيروت ـ لبنان
علي بن الحسين الهاشمي ـ ١٣٩٦ هـ
٣٦ ـ التبيان في تفسير القرآن ١/ ١٠ دار إحياء التراث العربي ـ بيروت ـ لبنان

محمد بن الحسن الطوسي ـ ٤٦٠ هـ
٣٧ ـ تحف العقول عن آل الرسول مؤسسة الأعلمي ـ بيروت ـ لبنان
حسن بن علي الحراني ـ القرن ١٥ هـ
٣٨ ـ تذكرة الخواص مكتبة نينوى ـ طهران ـ إيران
يوسف بن فرغلي البغدادي (سبط ابن الجوزي) ـ ٦٥٤ هـ
٣٩ ـ ترجمة الحسين ومقتله المستل مؤسسة آل البيت ـ قم ـ إيران
من طبقات ابن سعد
عبد العزيز بن جواد الطباطبائي ـ القرن ١٥ هـ
٤٠ ـ ترجمة ريحانة الرسول المستل من مؤسسة المحمودي ـ بيروت ـ لبنان
تاريخ دمشق
محمد باقر المحمودي ـ القرن ١٥ هـ
٤١ ـ تسلية المجالس وزينة المجالس مؤسسة المعارف الإسلامية ـ قم ـ إيران
محمد بن أبي طالب الحائري ـ القرن ١٠ هـ

٤٢ ـ تظلم الزهراء منشورات الشريف الرضي ـ قم ـ إيران
رضي بن نبي القزويني ـ ١١٣٦ هـ
٤٣ ـ تفسير فرات الكوفي مكتبة الصدوق ـ قم ـ إيران
فرات بن إبراهيم الكوفي ـ القرن ٤ هـ
٤٤ ـ التفسير الكبير ١/ ٣٢ مكتبة الإعلام الإسلامية ـ قم ـ إيران
محمد بن عمر فخر الرازي ـ ٦٠٦ هـ
٤٥ ـ تفسير الميزان ١/ ٢١ مؤسسة الأعلمي ـ بيروت ـ لبنان
محمد حسين بن محمد الطباطبائي ـ ١٤٠٢ هـ
٤٦ ـ تنبيه الخواطر ونزهة النواظر ١/ ٢ دار صعب ودار التعارف ـ بيروت ـ لبنان

ورام بن أبي فارس الأشتري ـ ٦٠٥ هـ
٤٧ ـ تهذيب الأحكام ١/ ١٠ دار صعب، دار التعارف ـ بيروت ـ لبنان

محمد بن الحسن الطوسي ـ ٤٦٠ هـ
٤٨ ـ تهذيب التهذيب ١/ ٦ دار إحياء التراث العربي ـ بيروت ـ لبنان

أحمد بن حجر العسقلاني ـ ٨٥٢ هـ
٤٩ ـ التوحيد انتشارات كتابچي ـ طهران ـ إيران
محمد بن علي القمي (الصدوق) ـ ٣٨١ هـ
٥٠ ـ جمال الأسبوع دار الرضي للنشر ـ قم ـ إيران
علي بن طاوس الحلي ـ ٦٦٤ هـ
٥١ ـ جمهرة خطب العرب ١/ ٣ دار الحداثة ـ بيروت ـ لبنان
أحمد زكي صفوت ـ القرن ١٥ هـ
٥٢ ـ الحدائق الوردية مخطوطة مكتبة المرعشي ٦ ـ ١٠ ـ قم ـ إيران
حميد بن أحمد اليماني ـ ٦٥٢ هـ
٥٣ ـ الحسن والحسين سبطا رسول الله مطبعة عيسى البابي الحلبي ـ القاهرة ـ مصر
محمد رشيد بن علي رضا ـ ١٣٥٤ هـ
٥٤ ـ الحسين قتيل العبرة دار العالم الإسلامي ـ بيروت ـ لبنان
عبد الزهراء بن فلاح الكعبي ـ ١٣٩٤ هـ

٥٥ ـ الحسين والتشريع الإسلامي ١/ ١٠ المركز الحسيني للدراسات ـ لندن ـ المملكة المتحدة
محمد صادق بن محمد الكرباسي ـ القرن ١٥ هـ
٥٦ ـ حياة الإمام الحسين ١/ ٣ مؤسسة الوفاء ـ بيروت ـ لبنان
باقر بن شريف القرشي ـ القرن ١٥ هـ
٥٧ ـ حياة الحيوان ١/ ٢ منشورات الرضي ـ قم ـ إيران
محمد بن موسى الدميري ـ ٨٠٨ هـ
٥٨ ـ الخرائج والجرائح ١/ ٣ مؤسسة الإمام المهدي ـ قم ـ إيران
سعيد بن هبة الله (قطب الدين) الراوندي ـ ٥٧٣ هـ
٥٩ ـ دار السلام ١/ ٤ مؤسسة الوفاء ـ بيروت ـ لبنان
حسين بن محمد تقي النوري ـ ١٣٢٠ هـ
٦٠ ـ دائرة المعارف الشيعية العامة ١/ ١٨ مؤسسة الأعلمي ـ بيروت ـ لبنان
محمد حسين بن سليمان الأعلمي ـ ١٣٩١ هـ
٦١ ـ الدر المنثور ١/ ٥ المكتبة الإسلامية ـ طهران ـ إيران
عبد الرحمان بن أبي بكر السيوطي ـ ٩١١ هـ
٦٢ ـ الدرة الباهرة
محمد بن مكي العاملي (الشهيد الأول) ـ ٧٨٦ هـ
٦٣ ـ الدعوات دار المرتضى ودار زهير ـ بيروت ـ لبنان

سعيد بن هبة الله (قطب الدين) الراوندي ـ ٥٧٣ هـ
٦٤ ـ دلائل الإمامة منشورات الشريف الرضي ـ قم ـ إيران
محمد بن جرير (ابن رستم) الطبري ـ القرن ٤ هـ
٦٥ ـ ذخائر العقبى مؤسسة الوفاء ـ بيروت ـ لبنان
أحمد بن عبد الله الطبري ـ ٦٩٤ هـ
٦٦ ـ الذريعة إلى تصانيف الشيعة ١/ ٢٦ دار الأضواء ـ بيروت ـ لبنان
محسن بن علي الطهراني (آغا بزرك) ـ ١٣٨٩ هـ
٦٧ ـ ربيع الأبرار ونصوص الأخبار ١/ ٤ منشورات الشريف الرضي ـ قم ـ إيران
محمود بن عمر الزمخشري ـ ٥٣٨ هـ
٦٨ ـ روضات الجنات ١/ ٨ مكتبة إسماعيليان ـ قم ـ إيران
محمد باقر بن زين العابدين الخونساري ـ ١٣١٣ هـ

٦٩ ـ روضة الواعظين — منشورات الرضي ـ قم ـ إيران
محمد بن الفتال النيسابوري ـ ٥٠٨ هـ
٧٠ ـ الرؤيا مشاهدات وتأويل — المركز الحسيني للدراسات ـ لندن ـ المملكة المتحدة
محمد صادق بن محمد الكرباسي ـ القرن ١٥ هـ
٧١ ـ رياض المصائب — تبريز ـ إيران
محمد مهدي بن محمد جعفر التنكابني ـ قبيل ١٢٩٥ هـ
٧٢ ـ سخنان إمام حسين بن علي — دفتر انتشارات إسلامي ـ قم ـ إيران
محمد صادق بن... نجمي ـ القرن ١٥ هـ
٧٣ ـ سفينة البحار ١/ ٢ — مؤسسة الوفاء ـ بيروت ـ لبنان
عباس بن محمد رضا القمي ـ ١٣٥٩ هـ
٧٤ ـ سير أعلام النبلاء ١/ ١٢ — مؤسسة الرسالة ـ بيروت ـ لبنان
محمد بن عثمان الذهبي ـ ٧٤٨ هـ
٧٥ ـ الشخصية الإنسانية في ضوء القرآن الكريم
ف.و.هـ
٧٦ ـ شرح الأخبار في فضائل الأئمة الأطهار — مطبعة سيد الشهداء ـ قم ـ إيران
النعمان بن محمد التميمي ـ ٣٦٣ هـ
٧٧ ـ الشهيد مسلم بن عقيل — مكتبة الألفين ـ الكويت ـ الكويت
عبد الرزاق بن محمد المقرم ـ ١٣٩١ هـ
٧٨ ـ صحيفة الحسين — مؤسسة النشر الإسلامي ـ قم ـ إيران
جواد بن... القيومي ـ القرن ١٥ هـ
٧٩ ـ الصحيفة الحسينية — انتشارات أشرفي ـ طهران ـ إيران
محمد حسين بن محمد علي الشهرستاني ـ ١٣١٥ هـ
٨٠ ـ الصحيفة الحسينية — مؤسسة البلاغ ـ بيروت ـ لبنان
محمد علي بن... الهمداني ـ القرن ١٥ هـ
٨١ ـ الصحيفة الحسينية — دار المرتضى ـ بيروت ـ لبنان
علي بن محمد علي دخيل ـ القرن ١٥ هـ
٨٢ ـ صفات الشيعة — دار الأعلمي للنشر ـ طهران ـ إيران
محمد بن علي القمي (الصدوق) ـ ٣٨١ هـ
٨٣ ـ ضياء الصالحين — مؤسسة الوفاء ـ بيروت ـ لبنان
محمد صالح بن... الجوهرجي

٨٤ ـ طب الأئمة — دار الشريف الرضي ـ قم ـ إيران
عبد الله وحسين ابنا بسطام ـ القرن ٤ هـ
٨٥ ـ الطبقات الكبرى ١/ ٩ — دار صادر ـ بيروت ـ لبنان
محمد بن سعد الواقدي ـ ٢٠٧ هـ
٨٦ ـ العدد القوية — مكتبة آية الله المرعشي ـ قم ـ إيران
رضي الدين الحلي ـ القرن ٨ هـ
٨٧ ـ عدة الداعي — دار المرتضى والكتاب الإسلامي ـ بيروت ـ لبنان
أحمد بن محمد (ابن فهد) الحلي ـ ٦٧٢ هـ
٨٨ ـ عوالم العلوم والمعارف — مؤسسة المهدي ـ قم ـ إيران
عبد الله بن نور الله البحراني ـ القرن ١٢ هـ
٨٩ ـ عيون الأخبار ١/ ٤ — وزارة الثقافة ـ القاهرة ـ مصر
عبد الله بن مسلم الدينوري ـ ٢٧٦ هـ
٩٠ ـ عيون أخبار الرضا ١/ ٢ — مؤسسة الأعلمي ـ بيروت ـ لبنان
محمد بن علي القمي (الصدوق) ـ ٣٨١ هـ
٩١ ـ عيون المعجزات — منشورات الرضي ـ قم ـ إيران
علي بن الحسين المرتضى ـ ٤٣٦ هـ
٩٢ ـ غصن الرسول — مكتبة المعارف ـ القاهرة ـ مصر
فؤاد بن علي رضا ـ القرن ١٥ هـ
٩٣ ـ الفتوح ١/ ٨ — مطبعة مجلس دائرة المعارف الإسلامية ـ حيدر آباد ـ الهند
أحمد بن أعثم الكوفي ـ ٤١٣ هـ
٩٤ ـ فرائد السمطين ١/ ٢ — مطبعة النعمان ـ النجف ـ العراق
إبراهيم بن محمد الحمويني ـ ٧٢٢ هـ
٩٥ ـ فرسان الهيجاء — نشر كتاب ـ طهران ـ إيران
ذبيح الله بن محمد علي المحلاتي ـ القرن ١٥ هـ
٩٦ ـ فروق اللغات — مكتبة القدسي ـ القاهرة ـ مصر
الحسن بن عبد الله العسكري ـ بعد ٣٩٥ هـ
٩٧ ـ فضائل الخمسة من الصحاح الستة ١/ ٣ — مؤسسة الأعلمي ـ بيروت ـ لبنان
مرتضى بن محمد الفيروز آبادي ـ ١٤١٠ هـ

٩٨ ـ فلاح السائل — مكتبة الإعلام الإسلامي ـ قم ـ إيران
علي بن طاوس الحلي ـ ٦٦٤ هـ

٩٩ ـ الفهرست — مؤسسة الوفاء ـ بيروت ـ لبنان
محمد بن الحسن الطوسي ـ ٤٦٠ هـ

١٠٠ ـ قادتنا كيف نعرفهم ١/ ٧ — مؤسسة الوفاء ـ بيروت ـ لبنان
محمد هادي بن محمد جعفر الميلاني ـ ١٣٩٥ هـ

١٠١ ـ القاموس العصري — دار الجيل ـ بيروت ـ لبنان
إلياس بن أنطون إلياس وإدوار بن أنطون إلياس

١٠٢ ـ القرآن الكريم
كلام الله المجيد

١٠٣ ـ القرآن وعلوم العصر الحديثة — دار النهضة العربية ـ القاهرة ـ مصر
إبراهيم بن فواز عراجي ـ القرن ١٥ هـ

١٠٤ ـ قرب الإسناد — مؤسسة آل البيت ـ قم ـ إيران
عبد الله بن جعفر الحميري ـ القرن ٣ هـ

١٠٥ ـ قصص العرب ١/ ٤ — منشورات الرضي ـ قم ـ إيران
محمد بن أحمد جاد المولى، ومحمد بن أبي الفضل إبراهيم،
وعلي بن... البجاري ـ القرن ١٤ هـ

١٠٦ ـ قمقام زخار ١/ ٢ — المكتبة الإسلامية ـ طهران ـ إيران
فرهاد بن عباس القاجاري ـ ١٣٠٥ هـ

١٠٧ ـ الكافي ١/ ٨ — دار الأضواء ـ بيروت ـ لبنان
محمد بن يعقوب الكليني ـ ٣٢٩ هـ

١٠٨ ـ الكامل في التاريخ ١/ ٩ — دار الطباعة المنيرية ـ القاهرة ـ مصر
علي بن محمد الجزري (ابن الأثير) ـ ٦٣٠ هـ

١٠٩ ـ كشف الغمة ١/ ٣ — دار الكتاب الإسلامي ـ بيروت ـ لبنان
علي بن عيسى الأربلي ـ ٦٩٣ هـ

١١٠ ـ الكشكول ١/ ٣ — مؤسسة الوفاء ـ قم ـ إيران
يوسف بن... البحراني ـ

١١١ ـ كفاية الطالب — دار إحياء التراث أهل البيت ـ طهران ـ إيران
محمد بن يوسف الكنجي ـ ٦٥٨ هـ

١١٢ ـ كلمات قصار سيد الشهداء　　قانون معرفت ـ طهران ـ إيران
أبو الفضل بن رضا البرقعي ـ القرن ١٥ هـ
١١٣ ـ كنز الدقائق ١/ ١١　　مؤسسة النشر الإسلامي ـ قم ـ إيران
محمد بن محمد رضا المشهدي ـ ١١٢٥ هـ
١١٤ ـ كنز العمال ١/ ١٦　　مؤسسة الرسالة ـ بيروت ـ لبنان
علي بن حسام الدين المتقي الهندي ـ ٩٧٥ هـ
١١٥ ـ كنوز الحقائق　　مطبعة عبد الرزاق ـ القاهرة ـ مصر
محمد بن علي المناوي ـ ١٠٣١ هـ
١١٦ ـ الكواكب الدرية ١/ ٢　　القاهرة ـ مصر
محمد بن علي المناوي ـ ١٠٣١ هـ
١١٧ ـ لسان العرب ١/ ١٨　　دار إحياء التراث العربي ـ بيروت ـ لبنان

محمد بن مكرم الأنصاري (ابن منظور) ـ ٧١١ هـ
١١٨ ـ لغت نامه دهخدا ١/ ١٩٩　　جامعة طهران ـ مؤسسة بلخ ـ إيران
علي أكبر بن خان باب دهخدا ـ ١٣٧٥ هـ
١١٩ ـ لمعات الحسين　　انتشارات باقر العلوم ـ قم ـ إيران
محمد حسين بن... حسيني طهراني ـ القرن ١٥ هـ
١٢٠ ـ اللهوف في قتلى الطفوف　　دار المرتضى ـ بيروت ـ لبنان
علي بن موسى الحسني (ابن طاوس) ـ ٦٦٤ هـ
١٢١ ـ مثير الأحزان　　مدرسة الإمام المهدي ـ قم ـ إيران
جعفر بن محمد الحلي (ابن نما) ـ ٦٨٠ هـ
١٢٢ ـ المجالس السنية ١/ ٥　　منشورات الشريف الرضي ـ قم ـ إيران
محسن بن عبد الكريم الأمين ـ ١٣٧١ هـ
١٢٣ ـ مجمع البحرين ١/ ٦　　مؤسسة الوفاء ـ بيروت ـ لبنان
فخر الدين بن محمد علي الطريحي ـ ١٠٨٥ هـ
١٢٤ ـ مجمع البيان ١/ ١٠　　دار المعرفة ـ بيروت ـ لبنان
الفضل بن الحسن الطبرسي ـ القرن ٦ هـ
١٢٥ ـ مجمع الزوائد ١/ ١٠　　مكتبة حسام الدين القدسي ـ القاهرة ـ مصر
علي بن أبي بكر الهيثمي ـ ٨٠٧ هـ

١٢٦ ـ المحجة البيضاء ١/ ٨ مكتبة الصدوق ـ طهران ـ إيران
محمد بن مرتضى (المولى المحسن) الكاشاني ـ ١٠٩١ هـ
١٢٧ ـ مدينة المعاجز ١/ ٨ مؤسسة المعارف الإسلامية ـ قم ـ إيران
هاشم بن سليمان البحراني ـ ١١٠٧ هـ
١٢٨ ـ مروج الذهب ١/ ٤ دار الهجرة ـ قم ـ إيران
علي بن الحسين المسعودي ـ ٣٤٦ هـ
١٢٩ ـ مستدرك وسائل الشيعة ١/ ٢٠ مؤسسة آل البيت ـ بيروت ـ لبنان
حسين بن محمد تقي النوري ـ ١٣٢٠ هـ
١٣٠ ـ مسند أحمد بن حنبل المطبعة الميمنية ـ القاهرة ـ مصر
أحمد بن حنبل الشيباني ـ ٢٤١ هـ
١٣١ ـ مصباح الزائر وجناح المسافر (مخطوط) مكتبة المرعشي ـ قم ـ إيران
علي بن موسى (ابن طاوس) الحسني ـ ٦٦٤ هـ
١٣٢ ـ مصباح الكفعمي
إبراهيم بن علي الكفعمي ـ القرن ١٠ هـ
١٣٣ ـ مصباح المتهجد مؤسسة فقه الشيعة ـ بيروت ـ لبنان
محمد بن الحسن الطوسي ـ ٤٦٠ هـ
١٣٤ ـ معالي السبطين ١/ ٢ مؤسسة النعمان ـ بيروت ـ لبنان
محمد مهدي بن عبد الهادي المازندراني ـ ١٣٨٤ هـ
١٣٥ ـ معجم رجال الحديث ١/ ٢٤ دار الزهراء ـ بيروت ـ لبنان
أبو القاسم بن علي أكبر الخوئي ـ ١٤١٣ هـ
١٣٦ ـ مفاتيح الجنان مؤسسة الوفاء ـ بيروت ـ لبنان
عباس بن محمد رضا القمي ـ ١٣٥٩ هـ
١٣٧ ـ مفتاح الجنات ١/ ٣ مؤسسة الأعلمي ـ بيروت ـ لبنان
محسن بن عبد الكريم العاملي ـ ١٣٧١ هـ
١٣٨ ـ المفيد في ذكرى السبط الشهيد مؤسسة الأعلمي ـ بيروت ـ لبنان
عبد الحسين بن إبراهيم العاملي ـ القرن ١٥ هـ
١٣٩ ـ مقاتل الطالبيين مؤسسة الأعلمي ـ بيروت ـ لبنان
علي بن الحسين (أبو الفرج) الأصفهاني ـ ٣٥٦ هـ

١٤٠ ـ مقتل الحسين دار الكتاب الإسلامي ـ بيروت ـ لبنان
عبد الرزاق بن محمد المقرم ـ ١٣٩١ هـ
١٤١ ـ مقتل الحسين مؤسسة الوفاء ـ بيروت ـ لبنان
لوط بن يحيىٰ الأزدي (أبو مخنف) ـ ١٥٧ هـ
١٤٢ ـ مقتل الحسين مكتبة المفيد ـ قم ـ إيران
الموفق بن أحمد الخوارزمي ـ ٥٦٨ هـ
١٤٣ ـ مقتل الحسين دار الزهراء ـ بيروت ـ لبنان
محمد تقي بن حسن بحر العلوم ـ ١٣٩٣ هـ
١٤٤ ـ مقتل الحسين
الحسن بن عثمان التستري
١٤٥ ـ مقصد الراغب في مناقب علي بن أبي طالب مكتبة المرعشي ـ قم ـ إيران
حسين بن محمد بن حسن ـ القرن ٤ هـ
١٤٦ ـ مكارم الأخلاق مؤسسة الأعلمي ـ بيروت ـ لبنان
الحسن بن الفضل الطبرسي ـ القرن ٦ هـ
١٤٧ ـ مناقب آل أبي طالب ١/ ٤ دار الأضواء ـ بيروت ـ لبنان
محمد بن علي بن شهرآشوب ـ ٥٨٨ هـ
١٤٨ ـ المنتخب مؤسسة الأعلمي ـ بيروت ـ لبنان
فخر الدين بن محمد علي الطريحي ـ ١٠٨٥ هـ
١٤٩ ـ من لا يحضره الفقيه ١/ ٤ دار صعب ـ بيروت ـ لبنان
محمد بن علي القمي (الصدوق) ـ ٣٨١ هـ
١٥٠ ـ مهج الدعوات دار الذخائر ـ قم ـ إيران
علي بن طاوس الحلي ـ ٦٦٤ هـ
١٥١ ـ مهيج الأحزان طهران ـ إيران
حسن بن محمد علي الحائري ـ بعد ١٢٤٢ هـ
١٥٢ ـ الموسوعة العلمية ١/ ٢ دائرة المعارف ـ سوسة ـ مصر
إشراف: محمد عدنان الرفاعي ـ القرن ١٥ هـ
١٥٣ ـ موسوعة كلمات الإمام الحسين دار المعروف ـ قم ـ إيران
معهد تحقيقات باقر العلوم ـ القرن ١٥ هـ
١٥٤ ـ ناسخ التواريخ (حياة الإمام الحسين) ١/ ٤ المكتبة الإسلامية ـ طهران ـ إيران
محمد تقي سپهر الكاشاني ـ ١٢٩٧ هـ

١٥٥ ـ نفس المهموم — المكتبة الإسلامية ـ طهران ـ إيران
عباس بن محمد رضا القمي ـ ١٣٥٩ هـ

١٥٦ ـ نهاية الأرب ٢٨/١ — وزارة الثقافة والإرشاد ـ القاهرة ـ مصر
أحمد بن عبد الوهاب النوري ـ ٧٣٣ هـ

١٥٧ ـ نهج البلاغة — مؤسسة الوفاء ـ بيروت ـ لبنان
علي بن أبي طالب الهاشمي ـ ٤٠ هـ

١٥٨ ـ نهج الشهادة — نشر فرهنك أهل بيت ـ قم ـ إيران
أحمد بن.... فرزانة ـ القرن ١٥ هـ

١٥٩ ـ نور الأبصار — الدار العالمية ـ بيروت ـ لبنان
مؤمن بن حسن الشبلنجي ـ القرن ١٤ هـ

١٦٠ ـ هدية الأبرار — مطبعة الزهراء ـ النجف ـ العراق
محمد مهدي بن عبد الهادي المازندراني ـ ١٣ هـ

١٦١ ـ وسائل الشيعة ٢٠/١ — مؤسسة آل البيت ـ قم ـ إيران
محمد بن الحسن الحر العاملي ـ ١١٠٤ هـ

١٦٢ ـ وسيلة الدارين — مؤسسة الأعلمي ـ بيروت ـ لبنان
إبراهيم بن ساجد الزنجاني ـ القرن ١٥ هـ

١٦٣ ـ وفيات الأعيان ٨/١ — دار صادر ـ بيروت ـ لبنان
أحمد بن محمد الأربلي (ابن خلكان) ـ ٦٨١ هـ

١٦٤ ـ وقعة الطف — مؤسسة النشر الإسلامي ـ قم ـ إيران
لوط بن يحيىٰ الأزدي ـ ١٥٨ هـ

١٦٥ ـ ينابيع المودة ٣/١ — مؤسسة الأعلمي ـ بيروت ـ لبنان
سليمان بن إبراهيم القندوزي ـ ١٢٩٤ هـ

حجت الاسلام والمسلمین مولانا میرزا محمد جواد کی نشریافتہ کتب وتراجم

۱۔ تجلیاتِ حسینؑ

۲۔ اردوادب پر نقوش کربلاء

۳۔ حسینیؑ صحیفۂ کاملہ

۴۔ گفتگو کا سلیقہ

۵۔ انقلابِ حسینیؑ کے سیاسی عوامل

۶۔ اجمالی تعارف حسینیؑ دائرۃ المعارف

عنقریب نشر ہونے والی کتب

۱۔ رسالۂ حقوق

۲۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر

۳۔ محبت علیؑ کردار وآخرت کی ضامن۔